بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ
مبارکپور

شوال 1441 | جون 2020

جلد: ۴۴۔ شمارہ: ۶

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی

منیجر: محمد محبوب عزیزی

تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی

مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴	**THE ASHRAFIA MONTHLY** Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404	قیمت عام شمارہ: 30 روپے سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے
چیک اور ڈرافٹ بنام ASHRAFIA MONTHLY بنوائیں	کوڈ نمبر 05462 دفتر ماہنامہ اشرفیہ 250149 الجامعۃ الاشرفیہ 250092 دفتر اشرفیہ ممبئی فون/ فیکس 23726122	سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ 750 روپے دیگر بیرونی ممالک 25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

Email : ashrafiamonthly@gmail.com
mubarakmisbahi@gmail.com
info@aljamiatulashrafia.org

ASHRAFIA MONTHLY
A/c No. 3672174629
Central Bank Of India
Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس مصباحی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ — آہ! حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ — مبارک حسین مصباحی (۳)

فقہیات

آپ کے مسائل — لاک ڈاؤن کے ایام میں اعتکاف، شبِ قدر، صدقۂ فطر، جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے مسائل — مفتی محمد نظام الدین رضوی (۱۵)

نظریات

فکر امروز — وقت کے تقاضوں سے گریز کب تک — مولانا محمد صدام حسین مصباحی (۱۷)

شخصیات

تعزیت — مفتی محمد ظہیر حسن قادری ادروی علیہ الرحمہ — علامہ محمد احمد مصباحی (۱۹)
تعزیت نامہ — حضرت مفتی ظہیر حسن قادری مصباحی — مفتی محمد نظام الدین رضوی (۲۰)
وصال پر ملال — اشرف الفقہا حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ — مفتی محمد نظام الدین رضوی (۲۱)
اظہارِ غم — حضرت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ۔ چند یادیں — مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری (۲۲)
نقش تعزیت — حضرت مولانا امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمہ — سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (۲۳)

تجویدیات

نقش ماضی — فخر القرا حضرت مولانا قاری ابو الحسن مصباحی علیہ الرحمہ — مبارک حسین مصباحی (۲۴)
عکسِ حیات — مجودِ عصر حضرت مولانا قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمہ — مبارک حسین مصباحی (۳۴)

بزم دانش

فکر و نظر — کورونا کا سنگین دور۔ عبادات اور دعائیں۔ — مولانا محمد عابد چشتی/ مولانا محسن رضا ضیائی/ مولانا ابو ہریرہ مصباحی (۳۹)

ادبیات

خیابانِ حرم — مناقب — سید اولاد رسول قدسی مصباحی/ توفیق احسن برکاتی/ فریدی صدیقی مصباحی (۴۶)

وفیات

سفرِ آخرت — یا خدا ساجد علی کو صبر کی توفیق دے........................ مولانا ازہر القادری (۴۷)
حضرت مولانا ساجد علی مصباحی کی اہلیہ محترمہ کا وصال پر ملال................ مبارک حسین مصباحی (۴۸)
فاجلِ جلیل حضرت مولانا بدر الحق مصباحی........................ مبارک حسین مصباحی (۴۸)
اگست/ستمبر ۲۰۲۰ء میں رحلت فرمانے والی چند شخصیات................ مبارک حسین مصباحی (۴۹)

مکتوبات

صدائے بازگشت — سید صابر حسین شاہ بخاری قادری/ مبارک حسین مصباحی/ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری/ محمد عاقل رضوی/ محمد مسیح احمد قادری/ سید نجیب حیدر نوری/ محمد عاقل رضوی (۵۲)

سرگرمیاں

خیر و خبر — حضرت سید منور علی بخاری کے لیے دعاے صحت کی اپیل/ مرآۃ التصنیف کے مرتب کے لیے دعاے صحت کی اپیل/ درگاہ حضرت رحیم اللہ شاہ قادری میں منایا گیا یومِ شہادت/ مسجد خضر بنگلور میں تعزیتی اجلاس/ مفتی محمد معراج القادری کا وصال امتِ مسلمہ کا عظیم خسارہ (۵۵)

آہ! حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ

جامع صفات شخصیت اور سیاسی بصیرت

مبارک حسین مصباحی

عالمِ غیب رسول ﷺ نے قربِ قیامت کی متعدّد نشانیاں بیان فرمائیں، ایک دن ہمارے سرکار ﷺ نے اپنے پاکباز صحابہ کے روبرو ارشاد فرمایا: بلاشبہہ اللہ تعالیٰ بندوں کے سینوں سے علم کھینچ کر نہ اٹھائے گا! بلکہ علما کے وصال سے علم اٹھالیا جائے گا۔ (بخاری ۱/۴، حدیث نمبر ۱۰۰)

۲۰۲۰ء میں کرونا کی وبا پوری دنیا میں کم و بیش پھیل چکی ہے۔ تمام تر نقصانات اپنی جگہ مگر اس دوران علمائے کرام اور مشائخِ عظام بھی بڑی تیزی سے داغِ مفارقت دے رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کرتے ہیں اے مرے مولیٰ تعالیٰ! تو ہی حقیقی توبہ قبول فرمانے والا اور غفور رحیم ہے۔ تو اس وبائے عام سے پوری دنیا کو محفوظ فرمادے، اپنے پیارے حبیب شفاعتِ کبریٰ کے تاج رکھنے والے کے طفیل فانی دنیا سے جانے والے علما، مشائخ اور دیندار حضرات کی مغفرت فرمادے اور اپنے خصوصی فضل و کرم سے سب کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمادے۔ آمین

اشرفیہ اُن کی رحلت سے بڑا غمگین ہے:

فقیہِ عصر حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ بھی ۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ/ ۱۰/ اگست ۲۰۲۰ء کو لکھنؤ کے ایک ہاسپٹل میں صبح آٹھ بج کر چالیس منٹ پر اس جہانِ فانی کو الوداع فرماگئے۔ آپ کے وصال پر ملال کی افسوسناک خبر ہمیں عالی جناب مطیع اللہ خان اعظمی نے شام ۴/ بج کر ۳۰/ منٹ کے بعد دی، ہم نے یہ حادثاتی خبر حیرت و استعجاب میں ڈوب کر سنی، ۱۰/ اگست کو دن میں قریب ایک بجے بھی بھائی خان اعظمی سے ہماری بات ہوئی تھی، دونوں طرف سے خیریت ہی کی خبر تھی مگر نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں یقین کرنا پڑا، کلمات استرجاع پڑھ کر ہم نے حکمِ الٰہی پر عمل کیا۔ خبر عام ہوتے ہی وہاٹس ایپ، فیس بک اور مختلف ذرائع سے خبر پوری دنیا کے شناسا حلقوں میں پہنچ گئی، ہمارا موبائل بھی مسلسل مصروف ہو گیا، ملکی اور غیر ملکی افراد اس خبر کی تصدیق کرانے لگے اور تعزیتی جملے ارشاد فرمانے لگے، ہم نے رونا ہی حضرت مفتی صاحب کے فرزند صغیر عزیزم محمد فاضل معراج سلمہ سے رابطہ کیا مگر وہ تو صرف گریہ و زاری ہی کر رہے تھے، خیر! انھوں نے موبائل اپنے ایک پڑوسی حافظ صاحب کو دیا، انھوں نے سکون سے گفتگو فرمائی، معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے کسی وجہ سے ساڑھے چار بجے شام کو وصال کی خبر دی تھی حالاں کہ آپ کا وصال صبح آٹھ بج کر چالیس منٹ پر ہو چکا تھا انھوں نے مزید فرمایا کہ ابھی حضرت کو لے کر افراد رونا ہی پہنچے نہیں ہیں جیسے ہی پہنچیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو باخبر کر دیں گے۔

اسی دوران ہم نے متعدّد روز ناموں کے ذمہ داروں سے گفتگو کی، بفضلہٖ تعالیٰ سب باخبر ہو چکے تھے، ہم نے آن لائن حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے تعلق سے اظہارِ خیال کیا، سب نے ریکارڈ کیا، مولانا رہبر مصباحی جو پٹنہ میں روزنامہ انقلاب، پٹنہ کے ذمہ دار ہیں انھوں نے باضابطہ خبر مرتب کی اور متعدّد اخبارات میں شائع کرائی، انھیں کی مرتب تعزیتی خبر، روزنامہ انقلاب بنارس، روزنامہ سہارا، اعظم گڑھ اور آن لائن ذمہ داروں نے بھی نشر کی، روزنامہ شان سدھارتھ کے لیے محب گرامی حضرت علامہ ازہر القادری دامت برکاتہم العالیہ سے گفتگو ہوئی، بروقت جو سمجھ میں آیا انتہائی غم کے ساتھ بیان کر دیا، انھوں نے اسی وقت ہماری گفتگو ۱۱/ اگست ۲۰۲۰ء کے اخبار میں دے دی، انھوں نے ہی یہ عنوان بھی لگایا تھا **"حشر تک رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے۔"** مضمون حسب ذیل ہے:

"ادیبِ شہیر حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ نے بذریعہ فون یہ جاں کاہ خبر سنائی کہ آج مفتی محمد معراج القادری استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا، مزید ان کے اوصاف و خصائل بیان کرتے ہوئے کہا کہ: محب گرامی وقار حضرت علامہ شاہ مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ جامعہ کے بہت بلند اور قدیم استاذ اور ایک ذمہ دار مفتی بھی تھے۔ آپ فیض آباد کے قاضی شرع اور الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی کے نائب سربراہِ اعلیٰ بھی تھے۔ آپ اخلاق و مروت اور فکر و تحقیق

میں اپنی ایک منفرد مثال رکھتے تھے۔ آپ نے کثیر تعداد میں علمی اور تحقیقی فتاوے نوٹ فرمائے اور کثیر فقہی، علمی، فکری اور تحقیقی مضامین و مقالات بھی تحریر فرمائے۔ آپ کی شخصیت باوضع، خود دار اور نستعلیق تھی، آپ کو بریلی شریف سے امام احمد رضا محدث بریلوی، حضور مفتیِ اعظمِ ہند اور تاج الشریعہ علیہم الرحمہ سے انتہائی عقیدت و محبت تھی، اللہ کا فضل و کرم ہے کہ ہمیں (مبارک حسین مصباحی) اور آپ کو تاج الشریعہ قدس سرہ نے ایک ہی ساتھ خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا تھا، آپ نے متعدّد کتابیں بھی مرتب کی ہیں، جامعہ اشرفیہ کا (اولین فقہی سیمینار سے متعلق) ”صحیفہ فقہ اسلامی“ کی ترتیب میں آپ اور سراج الفقہا مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی نے حیرت انگیز سعی کی تھی، اس کے علاوہ لفظ ”کملی“ سے متعلق بھی ایک تحقیقی کتاب مرتب فرمائی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا علم اور فضل عطا فرمایا تھا، آپ کے چار بچے ہیں: (دو صاحب زادے اور دو صاحبزادیاں) مگر افسوس کہ ان میں سے کسی کی شادی نہ کر سکے، ہمیں آپ کے وصال کی خبر سن کر انتہائی رنج و غم ہوا، آپ کے صاحبزادے محمد عادل معراج قادری سے مسلسل رابطہ رہا، انھوں نے اپنے طور پر جو کچھ بھی بیان کیا، اس سے کافی تسلی ہوتی رہی، ابھی کل کی گفتگو میں انھوں نے کہا تھا کہ اب طبیعت بہتر ہے مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ، آپ دنیا سے چلے گئے اور ہمیں اور پوری جماعت اہلِ سنت کو داغِ مفارقت دے گئے، بلاشبہ آپ کا چلا جانا یہ ملت کے لیے عظیم خسارہ ہے۔ اللہ کریم آپ کا نعم البدل عطا فرمائے، جامعہ اشرفیہ مبارک پور آپ کے اہل و عیال کے غم میں برابر کا شریک ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں اور آپ کی تمام تر دینی خدمات کو قبول فرمائے، اور پسماندگان (اہل و عیال متعلقین و محبین اور تلامذہ) کو صبرِ جمیل کی توفیق سے سرفراز کرے۔ آمین“ (روزنامہ شان سدھارتھ، ۱۱/ اگست ۲۰۲۰ء)

ہم نے رونا ہی رابطہ کیا تو معلوم ہوا ابھی حضرت کو لے کر لوگ پہنچے نہیں ہیں مگر یہاں ذمہ داروں کا کہنا ہے کہ تاخیر بالکل نہیں ہوگی، جیسے حضرت کو لایا جاتا ہے غسل کے بعد نماز ادا کی جائے گی اور اسی وقت تدفین عمل میں آجائے گی، ہم نے عرض کیا: ذمہ داروں کا فیصلہ درست ہے۔ ہم لوگ پہنچنا تو چاہتے تھے مگر آپ لوگ اسی وقت ان کی تجہیز و تکفین کر دیں، ہم ان شاء اللہ تعالیٰ صبح یہاں سے نکلیں گے۔

حضرت عزیز ملت کی قیادت میں تعزیتی کارواں:

جامعہ اشرفیہ میں آپ کی رحلت سے غم کی چادر تن گئی تھی، ہر فرد اپنی جگہ بے چین و مضطرب تھا۔ برادرِ گرامی جناب ماسٹر فیاض احمد عزیزی فرمانے لگے کہ ہمیں تو صبح جانا ہے۔ ہم نے عرض کیا آپ کا فرمانا حق بجانب ہے۔ فرمانے لگے آپ کا کیا خیال ہے؟ ہم نے عرض کیا جانا تو ہے ہی اب آپ فرمائیے کیا کرنا چاہیے، ہم نے عرض کیا جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب ہم لوگوں کے لیے صبر و تحمل اور حضرت مفتی صاحب کے لیے ایصالِ ثواب کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہم نے اسی وقت نبیرۂ حافظِ ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی دام ظلہ العالی سے رابطہ کیا، انھوں نے بھی حسب عادت جواب دیا کہ دیکھیے میں بتاتا ہوں۔ مسئلہ صرف ہمارا نہیں تھا اہلِ خانہ بھی غم و اندوہ میں چور تھے۔ رہ رہ کر انھیں کے ذکرِ خیر سے سب کی زبانیں تر تھیں، شاید ہی کوئی دن گزرتا ہو جو ان کے تعلق ان کے کسی قریبی سے حال دریافت نہ کیا جاتا ہو، ایک روز قبل حضرت کے بڑے فرزند عزیزم محمد عادل معراج رضوی سے گفتگو ہوئی تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے آنکھیں کھولی ہیں اور بدن میں بھی کچھ حرکت ہوئی ہے۔ ہم نے الحمد للہ کہتے ہوئے عرض کیا تھا: اب ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی روبہ صحت ہو جائیں گے۔ مگر یہ افاقۂ موت تھا جسے ہم نے اپنی ناقص فہم سے افاقۂ صحت سمجھا۔

خیر ۹/ بجے کے قریب شب میں حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی کی کال آئی، انھوں نے اپنے والد ماجد حضور عزیزِ ملت دامت برکاتہم العالیہ کا حکم سنایا کہ صبح رونا ہی جانا ہے آپ (مبارک حسین) اور آپ ماسٹر فیاض احمد عزیزی صبح سات بجے کے قریب تیار رہیں۔ ہم نے یہ پیغام سن کر اطمینان کا سانس لیا اور صبح سات بجے کے قریب گاڑی آئی، محب گرامی حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ نے بھی مزید گنجائش کے بارے میں سمجھا، انھیں بتایا گیا جگہ ہے آپ کسی ایک کو اور بھی لے سکتے ہیں۔ ہم لوگ کر پہلے حضرت کی قیام گاہ پہنچے، وہاں حضرت عزیزِ ملت دامت برکاتہم القدسیہ اور حضرت نعیمِ ملت دام ظلہ العالی تشریف فرما ہوئے اور آٹھ بجے صبح سے پہلے ہمارا کارواں مبارک پور سے نکل گیا۔

مختلف راہوں سے گزرتے ہوئے ہم گیارہ بجے کے بعد رونا ہی ضلع ایودھیہ پہنچے، حضرت عزیزِ ملت دامت برکاتہم العالیہ نے حکم دیا، پہلے جامعہ اسلامیہ رونا ہی چلتے ہیں مگر اس کا گیٹ بند تھا، ادارے کے دائیں جانب جانبِ مغرب محب گرامی حضرت مولانا شاکر علی عزیزی دام ظلہ العالی سابق استاذ جامعہ اسلامیہ رونا ہی کا مکان ہے۔ جامعہ اسلامیہ سے ہماری گاڑی کچھ آگے بڑھی تو ”عزیزی منزل“ کی ایک خوبصورت تختی نظر آئی۔

حضرت نعیم ملت نے فرمایا: چلیے اتریئے! اب ہماری منزل آگئی، حضرت عزیزِ ملت دامت برکاتہم القدسیہ اور ہم لوگ گاڑی سے اترے، دیکھا تو ”عزیزی منزل“ میں رنگ و روغن کا کام ہو رہا تھا، جناب ماسٹر فیاض احمد عزیزی نے آگے بڑھ کر دریافت کیا تو ایک مستری نے حضرت کے صاحبزادۂ والاتبار کو خبر دی، موصوف حضرت کی زیارت کرتے ہی خوش ہوئے اور پھر حضرت عزیزِ ملت دامت برکاتہم القدسیہ اور ہم لوگوں سے بھی اندر آنے کے لیے ارشاد فرمایا، نشست گاہ کھولی، تخت پر حضرت جلوہ گر ہوئے سامنے صوفے پر ہم لوگ بیٹھ گئے، محب مکرم حضرت مولانا شاکر علی عزیزی مدظلہ العالی جلوہ گر ہوئے، حضرت عزیزِ ملت اور پھر ہم لوگوں سے سلام و مصافحہ ہوا، فرمانے لگے حضرت! میری آنکھ لگ گئی تھی تاخیر ہوگئی معاف کیجیے، خیر چائے وغیرہ کے بعد سب لوگ حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ کے دولت کدے پر پہنچے، ہم تو پہلی بار حاضر ہوئے تھے، جامعہ اسلامیہ سے قریب ہی ہے۔ کسی قدر چوڑے راستے پر دیدہ زیب مکان ہے۔ مکان کے سامنے روڈ کی دوسری جانب ایک کشادہ دالان سا بنا ہوا ہے اس کے سامنے بھی کچھ زمین خالی پڑی ہے۔ اسی مقام پر ہم سب لوگ پہنچے، وہاں کچھ حضرات موجود تھے، حسب وعدہ جامعہ اشرفیہ کے مایہ ناز استاذ حضرت علامہ محمد ناظم علی مصباحی دام ظلہ العالی بھی جلوہ گر تھے حضرت نے فرمایا کہ قریب ۱۵؍ منٹ پہلے اپنے مکان گونڈہ سے پہنچا ہوں۔ حضور عزیزِ ملت اور ہم سب سے مصافحے ہوئے اور سب کو بٹھا دیا گیا، حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے بڑے فرزند جناب محمد عادل معراج سلمہ کو حضور عزیزِ ملت نے قریب کی کرسی پر بلایا، اور کچھ تسلی کے جملے ارشاد فرمانے لگے، اتنے میں حضرت مفتی صاحب کے برادر نسبتی اور کچھ دیگر حضرات آئے اور سب کو اندر چلنے کے لیے فرمایا، حضور عزیزِ ملت اور ہم لوگ اٹھے اور بیٹھک میں جاکر بیٹھ گئے، اتنے میں جامعہ اسلامیہ روناہی کے سابق پرنسپل حضرت علامہ مفتی محمد ایوب رضوی دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف لے آئے۔ چائے وغیرہ کی تو بس رسم ہی ادا کی گئی، اب سب حضرات حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ کی قبر انور پر پہنچے، ساتھ ہی حضرت کے بڑے فرزند محمد عادل معراج اور دو ایک لوگ بھی تھے، سب نے فاتحہ پڑھی اور انتہائی پرغم ماحول میں ایصال ثواب کیا، وہ ایک ناقابلِ بیان ماحول تھا قبر پر پہنچے تو حضرت مفتی صاحب کا سراپا نگاہوں میں آگیا، وہ علم وفضل کے پیکر، نستعلیق اور خوددار فاضل و مفتی تھے۔ ان کی اپنی ایک مستقل شناخت تھی، اعلیٰ حضرت محدث بریلوی، اپنے مرشدِ گرامی حضور برہانِ ملت جبل پوری اور حضور حافظِ ملت محدث مرادآبادی اور دیگر اکابر علما اور مشائخ کے وہ شیدائی تھے۔ اپنے فکر و فن میں افکارِ رضا کی ترجمانی کو وہ سرمایۂ افتخار تصور فرماتے تھے۔ آہ! صد آہ! وہ آج مٹی میں آرام فرما رہے ہیں۔ نہیں، ہرگز نہیں! یہ اُن کی خوش بختی ہے کہ جن کا کلمہ پڑھا کرتے تھے، جن کی رحمتوں میں زندگی بھر سرشار رہے۔ جن کی شریعت کی دل وجان سے ترجمانی فرماتے رہے۔ ہاں، ہاں! آپ ناشرِ دین وسنیت تھے اور مفتیِ دینِ متین تھے۔ جس عظیم شخصیت کے تقدس کی آپ قسمیں کھاتے تھے۔ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے آپ مسلسل حالتِ جنگ میں رہتے تھے۔ آپ کی سانسوں میں جن کے عشق کی خوشبو آتی تھی، ہر لمحہ انھیں کی یاد میں تڑپنا، ہر پل انھیں کے جلوۂ زیبا کی زیارت کے لیے کروٹیں بدلنا، جن کی نعتوں میں کھو جانا، جن کی یادوں کی سچی لگن میں سو جانا، مگر آہ! اس بار سوئے تو اٹھ نہیں سکے۔ آپ کو خدائے بزرگ کے محبوب اور اپنے داتا اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا جذبۂ شوق بے چین کیے ہوئے تھا، اب ہمیں یاد آرہے ہیں عارف باللہ تعالیٰ اور بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق، سلسلہ قادریہ کے عظیم بزرگ حضرت علامہ شاہ عبد العلی آسی غازی قدس سرہ۔ وہ فرماتے ہیں:

اب تو پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
ہے شبِ گور بھی اُس گل کے ملاقات کی رات

ہم لوگ حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ کے دولت کدے پر حاضر ہوئے، حضور عزیزِ ملت دامت برکاتہم العالیہ نے بچوں اور دیگر اہلِ خانہ سے تعزیت فرمائی اور ہم نے بھی اپنی بساط بھر کچھ معروضات پیش کیے اور واپس چلے آئے، حضرت مولانا شاکر علی عزیزی دام ظلہ العالی کے دولت کدے پر پہنچے، مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی اور ماحضر سے شاد کام ہو کر ہمارا کارواں واپس ہوا۔ مغرب کی اذان سے چند منٹ پہلے ہم لوگ مبارکپور پہنچ گئے۔

ولادت اور خاندانی وجاہت:

آپ کی ولادت باسعادت قصبہ روناہی ضلع فیض آباد میں بروز دوشنبہ ۲؍ فروری ۱۹۶۵ء میں ہوئی، آپ روناہی میں خان حضرات کے معروف خاندان کے فردِ فرید تھے، آپ کے والدِ گرامی جناب ظفر احمد خاں مرحوم لکھنؤ ریلوے اسٹیشن پر قلیوں کے ہیڈ تھے، نیک، بلند اخلاق،

علما اور مشائخ سے محبت فرمانے والے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کے وصال پر ملال کی رات میں شیخ طریقت حضرت سید شاہ محمد حامد حسن جیلانی قادری نقش بندی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ نقش بندیہ سریا شریف، ضلع اعظم گڑھ سے شرف ہم کلامی حاصل ہوا، حضرت نے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے والدین اور چند افراد ہمارے والد گرامی حضور امام الاولیا قدس سرہ سے بیعت تھے، اپنے مرشدِ گرامی اور ہم اہلِ خانہ سے بڑی محبت کرتے تھے، حضور والدِ گرامی علیہ الرحمہ جب لکھنؤ اسٹیشن پر اترتے تو ماشاء اللہ اپنے احباب کو لے کر شاندار استقبال کرتے اور اپنے روم میں لے جائے بغیر نہیں مانتے، شاندار ناشتے وغیرہ کا اہتمام فرماتے۔ حضرت نے مزید فرمایا: دو ایک بار ہم بھی حضرت امام الاولیا قدس سرہ کی معیت میں تھے۔ اس کے بعد دو تین بار ہم تنہا بھی گئے تو ان کی محبت اور شیدائیت میں کوئی کمی نہیں دیکھی، آپ نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہوئے فرمایا کہ مفتی صاحب بھی اپنے والد گرامی مرحوم کے طور طریقوں کے سچے وارث تھے۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں انھیں بلند مقام عطا فرمائے، آمین۔ حضرت سید صاحب کی گفتگو سے اندازہ ہوا کہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے والدین کریمین اور دیگر اہلِ خانہ حضور امام الاولیا قدس سرہ سے سلسلۂ عالیہ نقش بندیہ میں بیعت تھے۔ آپ حضرات کو جان کر خوشی ہوگی کہ حضور امام الاولیا حضرت علامہ سید محمد قاسم میاں قادری نقشبندی قدس سرہ، حضور حافظِ ملت قدس سرہ کے شاگرد رشید اور دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کے فاضل جلیل تھے۔ یعنی:

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے   اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ بھی خانقاہ قادریہ نقش بندیہ حضوریہ سریا شریف کے مشائخ اور حضور امام الاولیا قدس سرہ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ سریا شریف کے ساداتِ کرام سے یہ نورانی سلسلۂ محبت آج تک جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلۂ عقیدت کی عمر دراز فرمائے۔ آمین۔ حق فرمایا ہے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام احمد رضا محدث ب قدس سرہ نے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا   تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم کا آغاز جامعہ اسلامیہ، روناہی سے ہوا، آپ نے درجہ پنجم تک اسی ادارہ میں پڑھا، آپ کے حافظِ قرآن ہونے کا پہلے ہمیں کوئی علم نہیں تھا، اب جب حضرت کے احوال نوٹ کرنے کے لیے "فروغِ رضویات میں فرزندانِ اشرفیہ کی خدمات" میں ص: ۱۷۰۳/ دیکھا تو یہ جان کر حد درجہ مسرت ہوئی کہ ماشاء اللہ آپ نے قرآن عظیم کا حفظ بھی فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نے از اعدادیہ تا فضیلت جامعہ اسلامیہ میں محنت سے پڑھا۔ دستار و سند کے بعد آپ نے وہیں معقولات کی چند اہم کتابیں بھی پڑھیں، جن میں میر زاہد، صدرا، ملا جلال اور قاضی مبارک ہیں۔

جامعہ اسلامیہ روناہی میں آپ کے اساتذۂ کرام متعدّد ہیں، ذیل میں ہم صرف تین اساتذۂ کرام کا ذکر کرتے ہیں:

(۱)- حضرت علامہ مولانا محمد نعمان خاں اعظمی مصباحی علیہ الرحمۃ، (م: ۲۱/ صفر ۱۴۲۹ھ/ ۲۹/ فروری ۲۰۰۸ء) سابق صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ، روناہی۔

(۲)- حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی مصباحی علیہ الرحمۃ [م: ۱۳/ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ/ ۱۱/ دسمبر ۲۰۱۹ء] سابق شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ، روناہی۔

(۳)- حضرت علامہ مفتی محمد ایوب رضوی دامت برکاتہم العالیہ سابق صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ روناہی

درجۂ فضیلت کے آخری سال میں آپ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخل ہوئے اور ۱۹۸۵ء میں آپ کی دستارِ فضیلت ہوئی، یہاں آپ کے اساتذہ میں تین بزرگ ہیں، جن کے اسمائے گرامی ذیل میں درج ہیں:

(۱)- محدثِ کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔

(۲)- شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا عبد اللہ خاں عزیزی علیہ الرحمۃ سابق نائب صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔

(۳)- محدثِ جلیل حضرت علامہ عبد الشکور عزیزی مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ سابق شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔

عہدِ طالب علمی میں بھی آپ اپنی منفرد شناخت رکھتے تھے، آپ کے ہم جماعت افراد میں ایک سے ایک بڑی شخصیات ہیں چند نام ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

(۱)- حضرت علامہ مفتی مسیح احمد قادری مصباحی خلیفہ حضور عزیز ملت، صدر المدرسین جامعہ انوار القرآن، بلرامپور۔
(۲)- حضرت علامہ مفتی سید علیم الدین قادری مصباحی، بانی و مہتمم دار العلوم قادریہ غریب نواز، ساؤتھ افریقہ۔
(۳)- حضرت علامہ مولانا فتح احمد عیش بستوی مصباحی، بانی و مہتمم حافظ ملت اسلامک اسمبلی، ڈربن، ساؤتھ افریقہ۔
(۴)- حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد اشرفی مصباحی، پرنسپل دار العلوم شمس العلوم، قصبہ گھوسی، ضلع مئو۔
(۵)- حضرت علامہ مولانا بدر الدجیٰ مصباحی پرنسپل دار العلوم ضیاء العلوم، خیر آباد، ضلع مئو۔

جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تدریس:

۱۹۸۵ء میں فراغت کے بعد آپ کو جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں مدرس مقرر کیا گیا، آپ کی صلاحیت اور تدریس میں تو کوئی شبہ نہیں، آپ نے اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ قریب ۳۵ر برس تک آپ نے مختلف علوم و فنون کی اعلیٰ اور متوسط درجے کی کتابیں پڑھائیں، آپ کی تدریس کا لب ولہجہ مؤثر اور جامع ہوتا تھا، طلبہ آپ کی درس گاہ سے مطمئن ہو کر نکلتے تھے۔ رطب و یابس وہ عام مجلس میں بھی پسند نہیں فرماتے تھے، درس گاہ تو ایک ذمہ دار مقام ہے۔ یہاں مطالعہ اور تحقیق کے بعد بڑے اطمینان کے ساتھ تقریر فرماتے تھے، معقولی مزاج تھا، اعتراضات کے جوابات بھی فکر انگیز اور اطمینان بخش دیتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے جو ہند اور بیرون ہند ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ اور ماریشش وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ طلبہ ان ممالک کے بھی ہیں اور ایک بڑی تعداد ہندوستان کے بلند پایہ علما کی ہے جو بیرونی ممالک میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہیں۔ وصال کے بعد آپ کے سیکڑوں تلامذہ نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور ایصال ثواب کے سلسلے تو اب تک جاری ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری رہیں گے۔ آپ کے چند تلامذہ کے کچھ منظوم تاثرات ہیں۔ بعض اشعار ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

مفکر اسلام حضرت علامہ سید اولادِ رسول قدسی مصباحی کی علمی اور فنی حیثیت محتاج تعارف نہیں، آپ بھی حضرت مفتی قادری علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں، آپ برسوں سے نیویارک، امریکہ میں دعوت و تبلیغ کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے بھی ہدیۂ تعزیت پیش کیا ہے، اور حق یہ ہے کہ اپنے شاگرد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

تحریر ہے یہ مادرِ علمی کی جبیں پر — افتا کے دل و جان تھے استاذِ گرامی
اُن سے ہے ملی طلبہ کو معراجِ ترقی — تسکین کا سامان تھے استاذِ گرامی
ملتی تھی ہمیں اُن کے جوابوں سے تشفی — سرمایۂ ایقان تھے، استاذِ گرامی
معیار بلند اُن سے تھا تعلیم کا قدسیؔ — تدریس کے سلطان تھے، استاذِ گرامی

ہم ان بلیغ اشعار پر تبصرہ نہیں کرتے ورنہ ایک مستقل مضمون اسی پر مکمل ہو جائے گا۔

اب ہم بلا تبصرہ اہلِ سنت کے زود نویس مصباحی شاعر محب مکرم حضرت مولانا سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی، مسقط، عمان کے صرف چند اشعار نقل کرتے ہیں۔ سنا ہے آپ سے جس محفل میں فرمائش کر دی جاتی ہے آپ اسی محفل کے اختتام پر کلام لکھ کر عطا فرما دیتے ہیں۔

اشرفیہ اُن کی رحلت سے بڑا غمگین ہے — جس میں تھا پڑھنا پڑھانا حضرتِ معراج کا
فکر و فن علم و ہنر کا حسن تھا کردار میں — تھا رُخِ ہستی سہانا حضرتِ معراج کا
فقہ و افتا درس اور تدریس کے روشن قمر — جلوۂ فن ماہرانہ حضرتِ معراج کا
فضلِ رب سے اُن کی نسلوں کا چمن تازہ رہے — علم سے مہکے گھرانہ حضرتِ معراج کا

اہلِ سنت کے معروف ادیب اور دل پذیر شاعر حضرت مولانا توفیق احسن برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ کی شخصیت کہاں ڈھکی چھپی ہے۔ آپ نثر و نظم دونوں پر یکساں قدرت رکھتے ہیں اور کبھی کبھی تو یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آپ کس پر دسترس زیادہ رکھتے ہیں۔ اس المناک موقع پر انھوں نے بھی منظوم تعزیت نامہ لکھا ہے۔ اشعار سے قبل اُن کی نثر کا تیور بھی دیکھ لیجیے، وہ لکھتے ہیں:

"استاذِ گرامی حضرت مولانا مفتی محمد معراج القادری مصباحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال نے دل کی دنیا کو غم ناک بنادیا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی پر یقین اور پختہ ہوتا جارہا ہے، گزرتی شب اور نیند آنکھوں سے دور ہے۔ ۲۰۲۰ء واقعی عام الحزن ثابت ہورہا ہے۔ لرزیدہ قلم نے رنج وغم کی روشنائی میں نہاکر چند لکیریں کھینچی ہیں ملاحظہ فرمائیں:

سونی سونی ہے فضا اور چمن افسردہ — شاخ ٹوٹی تو ہوئے برگ و ثمر پژمردہ
کتنے ارباب خرد چھوڑ کے دنیا کو گئے — غم کے اس سال پہ ہر سال ہوا شرمندہ
موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس — کس قدر آج ہیں یہ لوح و قلم نم دیدہ
آہ! استاذ مرا چھوڑ کے ہم سب کو گیا — جنت الماویٰ میں اللہ رکھے رخشندہ

شارحِ بخاری دارالافتا کی مسندِ نیابت پر:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اپنے تمام شعبوں میں امتیازی مقام رکھتا ہے۔ "شارحِ بخاری دارالافتا" نائب مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سابق صدر دارالافتا جامعہ اشرفیہ کی یادگار ہے، رضا اکیڈمی ممبئی نے نزہۃ القاری شرح بخاری کی تکمیل پر ۶؍ نومبر ۱۹۹۹ء کو حج ہاؤس ممبئی میں جشن شارحِ بخاری کا انعقاد کیا تھا، بطور اعزاز آپ کو چاندی سے وزن کیا تھا، حج ہاؤس ممبئی میں اس جشن شارحِ بخاری کی نظامت اس حقیر فقیر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ نے کی تھی۔ اسی چاندی کا ایک بڑا حصہ حضرت شارحِ بخاری قدس سرہ نے دارالافتا کی تعمیر کے لیے عطا فرمایا تھا۔ یہ عظیم اور خوبصورت عمارت "شارحِ بخاری دارالافتا" کے نام سے تعمیر ہوئی۔

حضرت شارحِ بخاری کا حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ پر احسان عظیم ہے کہ آپ کو "معقولی" سے "مفتی" بنادیا۔ آپ کو ایک کامیاب مفتی بنانے میں فتویٰ نویسی کی مکمل تعلیم و تربیت حضرت ہی نے فرمائی۔ اس کا اعتراف خود آپ کو بھی تھا، آپ کے افادات میں ہے:

"حضرت شارحِ بخاری قدس سرہ کی خصوصی توجہ مجھ پر رہی، ۱۹۸۵ء سے لے کر وصال پر ملال تک طویل مدت میں انھیں کی ہدایت اور رہنمائی میں فتویٰ نویسی کرتا رہا، فتویٰ نویسی میں آج جو کچھ ہے وہ حضرت کا کرم اور خاص عنایت کا فیضان ہے۔ آج بھی ان کا روحانی فیض ہم پر جاری ہے۔"

بلاشبہ آپ نے فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں درسگاہ میں پڑھی تھیں مگر ہر انسان کا اپنا ایک ذوق ہوتا ہے، آپ معقولات میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نے جامعہ اسلامیہ روناہی میں بھی تخصص، معقولات ہی میں کیا تھا۔ مگر یہ حضرت شارح قدس سرہ کا فیضان تھا کہ آپ کو صحرائے معقولات سے اٹھا کر دارالافتا کا مسند نشیں بنادیا۔ آپ حضرت کی حیاتِ ظاہری میں اپنے تحریر کردہ فتاویٰ شارحِ بخاری علیہ الرحمہ کو سناتے تھے، حضرت شارحِ بخاری کو فتویٰ نویسی میں جو مہارت تھی وہ کسی اہلِ دانش پر مخفی نہیں، آپ گیارہ برس اور چند ماہ تک بریلی شریف میں فتویٰ نویسی فرماتے رہے۔ وہاں سرکار مفتیِ اعظم قدس سرہ کا آپ پر مکمل فیضان رہا اسی لیے آپ نائب مفتیِ اعظم ہند کے عظیم خطاب سے بھی متعارف ہوئے۔ بقول حضور شارحِ بخاری: کہ ہم نے لگ بھگ پچیس ہزار فتاویٰ بریلی شریف میں تحریر کیے جن میں قریب دس ہزار فتاویٰ کو حضور مفتیِ اعظم ہند کو عشا کے بعد سنا کر اصلاح لی اور حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ نے اپنے قلم سے تصدیق فرمائی۔

معروف نقاد و شاعر ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی دام ظلہ العالی کے ذہن میں "فقیہِ اعظم ہند" کا خطاب آیا، چند بزرگوں کی تائید کے ساتھ اس کی اشاعت بھی ہوگئی، حسنِ اتفاق اس کے بعد ۲۰؍ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ/۳۱؍ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی تھا۔ صاحبِ سجادہ حضور امینِ ملت دامت برکاتہم العالیہ نے کثیر علما اور مشائخ کی موجودگی میں آپ کو "فقیہِ اعظم ہند" کے خطاب سے بھی سرفراز کیا۔ حضرت شارحِ بخاری علیہ الرحمہ حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ پر کبھی کبھی بگڑتے بھی تھے، مگر اکثر اوقات وہ آپ کی حسن کارکردگی پر اظہارِ مسرت فرماتے اور مسلسل دعاؤں سے نوازتے رہتے۔

مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور:

جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی مجلسِ شوریٰ منعقدہ ۳؍ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ میں ایک فقہ حنفی کی مجلس کی قرارداد منظور ہوئی، اسی کی روشنی میں ۲۳؍ جمادی

الآخرہ ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹/ دسمبر ۱۹۹۲ء بروز شنبہ عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کی دعوت پر اکابر علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی مجلسِ مشاورت ہوئی۔ جس میں بنام ”مجلسِ شرعی“ ایک شعبہ کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں باضابطہ نو عہدہ داران منتخب ہوئے۔ جن میں دو سرپرست اور ایک صدر تھے اور باقی اراکین، بانی اور سرپرست اعلیٰ کی حیثیت سے عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ اور دوسرے سرپرست نائب مفتی اعظم ہند شارحِ بخاری علیہ الرحمہ تھے۔ جب کہ فقیہ عصر مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ رکن تھے۔

مجلسِ شرعی کا پہلا فقہی سیمینار جامعہ اشرفیہ میں چار دن پر مشتمل تھا۔ یکم جمادی الاولیٰ تا ۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۸/ اکتوبر تا ۲۱/ اکتوبر ۱۹۹۳ء، یہ سیمینار چھ خصوصی نشستوں اور ایک اجلاس عام پر مشتمل تھا۔ سیمینار کی نشستیں حسب ذیل بزرگوں کی صدارتوں میں ہوئیں:

پہلا اجلاس: زیرِ صدارت! شارحِ بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ (م: ۶/ صفر ۱۴۲۱ھ/ ۱۱/ مئی ۲۰۰۰ء) ناظمِ تعلیمات و صدر شعبۂ افتا، جامعہ اشرفیہ۔

دوسرا اجلاس: زیرِ صدارت! بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مصباحی علیہ الرحمہ (م: ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۲ء) شیخ الحدیث دار العلوم اہلِ سنت شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو۔

تیسرا اجلاس: زیرِ صدارت! حضرت مولانا سید ظہیر احمد زیدی قادری علیہ الرحمہ [م: ۲۶/ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ/ ۸/ جولائی ۲۰۰۲ء] تلمیذ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی قدس سرہ، سابق استاذ شعبۂ دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

چوتھا اجلاس: زیرِ صدارت! حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ (م: ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء) سابق مفتی دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

پانچواں اجلاس: زیرِ صدارت! عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ دامت برکاتہم العالیہ، سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ۔

چھٹا اجلاس: زیرِ صدارت! تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ، (م: ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء) بریلی شریف۔

اجلاسِ عام: زیرِ صدارت! تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ، مرکزِ اہلِ سنت بریلی شریف۔

ان صدور کے اسمائے گرامی پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے پہلے چار روزہ سیمینار میں کیسے کیسے اکابر موجود تھے۔ افسوس صد افسوس! کہ حضور عزیزِ ملت دامت برکاتہم العالیہ کے سوا باقی تمام شخصیات غریقِ رحمت ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مقامات رفیع کو مزید بلند فرمائے، آمین۔

سیمینار کے موضوعات یہ تھے:

(۱)- الکحل آمیز انگریزی دواؤں کا حکم۔ (۲)- زندگی بیمہ اور عام بیمہ کے احکام۔ (۳)- مشترکہ سرمایہ کمپنی میں شرکت اور اس کے حصوں کی خریداری۔

پہلے سیمینار کے لیے دعوت کثیر حضرات کو دی گئی تھی مگر سیمینار میں کل ۷۵/ حضرات نے شرکت فرمائی۔

سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ نے ۳۵۲/ صفحات پر مشتمل ایک وقیع دستاویز بنام **”صحیفۂ فقہ اسلامی“** مرتب فرمائی۔ جس میں اندرونی ٹائیٹل پر یہ عبارت درج ہے:

”مجلسِ شرعی کے پہلے فقہی سیمینار“ کی مفصل روداد یعنی الکحل آمیز دواؤں کا استعمال، بیمۂ زندگی اور بیمۂ اموال کے عنوانات پر اہم مقالات اور علمی مذاکرات و مباحثات اور شرعی فیصلوں کا دل آویز گلدستہ۔“

”صحیفہ نما“ کی ابتدائی فہرست میں حسب ذیل اہم عنوانات کے تحت گراں قدر تحریریں ہیں:

پیش لفظ، از: حضرت نائبِ مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ۔ **مجلسِ شرعی کا قیام**، از: ادارہ۔

عرضِ مدعا، از: حضرت سربراہِ اعلیٰ صاحب قبلہ دام ظلہم۔ **خطبۂ استقبالیہ**، از: حضرت نائبِ مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ۔

چار روزہ فقہی سیمینار کی ایک جھلک، از: حضرت مولانا محمد احمد مصباحی دام ظلہم۔

پہلے فقہی سیمینار کے فیصلے جو فیصل بورڈ نے نافذ فرمائے وہ صفحہ ۲۹؍ سے صفحہ ۳۲؍ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ انھیں ہم نقل کرتے مگر صفحات کی کثرت کی وجہ سے اس وقت ترک کرتے ہیں بعد میں ان شاء اللہ تعالیٰ انھیں بھی پیش کریں گے۔

استاذِ گرامی وقار صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ "چار روزہ فقہی سیمینار کی ایک جھلک میں" "حسنِ انتظام" کے ذیل میں افادہ فرماتے ہیں:

حضرت مفتی محمد معراج القادری کا حسنِ انتظام:

☆"۸۰؍ صفحات پر مشتمل سوال نامے کی کتابت وطباعت۔ ☆مندوبین کی خدمات میں ان کی ترسیل۔ ☆ان سے رابطہ وتقاضا۔ ☆سیمینار کی تیاری۔ ☆خطبۂ استقبالیہ، عرض مدعا، نظام الاوقات وغیرہ کی کتابت وطباعت۔ ☆مندوبین کا استقبال۔ ☆ان کے قیام وطعام کا بندو بست۔ ☆سیمینار ہال کے لیے سامانوں کی فراہمی۔ ☆مندوبین کے لیے ضروری امور کا انتظام۔ ☆وقت پر جلسوں کے آغاز واختتام کا اہتمام۔

بہت سے کام ہیں جو اس سیمینار کے سلسلے میں سلیقہ مندی اور نظم وضبط سے انجام پاتے رہے۔ ان میں سے بیشتر امور مجلس کی نشست **دسمبر ۱۹۹۲ء کی تجویز کے مطابق حضرت مولانا محمد معراج القادری استاذ و نائب مفتی اشرفیہ ورکن مجلس شرعی کے ذمہ تھے جو انھوں نے بڑی محنت و تندہی سے انجام دیے۔ حسنِ انتظام کے سلسلے میں وہ بجا طور سے جملہ مندوبین اور مجلسِ شرعی کی جانب سے تحسین و تبریک کے مستحق ہیں۔ رب کریم انھیں صحت وعافیت، سلامت روی، استقامت اور مزید محاسن سے نوازے۔** مفتی نظام الدین رضوی کی رفاقت ومعاونت اور رہنمائی کا بھی اس میں خاص حصہ ہے۔" (صحیفہ فقہ اسلامی، ص:۲۲)

فکر وقلم کی کاشت:

حضرت اپنی دیگر کثیر خوبیوں کے ساتھ ایک سنجیدہ اور تحقیقی قلم کار بھی تھے۔ آپ کی تحریروں میں فقہی گہرائی، تحقیقی رنگ اور مناظرانہ بانکپن اپنے شباب پر نظر آتا ہے۔ عام تحریری رویوں سے گریز بھی ملتا ہے۔ بال کی کھال نکالنے کی مثل پورے طور پر صادق آتی ہے، آپ جب بھی قلم اٹھاتے تھے گرماگرم بحثوں کو موضوع بناتے، تحریری معرکہ آرائی میں سامنے والی کی چمڑی ادھیڑ لیتے تھے، آپ اپنی ہر بات دلائل کی روشنی میں پیش فرماتے تھے۔ کٹ حجتی سے کنارہ کش ہو کر اتنے مستحکم شواہد سامنے رکھتے کہ مد مقابل کے لیے سرِ تسلیم خم کرنے یا راہِ فرار اختیار کرنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ آپ کے فکر وقلم کا اصل میدان تو فتویٰ نویسی اور فقہی سیمیناروں میں بحث وتمحیص تھا۔ مگر آپ نے چند اہم تصانیف اور کثیر تعداد میں مضامین ومقالات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے فقہی میدانوں اور تحقیق کے قلمی خیابانوں پر بعد میں گفتگو کریں گے، بروقت صرف تالیفات ومضامین کی اختر شماری پر اکتفا کرتے ہیں۔

آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

(۱)- تنقیح مطالب: خورد سائز، صفحات: ۳۱

لفظ "کملی" کا استعمال رسول اللہ ﷺ کی نوری چادر کے لیے جائز ہے مگر بچنا بہتر ہے۔

(۲)- اکابر دیو بند کے مراتب۔

اس میں حضرت مصنف نے علمائے دیوبند کے عقائد کو سامنے رکھ کر یہ ظاہر کیا ہے کہ مختصر سی زندگی میں انھوں نے حیرت انگیز بلند مراتب حاصل کر لیے۔ ولایت کے بعد صحابیت بلکہ نبوت ورسالت کا دعویٰ بھی کر دیا اور رحمۃ للعالمین بھی بن بیٹھے۔

(۳)- ایک مجلس میں تین طلاق کا شرعی حکم۔

سائز متوسط، صفحات ۸۳؍ اعلیٰ کتابت وطباعت۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث کریمہ، آثار صحابہ اور اجماعِ اُمت کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی ہیں۔ حکومت کے جاہلوں کی غلط روش اور مسلم عداوت اور غیر مقلدین کی بدمذہبیت کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے ہیں، حق یہ ہے کہ آپ نے فقہی تحقیقی کا حق ادا کر دیا ہے۔

اب ہم آپ کے تحریر کردہ بعض **مضامین ومقالات** کی فہرست درج کرتے ہیں:

(۱) مسجد میں الکٹرانک نظام اذان۔ (۲) نزہۃ القاری اور رد خوارج ومعتزلہ۔ (۳) اسلام بین الاقوامی سطح پر امن کا داعی ہے مگر دنیا تعصب کا شکار ہے۔ (۴) کیا بریلویت ہمارا اعلامتی نشان ؟ (۵) پلاسٹک سرجری اور اعضا کی پیوند کاری۔ (۶) اذان خطبہ پر ایک مضمون کا جائزہ۔ (۷) بحر العلوم ایک محتاط مفتی۔ (۸) معنیٰ آل کی تحقیق۔ (۹) کیا ذات پات کی بنیاد پر مسلمان بھی رذیل اور شریف ہوتے ہیں؟ (۱۰) مبارکپور سے مارہرہ مطہرہ کا ایک سفر۔ (۱۱) زمین وآسمان کی گردش کا نظریہ یہودی فکر کا شاخسانہ۔ (۱۲) گم گشتگانِ راہ کی منزل۔ (۱۳) حافظ ملت کی فقہی بصیرت کے چند شواہد۔ (۱۴) علامہ فضلِ حق خیر آبادی بحیثیت معلم رابع۔ (۱۵) حافظِ ملت اور علومِ عقلیہ۔ (۱۶) حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱۷) امام احمد رضا کی فقہی بصیرت۔ (۱۸) فقہائے کرام تنقیدات کی روشنی میں۔ (۱۹) مفتیِ اعظم اور تصویر کشی۔ (۲۰) لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم۔ (۲۱) ”آیاتِ متشابہات استخواں پیش سگاند“ کی توضیح وتشریح۔

یہ مکمل مضامین ومقالات نہیں آپ نے مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اور شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے سیمیناروں کے لیے جو تحقیقی اور نت نئے موضوعات پر مقالات تحریر فرمائے ہیں وہ سب ان میں شامل نہیں، اسی طرح دیگر کتب پر تقاریظ، پیشِ لفظ، اداروں کے معائنے اور دین و دانش اور ملک وملت کے تعلق سے جو بیانات اخبارات ورسائل میں شائع ہوئے ان تمام کی فہرست سازی بھی مستقل ایک موضوع ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ان کے تلامذہ اس کارِ خیر کو بحسن وخوبی انجام دیں گے۔ جو حضرات قدم آگے بڑھائیں گے ہم بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی ہر ممکن مدد کریں گے۔

حضور برھانِ ملت سے بیعت اور تین اہم خلافتیں:

حضرت بلاشبہ ایک عالمِ ربانی تھے، متوسط قد وقامت، خوبرو چہرہ، پر نور بڑی بڑی آنکھیں، بلند نورانی پیشانی، مسکراتے پتلے پتلے لب، دلکش بینی شریف، منفرد اور سلیقہ مندی سے بھرپور ناز وانداز، رفتار وگفتار میں خود اعتمادی اور خودداری، گفتگو میں رچاؤ اور بساؤ، ہم کلامی میں فاضلانہ میزان مگر بذلہ سنجی کا ترشح اور کردار وعمل میں صالحیت ہی صالحیت۔ آپ علومِ دینیہ کے ساتھ معارف تصوف سے بھی بھرپور آشنا تھے۔ تاجدارِ اہلِ سنت حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ کا عرسِ چہلم تھا وہ ایک یادگار تاریخی عرس تھا جس میں ہند اور بیرون ہند کے بڑے بڑے اکابر جلوہ گر ہوئے تھے۔ اس مقدس پروگرام میں حقیر فقیر راقم مبارک حسین مصباحی عفی عنہ نے بھی شرکت کا شرف حاصل کیا تھا، اس میں ہم بڑے بڑے مشائخ کی زیارتوں اور ان کی فیض رسانیوں سے شاد کام ہوئے تھے۔ ہاں ہمیں عرض کرنا یہ تھا کہ اس میں اعلیٰ حضرت کے آخری خلیفہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالباقی، برہان الحق صدیقی قادری رضوی جبل پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی بطور خاص جلوہ گری ہوتی تھی۔ آپ کا وصال پر ملال ۲۶؍ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۰؍ دسمبر ۱۹۸۵ء میں ہوا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث ب قدس سرہ [م: ۲۵؍ صفر ۱۳۴۰ھ/۲۸؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء] آپ کو ”بیٹا“ کہہ کر پکارتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفا کے تذکار میں ایک شعر میں اپنے ایک خلیفہ کا تذکرہ فرمایا ہے مگر مقامِ مسرت ہے کہ ایک ہی شعر میں اپنے فرزندار جمند حضور مفتیِ اعظم ہند اور حضور برہانِ ملت کا ذکرِ خیر فرمایا ہے۔

آلِ الرحمٰن برہان الحق شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

آپ حضور مفتیِ اعظم ہند کے عرس چہلم کے موقع پر حضور برہانِ ملت قدس سرہ العزیز سے بیعت ہوئے تھے، آپ علیہ الرحمہ اپنے مرشد گرامی قدس سرہ کے حد درجہ شیدائی اور عاشق زار تھے۔ اس وقت ہمیں یاد آرہے ہیں، محب گرامی وقار حضرت مولانا عبدالوحید مصباحی علیہ الرحمہ سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، جو قریب ایک ماہ قبل ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرما کر جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ انھوں نے جامعہ اشرفیہ میں دورانِ تدریس ۲۰۰۱ء میں ”خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہانِ ملت کی حیات وخدمات“ کے نام سے ۲۰۰۱ء میں وقیع کتاب تحریر فرما کر شائع کرائی، ۲۶۴؍ صفحات کے اس مرقع جمیل پر ”تقریب“ راقم حقیر فقیر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ نے لکھنے کا شرف حاصل کیا تھا، اور گراں قدر ”تقریظ“ حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ سے تحریر کرائی تھی۔ ان کی تقریظ سے چند سطریں ذیل میں پڑھیں:

”ممدوح اعلیٰ حضرت مظہرِ شریعت برہان دین وملت علامہ مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق قادری رضوی سلامی شریعت وطریقت، حقیقت اور

معرفت کے ایسے بحرِ بے کراں تھے جن سے علمی روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے والے حضرات جہان علم و فن اور گلستانِ اہلِ عرفان کے سدا بہار پھول بن گئے، آپ وقت کے ایسے فقیہِ اعظم تھے کہ اہلِ فقہ و افتا کی نظر میں بھی آپ کا فتویٰ تو فتویٰ، عمل بھی فتویٰ تصور کیا جاتا تھا اور کیوں نہ ہو مجددِ اعظم امام اح قدس سرہ نے جس کا ذہنی علمی عملی جائزہ لے کر اطمینان کا اظہار فرما دیا ہو جس کے اخلاق، تقویٰ، افتا، اتباعِ سنت اور شریعت کی تصدیق کی ہے بلکہ جسے برہان الحق برہان الدین برہان السنۃ بن جانے کی دعائیں فرما دی ہوں کہ وہ دنیا کی نظر میں برہانِ شریعت و قابلِ حجت کیوں نہ ہو گا۔" (برہانِ ملت کی حیات و خدمات، ص:۱۶)

خلافتیں:

آپ کو تین بزرگوں سے خلافتیں اور اجازتیں حاصل ہیں۔

(۱)- حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء میں عرس رضوی کے موقع پر جامعۃ الرضا کے اجلاس میں عمامہ شریف باندھا اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا، بعد میں حدیث و فقہ کی اجازت و سند عطا فرمائی۔ ان دونوں نعمتوں سے حضور تاج ا قدس سرہ نے راقم حقیر فقیر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ کو بھی سرفراز فرمایا۔ یعنی اس اجلاس میں سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت و اجازت اور بعد میں حدیث و فقہ کی اجازت اور دونوں کی ایک ساتھ اسناد۔ اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کا علمی اور روحانی فیضان ہم سب پر جاری فرمائے۔ آمین۔

(۲)- عرسِ حافظِ ملت کے موقع پر حضرت صاحب سجادہ حضور عزیزِ ملت دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

(۳)- پیرِ طریقت حضرت مولانا محمد حسین ملتانی دامت برکاتہم العالیہ نے بھی آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔

سیاسی بصیرت اور مسائل کا حل:

محب گرامی وقار حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ معقولات و منقولات کے حامل ایک عظیم فقیہ تھے۔ ان کے اندر دینی مسائل کے حل کے لیے تمام شرائط بڑی حد تک موجود تھے۔ ان کے اندر ہمت و جرأت بھی بھرپور تھی۔ اسلام کا ایک اصول ہے "مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اَهْلَ زَمَانِهٖ فَهُوَ جَاهِلٌ" یعنی جو اپنے عہد کے لوگوں سے ناآشنا ہو اسے اپنے تعلیم یافتہ ہونے کا حق حاصل نہیں۔ آپ بفضلہٖ تعالیٰ اپنے عہد کے لوگوں سے بڑی حد تک واقف تھے۔ آپ نے مختلف جہتوں سے ملی اور سیاسی مسائل کا حل بھی پیش کیا، ان کے تعلقات سیاسی اور قومی حضرات سے بھی بڑی حد تک گہرے تھے۔ جب کسی فرد کے تعلقات گہرے ہوتے ہیں تو مسائل کے حل کے لیے اثرات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ذاتی بلندی بھی وہ شخص حاصل کر لیتا ہے۔

یوپی مدرسہ بورڈ کے ضلعی صدر کے لیے آپ کا انتخاب:

اعظم گڑھ میں ضلعی سطح کی میٹنگ تھی۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے ہم چند لوگ جامعۃ القریش، اعظم گڑھ پہنچے، اس میں دراصل ضلعی سطح کا انتخاب تھا۔ ہم لوگوں نے حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ کو منصب صدارت کے لیے سوچا تھا۔ کچھ صوبائی ذمہ داروں سے گفتگو ہو چکی تھی۔ بات طویل زمانے کی ہو گئی کن کن حضرات کے خطابات ہوئے یہ تو اس وقت یاد نہیں آ رہا ہے مگر اتنا یاد ہے کہ ہم نے کچھ کچھ باتیں پیش کی تھیں۔ یوپی کے جنرل سکریٹری عالی جناب دیوان صاحب الزمان کا خطاب ہوا تھا انھوں نے راقم حقیر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ کی پیش کی ہوئی باتوں کی بھرپور تائید فرمائی تھی اور خاص طور پر حضرت مفتی محمد معراج القادری کے لیے بحیثیت ضلع صدر ہم نے ایک تجویز رکھی تھی اس کی بھی تائید کی تھی، خیر تھوڑی دیر تبادلۂ خیال ہوا مگر جب بحیثیت صدر حضرت کا نام منتخب ہوا تو سارے اساتذہ نے بہ خوشی تائید کی اور آپ نے بھی ضلعی صدارت کی ذمہ داریاں بڑی خوبصورتی سے نبھائیں۔

سماج وادی پارٹی کے صوبائی مہا سچیو:

تاریخ تو ہمیں یاد نہیں مگر لگ بھگ بیس برس ہو رہے ہوں گے۔ آپ کو سماج وادی پارٹی کا مہا سچیو بنایا گیا۔ اس منصب کے بعد پارٹی کے بانی و صدر ملائم سنگھ یادو بھی پہچاننے لگے تھے۔ حالاں کہ آپ کے بنیادی تعلقات صوبائی وزیر جناب احمد حسن مرحوم ٹانڈوی سے تھے۔ جناب احمد حسن بھی ملائم سنگھ یادو کی محبت میں غرقاب رہتے تھے۔ ایک بار لکھنؤ کے ایک پروگرام میں جناب احمد حسن مرحوم بھی مدعو تھے ان کی ہر نقل و حرکت پر ملائم سنگھ

چھائے رہتے تھے، چند منٹ کی بھی کوئی ایسی گفتگو نہیں ہوتی تھی جس میں دو چار بار اپنے نیتا جی کا القاب و آداب کے ساتھ نام نہ لے لیتے ہوں۔ ان کے رخصت ہونے کے بعد بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ احمد حسن صاحب جتنا ملائم سنگھ کا نام لیتے ہیں اگر اتنا نام اللہ تعالیٰ کا لے لیتے تو جانے کب کے ”ولی اللہ“ ہو گئے ہوتے۔ یہ ایک مزاحیہ بات تھی لوگ ہنسے اور بات ختم ہو گئی۔ بہر حال جناب احمد حسن سنی صحیح العقیدہ مسلمان تھے، ہماری ملاقاتیں تو جناب احمد حسن مرحوم سے خوب رہی ہیں۔ متعدد بار جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں آچکے ہیں۔ ایک بار باضابطہ ان کے استقبالیہ پروگرام میں آدھا پون گھنٹہ بولنے کا بھی اتفاق ہوا، ایک بار لکھنؤ سیمینار میں ملاقات ہوئی، ایک بار جامعۃ القراء لکھنؤ میں۔ خاص بات یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد ادریس بستوی اور حضرت مولانا اقبال احمد، دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ کی رفاقت میں ان کی قیام گاہ پر لکھنؤ پہنچے تھے۔ خیر یہ اپنی سرگزشت لکھنے کا وقت نہیں بلکہ فقیہ عصر حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ کی سیاسی بصیرت کے ذکر کرنے کا موقع ہے۔ بلا شبہ حضرت نے اپنے اس عہدے سے ملک و ملت کے لیے گراں قدر خدمات دیں۔

گزشتہ برس این آر سی کے خلاف ملک بھر میں طوفان کھڑا تھا تو اس موقع پر چند حضرات کو لے کر آپ سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو سے بھی ملے، فیس بک پر دونوں کے فوٹو ایک ساتھ کسی بندۂ خدا نے شیئر کیے تھے۔ آپ سے جب جامعہ اشرفیہ میں ملاقات ہوئی فرمانے لگے کہ ہاں! ہم لکھنؤ گئے تھے سوچا کہ اکھلیش جی سے بھی ملاقات کر لی جائے، فرمایا: ان سے ہماری بڑی سنجیدگی سے باتیں ہوئیں، مزید فرمایا: اکھلیش یادو نے کہا ہے کہ آپ ہمیں بتاتے رہیں ہم اپنے طور پر آپ کی آواز موجودہ حکومت تک پہنچاتے رہیں گے۔

جامعہ اشرفیہ میں ۲۶؍ جنوری کا ایک خطاب:

آپ اپنے خطابات میں بھی سیاسی بصیرت اور تاریخی معلومات کا بھرپور مظاہرہ فرماتے تھے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر ۲۶؍ جنوری کا ایک ولولہ انگیز خطاب ہے جو جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں دارالحدیث کے گنبد کے سامنے کیا تھا۔ اس پروگرام میں ذمہ دار اراکین اور اساتذۂ اشرفیہ تھے اور سامنے بڑی تعداد میں طلبہ تھے۔ در اصل ان دنوں مسلمانوں سے ان کی شہریت کا ثبوت مانگا جا رہا تھا۔

آپ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا: شاید حکومت یہ سمجھ رہی تھی کہ ہم لوگ اپنے مدارس کو بند کر دیں گے، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، شاید حکومت یہ سمجھ رہی تھی کہ ہم اپنے مظاہروں کو بند کر دیں گے، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، ہم اپنی آواز اٹھاتے رہیں گے، ہم اپنے مظاہروں کا سلسلہ جاری رکھیں گے، جب جب اس ملک کے آئین کے خلاف قدم اٹھایا جائے گا، ہم سختی سے اس کی مخالفت کریں گے۔ ذرا تاریخ اٹھا کر دیکھو! آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ دہلی اور لکھنؤ سے لے کر انڈمان تک قربانیاں کس نے دی ہیں جنھیں مولانا یا عالم دین کہا جاتا ہے۔ یہ علامہ فضل حق خیر آبادی کون ہیں؟ انھیں اور ان جیسوں کو جزیرۂ انڈمان کی سزا ہوئی اور انھوں نے وہیں اپنی جانیں دیں، قربان ہو گئے، یہ مفتی صدر الدین آزردہ کون ہیں؟ یہ درختوں پر ہزاروں افراد کون تھے جن علما نے اپنے وطن ہندوستان کے لیے اپنی جانیں قربان کیں، کیا ان کی شہادتیں ہمارے وطن پرست ہونے کے شواہد نہیں ہیں؟ آج ہم سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے ہندوستانی ہونے کی شہادت دکھاؤ۔ آج اگر موقع ہوتا تو میں بتاتا کہ وطن پرست کون ہے اور غدار کون ہے۔

اے مسلمانو! سنو اس ملک کی آزادی میں ہمارے بزرگوں نے جانوں کی قربانیاں پیش کی ہیں یہ وہی لوگ تھے جن کو زمانہ علما کے نام سے یاد کرتا ہے۔ خاک و خون میں لتھڑ کر اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کی ہیں۔ آج ہم سے دستاویز، مانگتے ہو، آج ہم سے سند مانگتے ہو، ہم ہمیشہ سے وفادار رہے ہیں اور ہمیشہ وفادار رہیں گے۔ تاریخ کے اوراق دیکھ لو، تاریخ رنگین ہے ہمارے خونوں سے، اوراق رنگین ہیں وفاداریوں سے، آج ہم پر وفاداریوں کے تعلق سے انگلی اٹھاتے ہو، تم کتنے وفادار ہو، میں آج بتا دیتا مگر آج ۲۶؍ جنوری ہے آج ہم اپنے ملک کی آزادی کا جشن منا رہے ہیں۔

آج ہندوستان میں مسلمان اگر زندہ ہے تو اپنے بازوؤں کے بل پر زندہ ہے، مسلمان نہ کسی پارٹی سے ڈرتا ہے نہ کسی لیڈر سے ڈرتا ہے، نہ کسی سیاسی نیتا سے ڈرتا ہے اگر ڈرتا ہے تو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔ اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ وہ کسی پارٹی کے بل پر نہیں اپنے پروردگار کے بل پر رہتا ہے، وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے وہی کھلاتا ہے اور وہی پلاتا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اسے کھلاتی پلاتی نہیں، اس لیے دنیا یہ بھول جائے کہ مسلمان ہمارے رحم و کرم پر زندہ ہے اور ہندوستان میں رہتا ہے۔

یہ تقریر ہم نے تلخیص کر کے پیش کی ہے ورنہ تقریر تو طویل ہے۔

طلبائے اشرفیہ کا احتجاج اور مفتی صاحب کا خطاب:

جب ملک بھر میں این. آر. سی اور سی. اے. اے. کے خلاف شدید احتجاج ہو رہے تھے اس موقع پر مردوں سے زیادہ مسلم خواتین نے اپنے عزائم کا مظاہرہ کیا تھا۔ شاہین باغ دہلی تو پورے ہندوستان میں ایک مثال بن گیا تھا، لکھنؤ، الہ آباد، ممبئی، ہاوڑہ، کولکاتہ، بنگلور اور حیدر آباد تقریباً ہر جگہ مسلم خواتین نے محاذ سنبھال لیے تھے، جامعہ ملیہ دہلی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور جے این یو وغیرہ میں طلبہ اور طالبات نے حکومتِ ہند کی چولیں ہلا دی تھیں، مدارس اور جامعات میں بھی وہاں کی لہریں آئیں اور احتجاجات ہوئے اور ہونے بھی چاہیے تھے۔ ماب لنچنگ کے طوفان کا ناپاک سلسلہ بھی ایک ناگہانی طوفان بن کر آیا تھا، مسلمانوں اور خاص طور پر مسلم نوجوانوں کو پکڑ کر بھارت ماتا کی جے ہو، رام رام ستیہ ہے اور وندے ماترم کہلواتے تھے، گئو ہماری ماتا ہے، گیتا صحیح ہے قرآن غلط ہے۔ ظالموں نے بعض مقامات پر تو داڑھیاں بھی چھیل دیں۔ مسلمان مجبور ہو کر سب کچھ کرتے اور کہتے مگر یہ قانون اور انصاف کے دشمن اس وقت تک مارتے جب تک وہ مسلم تشدد اور دہشت گردی کی تاب نہ لا کر مر نہ جاتا، یہ ظالمانہ روش اب بھی گاہے بہ گاہے ملک میں سامنے آتی رہتی ہے۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے طلبہ بھی غصے سے چور تھے ان کی رگوں میں اسلام وسنیت اور حق وصداقت کا خود دوڑ رہا تھا، خیر وہ وقت آ گیا کہ ہزار تفہیم کے باوجود بھی وہ اپنے جوش اور جذبے پر کنٹرول نہیں کر سکے اور انھوں نے ایک بھیڑ کی شکل میں ریلی نکالی، اب عقل مندی یہی ہے کہ جب مجمع جوش پر ہو تو گفتگو ویسی ہی کرنا چاہیے جس سے ان کے جوش اور جذبے کو سکون ملے۔ مختلف حضرات نے خطابات کیے مگر اس دن بھی ریلی کا حاصل خطاب فقیہ عصر حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ کا رہا۔ اگرچہ حضرت کے بعد ہم نے بھی مائک سنبھالا مگر ہم صرف چند جذباتی نعرے لگا کر رہ گئے، اب وقت کافی ہو چکا تھا ہم نے بعد میں حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں بار بار ہدیۂ تبریک پیش کیا۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ میدان خطابت کے بھی شہسوار تھے،، اگرچہ آپ عام معروف خطبا کی طرح پروگرام نہیں کرتے تھے مگر جب وہ کسی موضوع پر چاہتے تھے تو بھرپور بول کر بڑی حد تک خطابت کا حق ادا فرما دیتے تھے۔ آپ کے ساتھ ہم نے متعدد بیرونی پروگراموں میں شرکت کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ متعدد بار عاشورۂ محرم کے پروگراموں میں ممبئی بھی تشریف لے گئے اور کامیابیوں سے ہم کنار ہو کر واپس تشریف لائے۔

چند ضروری آخری باتیں:

فقیہِ عصر حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ والرضوان ایک کامیاب علمی اور عملی شخصیت تھی، آپ ایک خود دار مردِ مومن، فقہی اور اخلاقی وجاہتوں کے پیکر تھے۔ آپ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے ایک کامیاب استاذ اور ذمہ دار نائب مفتیِ شرع تھے۔ آپ چند برس قبل جامعہ اسلامیہ، قصبہ روناہی کے نائب سربراہ اعلیٰ منتخب ہوئے تھے، آپ نے تعلیم وتربیت اور نظم وضبط کے شعبوں میں محنت فرمائی تھی، جس کے اثرات بھی سننے میں آئے، آپ ضلع (فیض آباد) ایودھیہ کے قاضیِ شرع بھی تھے۔ آپ کی علمی اور فقہی شخصیت کے اثرات پورے ضلع میں نظر آتے تھے۔ رویتِ ہلال وغیرہ کے فیصلے بڑی ذمہ داری کے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ کی جدائی کے اثرات ہر طرف محسوس کیے گئے، کثیر مقامات پر انفرادی اور اجتماعی طور پر آپ کو ایصالِ ثواب کیا گیا۔

کچھ نیکیاں کما لے، جلد آخرت بنا لے　　　کوئی نہیں بھروسا اے بھائی زندگی کا

آپ کے گھر آپ کی اہلیہ محترمہ دام ظلہا العالی، دو دختر نیک اختر اور دو صاحبزادگان ہیں۔ بڑے فرزند ارجمند عزیزی محمد عادل معراج قادری سلمہ اور فرزندِ صغیر عزیزی محمد فاضل معراج قادری سلمہ ہیں اور دیگر اعزّہ واقارب، اہلِ تعلق اور ہزاروں تلامذہ ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی اور علمی خدمات کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرما، اپنے حبیب شفیع وکریم کے طفیل ان کے صغائر وکبائر کو معاف فرما اور انھیں اپنے پیارے محبوب ﷺ کے طفیل جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرما۔

ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کرتے ہیں کہ ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرما اور ان کی اولاد وامجاد کی غیب سے مدد فرما اور سب کو علم وعمل کا پیکر بنا اور تمام مشکلات کو آسان فرما۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ ☆☆☆☆☆

لاک ڈاؤن کے ایام میں

اعتکاف، شبِ قدر، صدقۂ فطر، جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ مفتی **محمد نظام الدین رضوی** کے قلم سے

(۱)- اعتکاف: ایک ایسی عبادت ہے جس میں انسان دنیا میں رہ کر بھی دنیا واہلِ دنیا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اولاد، احباب، اقارب یہاں تک کہ بیوی سے بھی کٹ کر خدائے وحدہ لاشریک کے ذکر وفکر کے لیے اپنے کو خاص کر لیتا ہے، اسی لیے معتکف پر مسجد میں رہنا لازمی قرار دیا گیا ہے کہ خانۂ خدا میں رہ کر خدا کی طرف دل و دماغ کا جو جھکاؤ اور دنیا سے انقطاع ہو گا وہ کسی اور جگہ نہیں ہو سکتا۔ خدا نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کے کچھ بندے چند روز کے لیے ہی سہی اس کے گھر میں اپنے کو پابند کر کے ایک خدا کی عبادت کے لیے خاص ہو جائیں۔

▣ امام ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”الاعتکاف: هو لزومُ المسجدِ لِطاعةِ اللهِ سبحانَهٗ و تَعالىٰ على صفةٍ مخصوصةٍ بِيّنةٍ مخصوصة، وأُدلّةُ مشروعيّته الكتابُ والسنّةُ والإجماع.“ (الاستذکار، ج:۱۰، ص:۲۶۷)

ترجمہ: اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی عبادت کے لیے خاص صفت اور خاص نیت کے ساتھ مسجد میں پوری پابندی سے حاضر رہنے کا نام اعتکاف ہے اور اس کی مشروعیت کے دلائل کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ اور اجماع ہیں۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ معتکف پر سنت رسول اللہ سے ثابت یہ ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے، نہ جنازہ میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے، نہ اس سے مباشرت کرے، نہ وہ کسی حاجت کے لیے جائے، مگر اس حاجت کے لیے جا سکتا ہے جو ضروری ہے (جیسے پیشاب، پاخانہ، جب کہ مسجد میں انتظام نہ ہو) اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الصیام)

لہٰذا اعتکاف مسجد میں ہی ہو سکتا ہے، اور مسجد کے باہر اجازت دینا اجماع کی خلاف ورزی ہے جس پر قرآن حکیم میں جہنم کی وعید آئی ہے۔

▣ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ بیسویں رمضان (۱۴/مئی ۲۰۲۰ء جمعرات) کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیتِ عبادت مسجد میں حاضر رہے، اور تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا انتیسویں کو چاند کا ثبوت ہونے کے بعد مسجد سے نکلے۔ یہ اعتکاف سنتِ کفایہ ہے کہ آبادی میں ایک نے کر لیا تو سب کی طرف سے کافی ہو گا۔

▣ لہٰذا لاک ڈاؤن اور دفع ۱۴۴ کے نفاذ کی بنا پر اس سال یہ حکم دیا جاتا ہے کہ مسجد میں صرف ایک یا دو آدمی اعتکاف کریں، اور انتظام اس طرح کا رکھیں کہ جماعتِ پنج گانہ کے افراد زیادہ نہ ہوں، محدود ہی رہیں۔

▣ عورتوں کی مسجد ”مسجدِ بیت“ بھی ہے وہ اس میں اعتکاف کر سکتی ہیں۔ (مسجدِ بیت: گھر کا وہ حصہ جسے عورتیں نماز کے لیے مخصوص کر لیتی ہیں۔)

(۲)- شبِ قدر: کی تمام عبادتیں اپنے اپنے گھروں میں ادا کریں اس کے لیے مسجد ضروری نہیں، تلاوتِ قرآن پاک کریں، اذکار مثلاً ”سُبحانَ الله، الحَمدُ لله، اللهُ اکبر“ پڑھیں، سجدہ ریز ہو کر دعائیں کریں اور نفل نمازوں کی جگہ قضائے عمری پڑھیں کہ اس کا ثواب نفل عبادت سے زیادہ اور فائدہ بہت ہے، تفصیل کے لیے میری کتاب ”مبارک راتیں“ پڑھیں۔

(۳)- صدقۂ فطر: یہ مالکِ نصاب پر واجب ہے اور یہ قریب بہ اجماع ہے، نیز اس کا ثبوت سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح احادیث سے ہے جو صحیح بخاری و صحیح مسلم اور مستدرک وغیرہ میں موجود ہیں اور یہ شریعت قیامت تک کے لیے ہے، درمیان میں کبھی منسوخ نہ ہو گی، لہٰذا اگر کوئی صدقۂ فطر کی معافی کی بات کرے تو اس پر توجہ نہ دی جائے۔

مقدار: رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کی مقدار یہ مقرر کی: ایک صاع منقّی یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں۔ صاع ایک پیمانہ تھا جس میں گیہوں چار کلو ۹۴ر گرام آتا ہے تو نصف صاع دو کلو ۴۷ر گرام ہوا۔ اس کی تحقیق ماہ نامہ اشرفیہ سن ۲۰۰۴ء کے دو شماروں میں ہے۔

■ جنھیں اللہ نے نوازا ہے انھیں چاہیے کہ صدقۂ فطر منقّی یا کھجور سے ادا کریں، یا جَو کا دام، یا جَو دیں۔ آدھا صاع گیہوں یا اس کا آٹا، یا اس کا دام دیں گے تو بھی ادا ہو جائے گا۔

■ مبارک پور و قرب و جوار کے لیے صدقۂ فطر نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا یا چالیس روپے ہے اور بڑھا کر دیں تو بہتر۔

■ دوسرے مقامات پر وہاں کے علماے اہلِ سنت کی طرف سے جو اعلان ہو اس پر عمل کریں۔

■ صدقہ مالکِ نصاب مرد پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے واجب ہے جب کہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اس کے مال سے ادا کیا جائے۔

خدائے پاک سب کی عبادتیں، تلاوتیں، روزے، دعائیں قبول فرمائے اور سب کو اپنی رحمتوں سے نوازے، آمین۔

-*-*-*-*-

(۱)- پہلے ایک ایمان افروز حدیث سنیے:

اللہ کے پیارے رسول ﷺ ایک غزوہ سے واپس ہوتے وقت جب مدینۂ منورہ کے قریب آ گئے تو صحابہ سے خطاب کر کے فرمایا: مدینہ شریف میں کچھ ایسے لوگ بھی مقیم ہیں کہ تم لوگ جہاں جہاں بھی گئے وہ لوگ ہر جگہ (نیتِ عبادت و ثوابِ عبادت میں) تمھارے ساتھ تھے۔

صحابۂ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ لوگ تو مدینہ میں ہیں (ہمارے ساتھ شریکِ عبادت کیسے ہو گئے؟) تو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "وَھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ، حَبَسَھُمُ الْعُذْرُ" ہاں وہ لوگ مدینہ میں ہیں، انھیں تمھارے ساتھ آنے سے روک رکھا ہے۔

(بخاری شریف، ج:۲، ص:۶۳۷)

اس سے معلوم ہوا کہ دل میں نیتِ عبادت ہو مگر عذر کی وجہ سے نہ کر سکے تو عبادت کا ثواب پائے گا۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص عذر کی وجہ سے نیکیوں کے کام نہ کر سکے حالاں کہ اس کی نیت کرنے کی ہے تو اس کے لیے ان نیکیوں کا ثواب لکھا جائے گا، جیسا کہ ایک شخص کی آنکھ لگ گئی، اس وجہ سے صلاۃ اللیل نہ پڑھ سکے تو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"یُکْتَبُ لَہٗ أَجْرُ صَلَاتِہٖ، وَکَانَ نَوْمُہٗ صَدَقَۃً عَلَیْہِ"

اس کے لیے نماز کا ثواب لکھا جائے گا اور اس کی نیند اس پر اللہ کا صدقہ ہے۔ (عمدۃ القاری، ج:۱۴، ص:۱۸۸)

اور کرمانی شرح بخاری میں ہے:

"فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی أَنَّ الْمَعْذُوْرَ لَہٗ ثَوَابُ الْفِعْلِ إِذَا تَرَکَہٗ لِلْعُذْرِ" (حاشیہ بخاری)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ معذور عذر کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے تو اسے عبادت کا ثواب ملے گا۔

آپ اس سال کورونا وائرس اور لاک ڈاؤن کے عذر کی وجہ سے جمعۃ الوداع اور نمازِ عید کی جماعت میں حاضر نہیں ہو پا رہے ہیں مگر خدائے کریم کے کرم کی بارش سے آپ فیض یاب ضرور ہوں گے۔

(۲)- جمعۃ الوداع کی فضیلت و ثواب سے سرفرازی:

جمعہ کے بعد آپ حضرات تنہا تنہا ظہر کی نماز اور سنتیں گھر میں پڑھیں، آپ کو ان نمازوں کا ثواب بھی ملے گا، ساتھ ہی عذر کی وجہ سے آپ کو جمعۃ الوداع کی جماعت میں حاضری کی بھی فضیلت حاصل ہوگی اور اجر و ثواب بھی ملے گا جیسا کہ یہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی بشارت ہے۔

نماز تو وہی مقبولِ بارگاہ ہوتی ہے جو شریعت کی ہدایت کے مطابق ہو اور جمعہ کے بدلے جو ظہر پڑھی جاتی ہے اس کے بارے میں شریعت کی ہدایت یہی ہے کہ تنہا تنہا پڑھیں، جماعت سے نہیں، آخر جب شریعتِ طاہرہ اس پر راضی ہے کہ ہم تنہا تنہا پڑھیں تو ہم کو بھی اس پر راضی ہونا چاہیے، ہمیں تو حکم بجا لانے سے مطلب ہے باقی اس کی حکمت اور راز صاحبِ شریعت کو معلوم ہے۔

(۳)- نمازِ عید کی فضیلت و ثواب سے سرفرازی:

یوں ہی ہم لوگ لاک ڈاؤن اور دفعہ ۱۴۴ر کی وجہ سے نمازِ عید کی جماعت میں بھی حاضری سے محروم ہو رہے ہیں مگر یہ صرف جسمانی حاضری سے محرومی ہے کیوں کہ نیتِ حاضری کی وجہ سے ہم عند اللہ وہاں حاضر ہیں اور ہمیں وہاں کی حاضری جماعت کا ثواب بھی پورا مل رہا ہے۔

اب اس کے ساتھ ہم گھر میں نمازِ عید کے بعد کچھ عبادت کر لیں تو ہمارا ثواب اِن شاء اللہ دوبالا ہو جائے گا۔ **(باقی ص:۱۸ پر)**

وقت کے تقاضوں سے گریز کب تک

مولانا محمد صدام حسین برکاتی مصباحی

آج ہم اکیسویں صدی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس میں اسلام اور قوم کی خدمت کی خاطر جو بھی کام ہو کم ہی ہے۔ کیوں کہ آج دعوت و تبلیغ اور افکار و نظریات کی اشاعت کے لیے متعدّد ذرائع ابلاغ موجود ہیں۔ مثلاً ٹیوٹر، فیس بک، وہاٹس ایپ وغیرہ۔ اہلِ علم کے نزدیک قلم کی طاقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اس لیے ہر باشعور طبقہ قلم کو اپنا ہتھیار بنا رہا ہے۔ اسلام مخالف طاقتیں پوری طاقت و توانائی کے ساتھ میدانِ عمل میں اتر کر طرح طرح لٹریچر اور پمفلٹ کا سہارا لے کر مسلمانوں کے جانی و ایمانی خون سے ہولیاں کھیلنے کی کوشش کر رہی ہیں اور مسلمانوں کے مسلمہ عقائد پر ناپاک منصوبوں کے ذریعہ شب خون مارنے کا ننگا ناچ ناچ رہی ہیں اور دوسری طرف امتِ مسلمہ اور گہری نیند سوتی جا رہی ہے۔

ایسے رلا دینے والے حالات میں بھی اگر ہم نے خواب غفلت کی چادر تانا اور زمانے کی عیاریوں اور مکاریوں کے مقابلے میں قلمی اسلحہ سے لیس ہو کر ان کا مقابلہ نہیں کیا تو آنے والی نسلیں ہمیں ہرگز معاف نہیں کریں گی اور نہ ہی ہم نسل نو کو منھ دکھانے کے قابل رہیں گے۔

دو دہائیاں قبل مسلمانوں کی بے حسی پر کس طرح وقت کے بڑے نباض اور عظیم قائد علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے نباضی کی تھی اور مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو جھنجھوڑا تھا۔ میرا ایقان کہتا ہے کہ اگر اس طرح کے درد دل کا اظہار کسی انسان کی بجائے پتھر سے بھی کیا ہوتا تو پتھر میں بھی خراش آجاتا، لیکن ہائے رے خواب غفلت میں پڑی امت مسلمہ کہ تمھارے کانوں میں جوں تک بھی نہ رینگی۔

ملاحظہ فرمائیں قائد اہل سنت کی وہ تحریر جس میں آپ نے چیخ چیخ کر قلم و قرطاس کے ذریعہ امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بازیابی کی دردمندانہ اپیل کی ہے۔

„ ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھیے! آج ہندوستان کا ہر فرقہ قلم کی توانائی اور پریس کے وسائل سے کتنا مسلح ہو چکا ہے۔ اتنا مسلح کہ اس کی یلغار سے ہمارے دین کی سلامتی خطرے سے دوچار ہوتی جا رہی ہے، بلکہ میں بعض ایسی جماعتوں کی نشان دہی کر سکتا ہوں جن کے وجود کا کوئی سر رشتہ ماضی میں نہیں ملتا، لیکن اس اجنبیت کے باوجود صرف قلم کے وسائل کے بل بوتے وہ روے زمین پر طوفان کی طرح پھیلتی جا رہی ہیں اور ان کا اجنبی اور معمولی لٹریچر سینکڑوں برس کی قابلِ اعتماد تصنیفات کو نہایت تیزی کے ساتھ پیچھے چھوڑتا جا رہا ہے!۔

فکری مزاج کی تعمیر میں قلم کو جو اہمیت حاصل ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ فکری استحکام کے بغیر کوئی بھی جماعت طوفانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پریس ہی کا یہ کرشمہ ہے کہ فتنہ صبح کو جنم لیتا ہے، دوپہر تک جوان ہو جاتا ہے اور شام ہوتے ہوتے آبادیوں کے لیے ایک دردناک آزار بن جاتا ہے۔

ان حالات میں جب کہ باطل پرستوں کی یلغار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہے، ہم خفتہ گان شب غفلت کی نیند مزید گہری ہوتی جا رہی ہے۔ ہمارے یہاں نکتہ چینی کرنے والوں کی کمی نہیں، البتہ تعمیری ذہن رکھنے والے افراد کی تعداد اور ان کا حدود اربعہ متعیّن و محدود ہے۔

اجتماعی محاذوں پر جو لوگ کام کر رہے ہیں، ان سے پوچھیے کہ کتنی کٹھنائیوں سے انھیں گزرنا پڑتا ہے، ساحل پہ کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنا کوئی بہت بڑا ہنر نہیں ہے۔،، (ماہ نامہ جام نور کلکتہ ۱۹۶۴)

محترم قارئین! ”فغان درویش “ کے اس ”درد دل“ پر قوم مسلم نے کتنا عمل کیا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف وطن عزیز ہندوستان میں سیکڑوں مدارس و جامعات ہیں لیکن اگر آپ رسائل و جرائد کا سروے کریں تو انگلیوں پر شمار کر لیں گے۔ اور یہ تمام رسائل و جرائد بھی کوئی ماہ نامہ، سہ ماہی، اور سالانہ ہیں۔ یہ اکثر رسائل اردو میں ہیں عربی اور انگریزی تو۔ ع

اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

آج جو حضرات عربی ماہ نامے شائع کر رہے ہیں ان کی روزمرہ کی شکایت ہوتی ہے کہ نہ کوئی مضمون لکھنے کے لیے جلدی تیار ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی فری میں لینے کے لیے۔ جب کہ آج عربی اور انگریزی زبان کی اہمیت سب پر مسلم ہے۔ اسلامی زبان و ثقافت سے اس طرح کی بے رغبتی قابل افسوس ہے۔

وقت کی ستم ظریفی دیکھیے کہ قلم کی کاٹ سب پر روشن ہونے کے باوجود بھی اکثر مدارس اسلامیہ میں مضمون نگاری کا کوئی باضابطہ نظام نہیں کیا گیا۔ طالبان علوم نبویہ اگر خود سے دلچسپی نہ لیں، ہفتہ واری، پندرہ روزہ اور ماہ واری پر مشتمل جداریہ بچے کھچے قلوب و اذہان پر چسپاں نہ کریں تو شاید سال بھر مدارس اسلامیہ کے در و دیوار فکری و نظری جداریوں کے لیے ترس جائیں۔

آج اجلاس عام کے روح پرور منظر کو پر مغز اور آراستہ کرنے کے لیے بعض مدارس کے ذمہ داروں کو اپنی عزت و آبرو کے تحفظ اور باہری

مہمانوں کے درمیان واہ واہی لوٹنے کی خاطر طلبہ پر سختیاں کرنی پڑتی ہیں۔

لیکن اگر انہیں طلبہ کو اول دن سے ہی مضمون نگاری کی ضرورت و اہمیت سمجھائی گئی ہوتی اور انہیں لکھنے لکھانے کی مشق کرائی گئی ہوتی تو شاید ذمہ داران مدارس کو اپنی ساکھ بچانے کے لیے سختیاں کرنی پڑتی اور نہ ہی حیلے و بہانے۔ مگر افسوس اس بات پر ہے کہ نااہل ذمہ داران کے علاوہ مدرسے کے حکام اعلیٰ بھی انفرادی طور پر طلبہ کے اندر قلمی روح پھونکنے والے مخلص اساتذہ کو تختۂ مشق بناتے ہوئے ان پر صحن مدارس کی فضا کو پراگندہ کرنے کے جرم میں اپنے ظلم وبربریت کا نشانہ بناتے ہیں۔ اللہ خیر کرے!!!

لیکن یہ مکھن سازی اور عیاری کب تک چلے گی اس کا پردہ تو اس وقت فاش ہوگا جب ان طالبان علوم نبویہ کو کسی محکمہ کو کچھ لکھ کر دینے پڑے پھر ان کی عزت تار تار ہونے کے ساتھ آپ کی بھی نیا سرعام ڈوب جائے گی اور لوگ تکتے رہیں گے اور بچانے کی کوشش کرکے بھی ایسا نہیں کرسکتے چوں کہ وہ خود اس درنایاب سے یکسر خالی ہیں۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور اس میدان میں بھی اپنے فارغین کو آگے لانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی رسالے، کتاب اور ترجمہ و تحشیہ طلبہ کی جانب سے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور جداریوں کا تو حال نہ پوچھیے جناب! کوئی دیوار بھی ایسی نہیں ہوگی جہاں جداریے چسپاں نہ ملیں۔

ظاہر ہے اس کے لیے اشرفیہ محنت کرتا ہے، باقاعدہ مضمون نگاری کی گھنٹی مقتضائے حال کے جزوِ لاینفک بھی طالبان اسلامیہ کے سر کا تاج بنائے ہوئے ہے اور زبان وقلم سے رشتہ قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے بھی امام علم وفن، غزالی دوراں مفکر اعظم علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کے نظر سے گزری کتاب ,,قواعد املا وانشا،، نصاب میں شامل کیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا خاطر خواہ فائدہ جگ ظاہر ہے۔

اخبارات ومجلات میں یہاں کے پروردوں کی کثرت ہوتی ہے۔ اور پوری تند دہی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو سنبھال کر اپنے ماتحت ہونے والے کاموں کو بام ثریا تک پہنچانے میں ہر ممکن کوشاں رہتے ہیں۔

تمام مدارس و جامعات کے ذمہ داروں سے فقیر برکاتی مؤدبانہ گزارش کرتا ہے کہ وقت کی ضرورت کو محسوس کریں اور اگر ہوسکے تو مضمون نگاری نصاب میں شامل فرمائیں بصورت دیگر کم از کم بچوں کو جداریہ نکالنے کی ترغیب دلائیں اور رہنمائی فرمائیں۔

قرطاس وقلم سے ناطہ جوڑیں اور زمانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کریں اسی میں ہماری کامیابیوں اور کامرانیوں کے رازہائے سربستہ کا غیبی خزانہ ہے۔ ☆☆☆

(ص:۱۷ کا بقیہ)...

(الف)- درمختار اور بہارِ شریعت میں ہے کہ نمازِ عید کے بعد چار رکعت نفل نماز میں پڑھنا مستحب ہے، یوں بھی چاشت کے وقت میں چار رکعت نماز پڑھنے کی احادیث نبویہ میں بڑی فضیلت آئی ہے، لہٰذا نمازِ عید کے بعد یہ چار رکعت ہم لوگ اپنے اپنے گھروں میں اہلِ خانہ کے ساتھ ضرور پڑھ لیں، گھر میں کوئی امام ہو تو مختصر جماعت کر سکتے ہیں، ورنہ تنہا پڑھیں کہ شریعت کو یہ نماز تنہا تنہا محبوب ہے۔

(ب)- یہ بھی اختیار ہے کہ آپ گھر میں دو ہی رکعت پڑھیں کہ یہ بھی مندوب ہے مگر چار رکعت کی فضیلت دو رکعت سے بہر حال زیادہ ہوگی، یہاں بھی تفصیلِ بالا کے مطابق جماعت سے یا تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عید سے پہلے (عید گاہ میں) کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے، جب اپنے گھر واپس آجاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔ یہ حدیث سنن ابنِ ماجہ میں صحابیِ رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایسا ہی فتح القدیر میں ہے۔

(ردالمحتار باب العیدین)

اس طرح اس سال آپ کو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی اس نماز پر عمل کرنے کی سعادت مل رہی ہے اور یہ سعادت بھی بہت ہے۔

ہاں سلام پھیرنے کے بعد دونوں صورتوں میں ۳۴/ بار اللہ اکبر، اللہ اکبر ضرور پڑھیے، ایک تو اس وجہ سے کہ حدیثِ نبوی میں اس کی فضیلت آئی ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ عید کی نماز میں ہر رکعت میں تین تین بار اللہ اکبر پڑھنے کا حکم ہے، جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار ہے، آپ اس بڑائی کا اظہار اپنے گھر میں اس طرح کیجیے۔

(۴)- نیت یوں کیجیے:

"نیت کی میں نے چار رکعت، یا نیت کی میں نے دو رکعت نمازِ نفل کی اللہ کے لیے۔" منہ سے بولنا ضروری نہیں، دل میں اس کا پکا ارادہ بھی کافی ہے۔ ▪ اس نماز میں چھ زائد تکبیریں نہ کہیں، ہاں! سلام کے بعد ۳۴/ بار اللہ اکبر پڑھیں۔ ▪ اس نماز کے بعد خطبہ بھی نہیں، البتہ نماز کے بعد گھر والوں کو دین کی ضروری باتیں بتائیں اور نماز کے بعد دعا ضرور کریں۔

(۵)- ▪ عید بہت سادہ طریقے سے منائیں ▪ دھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑوں کو کافی سمجھیں ▪ محتاجوں کی حاجت روائی کریں، خاص کر پڑوسیوں کی دل جوئی کریں۔ ▪ کہیں بھی بھیڑ بھاڑ لگانے سے بچیں۔

مفتی محمد ظہیر حسن قادری ادروی

دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کے قدیم فارغین سے تھے

از: علامہ محمد احمد مصباحی

۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں انھوں نے دار العلوم اشرفیہ سے فضیلت اور تجوید و قراءت کی تعلیم مکمل کر کے سند حاصل کی اور ۱۹۶۰ء سے ۲۰۱۸ء تقریباً ساٹھ سال تک ملک کے مختلف اداروں میں تدریس سے وابستہ رہے۔ اس طویل عرصے میں ان سے تعلیم یافتہ افراد کی تفصیل ملنا بہت مشکل ہے، لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ جہاں بھی رہے، محنت، خلوص اور لگن سے اپنے فرائض بخوبی انجام دیے۔

مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ (حالیہ ضلع مئو) میں ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۶ء تک مدرس رہے۔ میں وہاں ستمبر ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین کی حیثیت سے پہنچا، اس وقت لوگ مفتی ظہیر حسن صاحب کے دورِ تدریس کا ذکر کرتے تھے کہ موصوف پابندی کے ساتھ مسجد میں آتے اور طلبہ کو بھی نماز و جماعت کا پابند رکھنے کے لیے کوشش کرتے تھے۔ ان کے زمانے میں اس کا بڑا اہتمام تھا اور اب آپ کے دور میں ہے۔

ادری کے لوگ بتاتے ہیں کہ علالت اور کمزوری کی حالت میں بھی موصوف مسجد پہنچ کر باجماعت نماز ادا کرتے۔ سخت مجبوری و معذوری کے وقت ہی ان سے مسجد کی حاضری ترک ہوتی، ورنہ وہ حتی الامکان مشقت اٹھا کر جماعت کے وقت مسجد میں پہنچ جاتے۔ یہ وہ عزیمت ہے جو انھیں صفِ علما میں ممتاز کرتی ہے۔

میں ان کے اخلاق و کردار، تواضع و انکساری سے بہت متاثر ہوں، ان کے فرزند مولانا خالد کا ٹرین حادثہ میں انتقال ہوا تو ۲۵/ نومبر ۲۰۱۶ء کو ان کی تدفین ہی کے دن میں موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعونہ تعالیٰ کبر سنی میں بھی انھوں نے جوان بیٹے کا غم بڑے صبر و استقلال سے برداشت کیا، وقتِ ملاقات میں نے ان پر اضمحلال اور جزع وفزع کا اثر نہ دیکھا۔

موصوف یادگارِ سلف تھے، ۲۲/ ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ کو ہم سے جدا ہو گئے، مولا تعالیٰ ان کے ساتھ رحمت و غفران کا معاملہ فرمائے، ان کی نیکیوں کا نرخ بالا کر کے انھیں اعلیٰ درجات سے نوازے اور ان کے تلامذہ اور پس ماندگان کو ان کی نیک روش پر گام زن فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ

وآلہ وصحبہ اجمعین۔

☆☆☆

برائے حضرت مولانا مفتی ظہیر حسن مصباحی ادروی علیہ الرحمہ

از: مفتی محمد نظام الدین رضوی

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ
حامداً و مصلیا و مسلما

اولاد امجاد و قرابت دار حضرت مولانا مفتی ظہیر حسن مصباحی ادروی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ضلع اعظم گڑھ علمی وصنعتی دونوں اعتبار سے مشہور و معروف ہے۔ اسی مردم خیز ضلع کے قصبہ ادری (موجودہ ضلع مئو) میں کئی ایک جید علما پیدا ہوئے جن کی علمی تحقیقی، تدریسی، اور تصنیفی خدمات سے ایک جہان فیض یاب ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی رحمہ اللہ، حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمی رحمہ اللہ، رئیس القلم حضرت مولانا لیٰس اختر مصباحی جیسی شخصیتیں اسی قصبہ ادری و مضافات سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت مولانا مفتی ظہیر حسن مصباحی رحمہ اللہ کا تعلق بھی اسی قصبہ سے تھا۔ یہ سارے حضرات دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کے پروردہ، حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری کے ممتاز تلامذہ سے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی ظہیر حسن مصباحی رحمہ اللہ جماعت اہل سنت کے ایک جید عالم دین تھے۔ آپ نے پوری زندگی درس و تدریس میں گزاری۔ اللہ عزوجل نے آپ کو اچھی عمر عطا کی اور آپ نے اس عمر کا طویل ترین عرصہ خدمت دین حنیف اور درس و تدریس میں گزار دیا۔ آپ نے ملک کے طول و عرض میں پھیلے قریب درجن بھر مدارس میں قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کیں۔ آپ کے تربیت یافتہ تلامذہ کی ایک جماعت ملک و بیرون ملک میں دین وسنیت کی گراں قدر خدمات انجام دے رہی ہے۔ اخیر کے چند سال پیرانہ سالی کے سبب تدریس سے منسلک نہ رہے لیکن علما کی خدمات کی نگرانی برابر کرتے رہے۔ آپ رویت ہلال کمیٹی ادری کے صدر کی حیثیت سے بھی اپنی ذمہ داریاں تاحیات انجام دیتے رہے اور اپنے ماتحت علما کی سرپرستی فرماتے رہے۔

مولانا موصوف بڑے نیک، عبادت گزار، ملنسار اور مختلف کمالات وصفات کے جامع تھے۔ بڑے متواضع، خلیق اور علما و طلبہ پر بڑے شفیق تھے۔ اعتراف خدمات اور علما نوازی کے اوصاف سے متصف تھے۔ مادر علمی جامعہ اشرفیہ کی خدمات کے مداح و معترف تھے مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کی فقہی خدمات اور فیصلوں سے مطمئن ہوتے اور خوشی کا اظہار فرماتے تھے۔

اس بے مایہ پر آپ کی کرم نوازیاں بہت تھیں۔ آپ سے میرے روابط و تعلقات بڑے اچھے تھے۔ جب بھی ملاقات ہوئی بڑی محبتوں کا ثبوت پیش کیا، بڑی عزت افزائی کی اور کلمات خیر کہے۔ میرے فتاوے اور تحقیقات کو سراہتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ ایک ملاقات میں آپ نے موبائل سے استفاضۂ خبر کے مسئلے میں اپنے شبہات کو پیش فرمایا، جب راقم سطور نے اس کی توضیح کی تو آپ فرط مسرت سے جھوم اٹھے اور کافی دعاؤں سے نوازا۔ آپ کی رحلت کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا لیکن رضائے الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے دعائے استرجاع إنا للہ وانا الی رجعون پڑھی اور آپ کی روح کو ایصال ثواب کیا۔

آپ کی رحلت سے نہ صرف آپ کی اولاد امجاد، قرابت دار متعلقین و تلامذہ کو رنج ہوا بلکہ اہل اشرفیہ اور اساتذۂ اشرفیہ کو بھی صدمہ پہنچا۔ جامعہ اشرفیہ کے سربراہ اعلیٰ عزیز ملت حضرت مولانا شاہ عبد الحفیظ مصباحی حفظہ اللہ نے بھی اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت پیش کیا۔ حضرت عزیز ملت اور راقم سطور، انتظامیہ و اساتذہ اشرفیہ آپ کی اولاد امجاد و قرابت دار اور علمائے ادری اور اہل ادری کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ رب قدیر حضرت مفتی صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کی قبر کو روشن و کشادہ فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم. ☆☆

صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

اشرف الفقہا حضرت علامہ
مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ

از: مفتی محمد نظام الدین رضوی

جماعت اہلِ سنت کے جید عالمِ دین اشرف الفقہا، پیرِ طریقت حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف رضوی کے انتقالِ پر ملال کی روح فرسا خبر آپ کے قرابت دار و عزیز اور مجلسِ شوریٰ جامعہ اشرفیہ کے رکن، شاعرِ نعت جناب مولانا ڈاکٹر شکیل اعظمی مصباحی گھوسی کے ذریعہ قریب ۱۱/ بجے دن میں ملی۔ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ''

اشرف الفقہا اہلِ سنت و جماعت کے جلیل القدر عالمِ دین، مفتی و مدرس، خوش بیان واعظ و خطیب، صاحبِ تصنیف و تالیف اور اچھے پیرِ طریقت تھے۔

آپ کے وصال سے اہلِ سنت و جماعت کے علمی حلقہ میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے، جس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔ افسوس! آج کے دورِ قحط الرجال میں وہ عظیم عالمِ دین تھے۔ بڑے خوش اخلاق، خوش مزاج اور اچھے مذہبی قائد تھے۔ آج کا حال یہ ہے جو بڑا عالم بھی دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس کی جگہ پر ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔

اشرف الفقہا نے محلہ کریم الدین پور قصبہ گھوسی کے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی، آپ کی تعلیم و تربیت مدرسہ شمس العلوم گھوسی، دار العلوم فضلِ رحمانیہ پچپڑوا، بلرامپور اور مدرسہ مظہر اسلام ''مسجد بی بی جی'' بریلی شریف میں ہوئی۔ تعلیمی سفر مکمل کرنے کے بعد آپ نے عملی میدان میں قدم رکھا۔ مہاراشٹر کی سرزمین پر آپ نے پوری زندگی دعوت و تبلیغ، وعظ و نصیحت اور تدریس و افتا میں گزاری۔ دیارِ مہاراشٹر میں آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے آپ کو گہری عقیدت و محبت تھی۔ مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کے فقہی سیمیناروں میں آپ بنفسِ نفیس شرکت فرماتے تھے، اور اپنے وقیع تاثرات سے نوازتے تھے۔ آپ فقہی سیمینار کے اجلاس اور بحثوں کو دیکھ کر بہت متاثر اور خوش ہوتے تھے۔

لاک ڈاؤن کے ایام میں مسائلِ شرعیہ سے متعلق کئی بار اس بے مایہ کو یاد فرمایا۔ اچانک آپ کی علالت کی خبر سن کر بہت تکلیف ہوئی۔ آپ کی مزاج پرسی کے لیے براہِ راست آپ سے گفتگو کی، تسلی دی اور دیگر علما و مشائخ کے ساتھ آپ کے لیے بھی مخصوص اوقات میں برابر دعائے خیر کا سلسلہ جاری رہا۔ آج آپ کے وصال کی جانکاہ خبر سن کر رقت طاری ہو گئی۔ شدید رنج و غم اور قلق کا احساس ہوا۔ اور آپ کا حال (جگر مراد آبادی کے شعر میں معمولی تصرف کے ساتھ) یہ ہے۔

جان کر من جملہ خاصانِ مے خانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

شہزادۂ حضور حافظِ ملت، پیرِ طریقت، عزیزِ ملت حضرت مولانا شاہ عبد الحفیظ مصباحی، سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، نیز انتظامیہ و اساتذۂ جامعہ اشرفیہ آپ کی اولادِ امجاد، اہلِ خانہ، احباب و اقارب اور معتقدین و مریدین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ ربِّ قدیر حضرت اشرف الفقہا کو جنت کی راحتیں نصیب فرمائے اور جملہ پس ماندگان کو صبرِ جمیل و اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ
مطابق ۶/ اگست ۲۰۲۰ء (بروز پنج شنبہ)

حضرت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمہ

چند یادیں

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

اچانک مفتی اعظم مہاراشٹر اشرف العلما مولانا مفتی مجیب اشرف رضوی گھوسوی ثم ناگپوری کی رحلت پُر حسرت کی خبر ملی کہ موصوف بروز جمعرات ۶ / اگست ۲۰۲۰ء، ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ کو صبح ۱۰ بج کر ۳۰ منٹ پر اس دنیاے فانی سے کوچ کر کے مالک حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

آپ شارح بخاری فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے خاص شاگرد تھے۔ اول سے آخر تک درس نظامی کی اکثر کتابیں آپ سے ہی پڑھیں اور ایک ذی استعداد و مخلص عالم دین کی حیثیت سے زندگی کے ایام گزار کر تقریباً ۸۵ سال کی عمر میں آخری سانس لی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ قطب العالم سرکار مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ محمد مصطفی رضا نوری بریلوی قدس سرہ کے چہیتے مرید اور محبوب خلیفہ تھے۔ سرکار مفتی اعظم کے کئی سفر میں ساتھ رہے۔ قریب سے انہیں دیکھا اور بہت کچھ سیکھا۔ فیضان مفتی اعظم سے آپ خوب مالا مال ہوئے اور آپ کے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو فروغ دینے میں زندگی کے اکثر ایام گزار دیے۔ جامعہ امجدیہ ناگپور کے بانی تھے۔ ابتدائی مراحل میں شاندار مدرس کے فرائض بھی انجام دیے پھر دیگر تبلیغی مصروفیات کی وجہ سے اس کی نگرانی کرتے رہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ یوں ہی آپ کے مریدین بھی بکثرت ملک کے مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ مہاراشٹر، گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش میں آپ کے سلسلے سے وابستہ افراد کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ بطور خاص ناسک، مالیگاؤں، دھولیہ میں آپ نے بڑی محنت کی ہے آپ کی دعوت و تبلیغ سے یہ خطے سنیت کے رنگ میں رنگ گئے ہیں۔ ہزاروں بد عقیدوں نے آپ کے خطابات سے متاثر ہو کر توبہ کی اور کثیر تعداد میں داخلِ سلسلہ ہوئے۔ مالیگاؤں میں ایک زمانہ وہ تھا کہ بد عقیدگی اپنا اثر جما چکی تھی آپ ہی کی کوششوں سے وہاں اس وقت سنیت کی بہار قائم ہے جبکہ دیگر علماء و مشائخ اہلسنت کی خدمات بھی اثر آفریں رہی ہیں۔

جامعہ امجدیہ ناگپور اور دارالعلوم انوار رضا نوساری (گجرات) آپ کے قائم کردہ عظیم الشان ادارے ہیں، جب کہ درجن کے قریب مدارس آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔

آپ کی خطابت بڑی پر مغز دلائل سے بھرپور اور سنجیدہ و داعیانہ ہوتی۔ پھوہڑ لب و لہجے سے پرہیز کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ کی تقریر دلوں میں اترتی اور اثر کرتی جاتی تھی۔ انداز بیان نہایت عام فہم اور دل پذیر ہوتا سامعین آپ کی تقریر سنتے تو درمیان میں اٹھنے کا نام نہیں لیتے اور نہ ہی اکتاہٹ محسوس کرتے۔ آواز کڑی اور گرج دار تھی اس لیے جلد مجمع پر چھا جاتے۔ اخلاق کریمانہ کے پیکر تھے۔ حضور مفتی اعظم بھی آپ کو چاہتے اور آپ کے ساتھ سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں ناگپور میں درس قرآن کا سلسلہ بھی جاری کیا تھا اور ایک زمانے تک درس دیتے رہے۔ درس قرآن کا ایک مختصر حصہ شائع بھی ہوا مگر آپ کے تبلیغی دوروں نے مزید حصوں کی اشاعت و ترتیب کی فرصت نہیں دی۔

دوران تقریر آیات قرآنی ترتیل سے اور عمدہ لہجے میں تلاوت کرتے اور اشعار بھی ترنم سے پڑھتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے بیان میں بڑا رس پیدا ہو جاتا تھا۔ اکثر سر پر عمامہ سجائے رہتے اور عمامہ آپ کے سر پر بہت جچتا اور اس سے آپ کا چہرہ بارعب ہو جاتا تھا۔ آپ جہاں بیٹھ جاتے عشاق کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔ بڑے بڑے جلسوں میں کثیر تعداد میں لوگ آپ سے بیعت ہو جاتے۔ مریدین کی تعداد لاکھ کے قریب ہوگی۔ عمر کے آخری حصّے تک آپ کی صحت اچھی اور قابل رشک تھی۔ مالیگاوں کے اکثر بڑے اور اہم جلسوں میں آپ کی شرکت لازمی سمجھی جاتی۔ غرض آپ ایک اچھے استاذ، شاندار مفتی، مقبول خطیب، کئی کتابوں کے مصنف، بہترین مبلغ و داعی اور بافیض و باشرع پیر طریقت تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا محبوب مشغلہ اور شیوہ تھا۔ عوام میں بھی مقبول تھے اور علما کے بھی منظور نظر، یعنی بڑی خوبیوں کے مالک تھے حضرت اشرف العلما علیہ الرحمہ، آپ کے اس دنیا سے چلے جانے کا غم پوری جماعت اہل سنت نے شدت سے محسوس کیا۔ آپ کے انتقال سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا آسان نہیں۔

”بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا“ کے آپ صحیح مصداق تھے۔ مولاے قدیر آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آپ کی دینی خدمات کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ آپ کے آثار علمی و دینی یعنی یادگار اداروں کو فروغ و استحکام بخشے۔ آپ کے پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

”خدا رکھے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں“ ☆☆

مہتمم دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

حضرت مولانا امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمہ

از: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

دیر سے بیٹھا ہوں ہاتھوں میں لیے اپنے قلم
کیا لکھوں، کیسے لکھوں ،دل پر ہے طاری شام غم

آہ! ابھی ابھی اس غم ناک خبر نے مزید غم ناک کر دیا کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی کے ایک عظیم فرزند حضرت علامہ مولانا امام الدین قادری مصباحی بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علامہ مولانا امام الدین قادری مصباحی رحمۃ اللہ علیہ گلستان اشرفیہ کے ایک گل سر سبد تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۳۶ء میں قصبہ بسکھاری ضلع فیض آباد (حالیہ امبیڈ کر نگر، ضلع اتر پردیش) میں ہوئی آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے قصبے ہی میں ہوئی۔ قرآن کریم ناظرہ اور درجۂ پنجم تک تعلیم اپنے قصبے میں حاصل کی۔ پھر مدرسہ سراج العلوم جلال پور ضلع امبیڈ کر نگر میں داخلہ لیا۔ اراکین مدرسہ کی غفلت سے یہ دیوبندی لوگوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ اب یہ مدرسہ کرامتیہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے یہاں آٹھ سال تک ان لوگوں سے تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں آپ ہندوستان کی معروف درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی کی آغوش تعلیم و تربیت میں آ گئے۔ یہاں آپ نے حضور حافظ ملت علامہ مفتی عبد العزیز محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی ثم مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مرتب، فتاویٰ رضویہ)، بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی فاضل مبارک پوری علیہ الرحمہ، قاضی شریعت علامہ محمد شفیع اعظمی علیہ الرحمہ اور فخر القرآ مولانا قاری محمد یحییٰ مصباحی علیہ الرحمہ جیسے عظیم اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کیا۔ ۱۹۵۸ء میں یہاں سے سند فراغت حاصل کی اور دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

حصول تعلیم کے بعد حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے حکم پر مدرسہ جہاں گیر گنج امبیڈ کر نگر میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔ آپ نے یہاں اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت اس مدرسہ کو ایک عظیم دار العلوم بنا دیا۔ الحمد للہ اسی ادارے میں آپ کے بہنوئی مولانا معین الدین عزیزی مصباحی علیہ الرحمہ نے پچیس سال تک نظامت کے فرائض انجام دیے تھے۔ چار ماہ قبل ۲۳ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ/ ۱۷ر مئی ۲۰۲۰ء کو ان کی وفات حسرت آیات ہوئی ہے۔

مولانا امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمہ ۱۹۶۱ء میں تجارت کے پیشے سے وابستہ ہوئے اور تادم آخریں کپڑے کی تجارت سے منسلک رہے۔

آپ ایک ایمان دار تاجر، عالم باعمل، نہایت محنتی مدرس، بے مثال خطیب اور صاحب طرز مصنف تھے۔ علاقہ بھر کے لوگ مسائل قضا کے سلسلے میں آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ نوری جامع مسجد بسکھاری میں امامت و خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے دیتے تھے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں آپ کا کردار نہایت نمایاں رہا فرقہ وہابیہ کے رد میں آپ نے قلم اٹھایا اور ”وہابی دھرم کی حقیقت“ کے عنوان سے آپ کا تحریری کام سامنے آیا۔ اسی طرح آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کی حسین یادوں کو ترتیب دیا۔ اپنی آپ بیتی کو بھی صفحہ قرطاس پر لایا اور اسے ”حافظ ملت کا فیضان نظر“ کا نام دیا۔

المختصر آپ ایک جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی اچانک وفات حسرت آیات سے نہ صرف الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے بلکہ ساری دنیائے اہل سنت ایک عظیم عالم دین، مدرس، خطیب اور مصنف سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئی ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج ان کی کل ہماری باری ہے

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہمارے اس ممدوح کی بخشش فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے تمام پسماندگان بالخصوص ان کے صاحبزادے مولانا فرید مصباحی زید مجدہ اور داماد مولانا مفتی بدر عالم مصباحی زید مجدہ کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے۔

از ہم ذیل میں قطعۂ تاریخ رحلت نقل کرتے ہیں:

قطعۂ تاریخ رحلت:

عالی جاہ حضرت امام الدین قادری (۲۰۲۰ء)
زاہدِ ذی احترام امام الدین قادری مصباحی (۲۰۲۰ء) یوپی، ہندوستان

حضرت امام الدین کا جانا جہان سے
دنیائے دین کے لیے وجہِ ملال ہے
ہاتف سے میں نے پوچھا تو آئی ندا عروس
”روشن صفات قادری“ سالِ وصال ہے
........۱۴۴۲ھ

صاحب زادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی
مونیاں شریف، گجرات پاکستان ☆

فخر القراء حضرت مولانا قاری ابوالحسن مصباحی علیہ الرحمہ

سابق شیخ التجوید الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

از: مبارک حسین مصباحی

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

تجوید و قرأت کا فن مدارس و جامعات کے لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بعض مدارس اس کی جانب بھرپور توجہ نہیں فرماتے، اس کی اہمیت کے لیے دلائل پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ خود غور فرمائیں قرآن کی تلاوت کرنا ہر مسلمان کے لیے باعثِ سعادت ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ مخارج، صفات اور اوقاف کی رعایت کرنا بھی بڑی اہمیت کا حامل اور لازم ہے۔ مبلغِ اہلِ سنت حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں:

"یہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ تجوید القرآن یعنی صحت مخارج کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرض ہی نہیں بلکہ فرضِ عین ہے کیوں کہ اگر قرآن صحیح نہیں پڑھا گیا تو نماز ہی نہیں ہوگی۔ لہٰذا جیسے نماز فرضِ عین ہے اسی طرح تجوید بھی فرضِ عین ہے۔"

اب مدارسِ اسلامیہ اور جامعات کے ذمہ داروں سے ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ لوگ جو شعبۂ تجوید و قرأۃ پر توجہ نہیں فرماتے بلکہ ایک عام شعبہ سمجھتے ہیں۔ بعض مدارس میں یہ ایک اہم اور بنیادی شعبہ کا وجود ہی نہیں ہے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ بعض علما کو مسائل بتانے کی صلاحیت اور دعوت و تبلیغ کا ملکہ تو خوب ہوتا ہے لیکن اگر کہیں نماز پڑھانے کی گزارش کر دی جائے تو یا تو امامت کے مصلے پر جانے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور بعض ہو بھی جاتے ہیں تو ان کی قرأت سن کے بعض باشعور مقتدی بھی حیرت و افسوس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ عام لوگوں پر بھی صحیح قرأت کرنا فرض عین ہے جب کہ ہم لوگوں نے تو باضابطہ علومِ دینیہ کی تحصیل کی ہے اگر ہم ہی قرآن عظیم کی صحیح خواندگی نہیں کر پائیں تو کس قدر سر پیٹ لینے کا مقام ہے۔ اگر کہیں بحث چھڑ جاتی ہے تو ان کٹ حجتی کرنے والوں کو کون خاموش کر سکتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو ہماری اس تحریر سے کچھ اذیت ہو مگر یہ ایک سچائی ہے جسے دنیا کا ہر سچا مسلمان تسلیم کرتا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

اتنی تجوید (سیکھنا) کہ ہر حرف دوسرے حرف سے صحیح ممتاز ہو فرضِ عین ہے بغیر اس کے نماز قطعاً باطل۔ عوام بے چاروں کو (تو) جانے دیجئے خواص کہلانے والوں کو دیکھیے کتنے اس فرض پر عامل ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سُنا، کن کو؟ علما کو، مفتیوں کو، مدرسوں کو، مصنفوں کو، قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں اَحَدٌ کو اَهَدٌ پڑھتے ہوئے، اور سورۂ منافقون میں يَحۡسَبُوۡنَ كُلَّ صَيۡحَةٍ عَلَيۡهِمۡ کی يَعۡسَبُوۡنَ پڑھتے ہیں، هُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡهُمۡ کی جگہ فَاعۡذَرۡ، پڑھتے ہیں وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ کی جگہ هُوَ الۡعَزِيۡذ پڑھتے ہیں بلکہ ایک صاحب کو الحمد شریف میں صِرَاطَ الَّذِيۡنَ کی جگہ صِرَاطَ الظِّيۡنَ پڑھتے سنا۔ کس کس کی شکایت کیجئے؟ یہ حال اکابر کا ہے پھر عوام بے چاروں کی کیا گنتی؟ اب کیا شریعت ان کی بے پروائیوں کے سبب اپنے احکام منسوخ فرما دے گی؟ نہیں نہیں۔ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ (ترجمہ کنزالایمان) حکم نہیں مگر اللہ کا۔" (فتاویٰ رضویہ ۳/۲۵۳ بتصرف)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ" (آلِ عمران، آیت:۱۵۸)

فخر القرا حضرت مولانا قاری ابو الحسن مصباحی علیہ الرحمہ ۱۴/ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۸/ مئی ۲۰۲۰ء احمد آباد گجرات میں وصال پر ملال فرما گئے، اس اندوہناک خبر سے جہان سنیت میں غم کی لہر پیدا ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل آپ کی خوب خوب مغفرت فرمائے۔ آمین۔

اِنَّ لِلّٰهِ ماأ اَخَذَ وَلَهٗ مَا اُعۡطٰى وَكُلُّ شَيۡئٍ عِنۡدَهٗ بِأَجَلٍ مُسَمًّى...... فَلۡتَصۡبِرۡ وَلِتَحۡتَسِب.

فروغِ شمع تو باقی رہے گا صبحِ محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

ولادت اور تعلیم و تربیت:

قصبہ بڑہل گنج ضلع گورکھپور میں یکم جنوری ۱۹۵۴ء میں آپ کی

mubarakmisbahi@gmail.com

ولادت باسعادت ہوئی، خاندان مذہبی اور باعزت ہے، ابتدائی تعلیم و تربیت مقامی مکتب میں ہوئی، ۱۹۶۳ء میں آپ کا داخلہ دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ میں ہوا۔ یہاں آپ نے بڑی محنت سے تعلیم حاصل کرنا شروع فرمائی، آپ کے اساتذہ میں حسب ذیل شخصیات ہیں:

(۱) جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہ [م:۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء]

(۲) مرتب فتاویٰ رضویہ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف قدس سرہ [م:۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء]

(۳) بحرالعلوم حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ
[م:۲۰۱۲ء] سابق پرنسپل جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

(۴) قاضی شریعت حضرت علامہ شفیع احمد اعظمی علیہ الرحمہ
[م:۱۹۹۱ء] سابق استاذ و ناظم جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

(۵) حضرت علامہ ظفرادیبی مبارکپوری
سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

(۶) حضرت علامہ مولانا اسرار احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ
سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

(۷) استاذالقرا حضرت قاری عبدالحکیم عزیزی علیہ الرحمہ
صدر شعبۂ تجوید و قراءت، جامعہ اشرفیہ۔

حضرت مولانا قاری ابوالحسن مصباحی علیہ الرحمہ نے درس نظامی کے دوران استاذ القرا حضرت قاری عبد الحکیم عزیزی گونڈوی (بلرامپوری) علیہ الرحمہ کی درس گاہ میں قرات حفص کا کورس مکمل کیا، ماشاء اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگ حضرت قاری عبدالحکیم عزیزی علیہ الرحمہ سے ہماری متعدّد ملاقاتیں ہیں۔ آپ فطری طور پر نیک اور بلند اخلاق تھے، اپنے مرشد گرامی حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے زبردست شیدائی تھے، مرشدِ گرامی نے آپ کو چند اوراد و وظائف کی خصوصی اجازتیں بھی عطا فرمائیں تھیں۔ اب وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خوب مغفرت فرمائے اور رحمت و غفران کی بارشوں سے مسلسل شاد کام رکھے۔ آمین۔

حضرت قاری ابو الحسن مصباحی کی فراغت جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے ۱۹۷۲ء میں ہوئی، حضور حافظِ ملت اور دیگر اساتذۂ کرام آپ سے بھرپور محبت فرماتے تھے۔ ۱۹۷۳ء میں فراغت کے بعد ۹/ ماہ تک آپ نے قصبہ رتسڑ ضلع بلیا میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے، اس دوران بھی اپنے استاذِ گرامی حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ اور دیگر اساتذۂ کرام سے عقیدت مندانہ رابطے برقرار رکھے، حضور حافظ ملت قدس سرہ نے حضرت مولانا قاری ابوالحسن کو مشورہ دیا کہ ہو سکے تو آپ قرأتِ سبعہ اور عشرہ کی تکمیل کے لیے لکھنؤ چلے جائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے لیے وظیفہ جاری کر دیا جائے گا، یہ تو سب جانتے ہیں کہ لکھنؤ تہذیب و تمدن میں ہر دور میں مشہور رہا ہے۔ اس شہر کی شہرت تجوید و قرأت کے لیے کافی بلندیوں پر تھی اور بفضلہٖ تعالیٰ آج تک ہے۔ فاضلِ اشرفیہ ہونا ان دنوں بھی اہمیت کا حامل تھا، خیر آپ اب پورے اطمینان کے ساتھ مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ تشریف لے گئے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا آپ کو لکھنؤ بھیجنا بھی آپ کے داخلے کے لیے معاون ثابت ہوا۔ ان دنوں وہاں تجوید و قرأت کے تاجدار قاری و مقری فخر القرا حضرت مولانا قاری ضیاء الدین علیہ الرحمہ مصنف "ضیاء القرأت" تھے، اور دوسرے اہم استاذ ان کے فرزند اور شاگرد رشید استاذ القرا حضرت مولانا قاری محب الدین علیہ الرحمہ الہ آبادی تھے، آپ نے پوری دلجمعی اور محنت کے ساتھ وہاں سبعہ و عشرہ کی تکمیل فرمائی، مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ سے آپ کی فراغت ہوئی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے آپ ایک باصلاحیت فاضل اشرفیہ تھے، عربی اور فارسی زبانیں سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت حاصل تھی۔ حدیث، تفسیر، فقہ اور صرف و نحو کی کتابیں آپ نے عربی میں پڑھی تھیں، گلستاں اور بوستاں وغیرہ فارسی زبان میں تھیں، اس لیے بہت جلد آپ نے قرأت سبعہ اور قرأت عشرہ میں کمال حاصل فرما لیا، آپ کی باریک اور دلکش آواز تھی، جب آپ درسگاہ یا محفل میں قرأت فرماتے تو چھا جاتے تھے، ہر طرف سناٹا ہو جاتا تھا۔ آپ کے تجوید و قراءت کے فن کو تا دیر یاد رکھا جائے گا۔

قرآن عظیم میں تجوید و قرأت کی فضیلت و اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پر اپنی آخری کتاب قرآنِ عظیم نازل فرمائی، اس وقت روئے زمین پر یہی ایک واحد آسمانی کتاب ہے جو اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔ اس سے قبل تین بڑی کتابیں نازل ہوئیں، توریت، زبور اور انجیل مگر ان کی حفاظت کی ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان انبیائے کرام کی امتوں کے ذمہ رکھی تھیں اس لیے طویل زمانوں کے بعد ان امتوں

نے ردوبدل کر دیا اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق بہت کچھ تبدیل کر دیا، قرآنِ عظیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور نبی آخر الزماں ﷺ کی نبوت و رسالت کا دائرہ بھی قیامت تک وسیع ہے۔ اب آپ کے بعد نہ کوئی نبی اور رسول آئے گا اور نہ کوئی کتاب۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود قبول فرمائی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝" (سورۃ الحجرات، آیت:۹)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

یہ وہ مقدس اور عظیم کتاب ہے کہ جس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ" (سورۃ حشر، آیت:۲۱)

"اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا، اللہ تعالیٰ کے خوف سے۔"

حضور صدر الافاضل اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "قرآن کی عظمت و شان ایسی ہے کہ پہاڑ کو اگر ادراک ہوتا تو وہ باوجود اتنا سخت اور مضبوط ہونے کے پاش پاش ہو جاتا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے دل کتنے سخت ہیں ایسے باعظمت کلام سے اثر پزیر نہیں ہوتے۔

سورہ حجر کی آیت نمبر:۹/ کے تحت اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے آخری رسول ﷺ کو یہ امتیاز عطا فرمایا ہے کہ آپ پر اپنی آخری کتاب قرآن عظیم نازل فرمائی اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا یہ کوئی معمولی فضل و کرم نہیں ہے۔ ایک شاعر نے بڑی اچھی بات عرض کی ہے:

نورِ حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

تفاسیر کے مطالعے کے بعد چند وجوہات سامنے آئی ہیں:

(۱) آخری رسول ﷺ پر یہ آخری کتاب ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو خود محفوظ فرمانے کا وعدہ فرما لیا۔

(۲) دنیا میں کوئی بھی اس میں تبدیلی کرنا چاہے تو وہ قرآن عظیم کے فیضان سے خود تو مسلمان ہو سکتا ہے مگر اس کے ایک زیر و زبر میں بھی تبدیلی نہیں کر سکتا۔

(۳) قرآنِ عظیم کو حفظ کرنا بہت آسان ہے یہی وجہ ہے کہ عالمی سطح پر کروڑوں حفاظ ہر سال تراویح میں قرآنِ عظیم سنانے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

(۴) یہ ایک ایسا منفرد فصیح و بلیغ کلام ہے کہ دنیا کے کسی انسان کا کلام اس میں مل ہی نہیں سکتا۔

(۵) یہ ایک بلند رتبہ کلام ہے کہ نہ اس سے معارضہ کیا جا سکتا ہے اور نہ مقابلہ، خود اللہ تعالیٰ نے اسے سراپا معجزہ بنایا ہے کوئی بھی انسان نہ اس میں تبدیلی کر سکتا ہے اور نہ اس میں کسی حرف کی کمی و بیشی کر سکتا ہے۔

قرآنِ عظیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

"وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا" (سورۃ المزمل، آیت:۴)

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

خزائن العرفان میں اسی آیت کے تحت ہے

رعایتِ وقوف اور ادائے مخارج کے ساتھ تا بہ امکان صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ۝" (سورۃ الفرقان، آیت:۳۲)

اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔

در اصل قرآن عظیم میں قرآن کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں، اس میں تلاوت کے ظاہری اور معنوی کثیر آداب ہیں۔ اس میں علوم و معارف کے وہ خزانے ہیں کہ دنیا و آخرت کی تمام معلومات جمع ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ" (الانعام، آیت:۳۷)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ" (النحل، آیت:۸۸)

ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ پر آخری کتاب نازل فرمائی، اس میں ہر چیز کا روشن اور واضح بیان ہے۔ مگر سمجھنے کے لیے

ایمان کامل، توفیقِ الٰہی اور رسولِ کونین ﷺ کا سچا عشق چاہیے۔

رسولِ کریم ﷺ کو قرآنِ عظیم کی تلاوت کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ“ (النمل، آیت:۹۱،۹۲)

اور مجھے حکم ہوا ہے فرماں برداروں میں ہوں اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں۔

ابنِ جریر اور ابن ابو حاتم نے اپنی اپنی تفسیروں میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ کتاب ہر چیز کے واضح بیان کی شکل میں نازل فرمائی اور بعض انھیں چیزوں کا علم حاصل ہوا جو قرآن میں بیان کی گئیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ“سنن سعید ابن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ، زوائد کتاب الزہد از: عبد اللہ بن امام احمد، فضائلِ قرآن ابن ضریس، کتاب ابن نصر مروزی، معجم کبیر طبرانی اور شعب الایمان بیہقی میں آپ ہی سے روایت ہے آپ نے فرمایا جو علم چاہتا ہے وہ قرآن کے معانی پر غور و فکر کرے اس لیے کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ”اگر میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے چاہتا تو ستر اونٹوں کو بوجھل کر دیتا۔“

احادیثِ نبویہ میں تجوید و قرأت کی فضیلت واہمیت:

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے قرآنِ عظیم کی عظمت اور قرا کی فضیلت کے حوالے سے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ ہم ذیل میں چند ارشادات نقل کرتے ہیں۔ آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱)-”اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ“

(احیاء العلوم، ج:۱، ص:۲۸۰)

میری اُمت کی سب سے بہتر عبادت قرآن کی و تلاوت ہے۔

(۲)-”اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ“

افضل عبادت قرآن پاک کی تلاوت ہے۔

(معجم الصحابة لابن القانع، باب الالف، ۵۶/۱، حدیث : ۵۱)

(۳)-”مَنْ قَرَءَ مِنَ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا فَلَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ“

جس شخص نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے دس نیکیاں ہیں۔

(مسند الرویانی، مسند عوف بن مالک الاشجعی، ۳۹۷/۱، الحدیث : ۶۰۵)

(۴)-”مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ وَأَخَذَ بِمَا فِیْهِ كَانَ لَهٗ شَفِیْعًا وَّ دَلِیْلًا إِلَى الْجَنَّةِ.“

جس نے قرآن مجید سیکھا اور سکھایا اور جو کچھ قرآن پاک میں ہے اس پر عمل کیا، قرآن شریف اس کی شفاعت کرے گا اور جنّت میں لے جائے گا۔ (المؤتلف والمختلف للدارقطنی، باب الخاء، ۸۳۰/۲)

آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں میری اُمت کی سب سے بہتر عبادت دیکھ کر قرآن کی تلاوت کرنا ہے۔

حدیثِ رسول ﷺ میں ہے:

”خَیْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ“ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، حدیث:۵۰۲۷، ج:۳، ص:۴۱۰)

آپ میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

زَیِّنُوْا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ. (ابو داؤد، استحباب الترتیل فی القراءة، حدیث:۱۲۵٤)

ترجمہ: اپنی (اچھی) آوازوں سے قرآن کو مزین کرو۔

مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یَا أَبَاذَرٍ لَاَنْ تَغْدُوْ فَتَعَلَّمْ آیَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَیْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّیْ بِمِئَةِ رُكْعَةٍ“ (ابن ماجه باسنادِ حسن)

اے ابوذر! تم جاکر قرآنِ عظیم کی ایک آیت سیکھو تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تم سو رکعت نفل پڑھو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

”وَرُبَّ تَالٍ لِلْقُرْآنَ وَالْقُرْآنَ یَلْعَنُهٗ“

(احیاء علوم الدین، الباب وهی عشرة، ج:۱، ص:۲۸۲)

بہت سے لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں حالاں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا جاتا ہے۔

یعنی یہ عام ہے جو تلاوت غلط کرتے ہیں۔ قرآن پر عمل نہیں کرتے اور جو قرآن کے ترجمہ اور تفسیر میں تبدیلی کرتے ہیں۔ وغیرہ۔

محققین علما نے تصریح فرمائی ہے کہ بغیر تجوید کے قرآن عظیم پڑھنے والا مستحقِ ثواب نہیں ہوتا بلکہ عذاب پاتا ہے۔ علامہ جزری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: تجوید کا حاصل کرنا ضروری ہے، جو شخص تجوید سے

قرآن نہ پڑھے گا گنہگار ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تجوید کے ساتھ ہی اسے نازل فرمایا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے ہم تک پہنچا ہے۔

قرآن اور احادیث میں قرآن عظیم کی تلاوت کے فضائل بیان کیے گئے ہیں، مگر یہ اس وقت حاصل ہوں گے جب ترتیل اور تجوید کی رعایت کے ساتھ تلاوت کی جائے، بعض اوقات معانی تبدیل ہو جاتے ہیں اور یہ تلاوت بجائے ثواب کے عذاب کا سبب بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ترتیل و تجوید کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کی توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ع

الٰہی خوب دے دے شوق قرآں کی تلاوت کا

حضور حافظ ملت اور جامعہ اشرفیہ میں شعبۂ تجوید:

جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے ایک ذمہ دار فردِ فرید تھے، آپ علوم وفنون کے بحرِ بے کراں تھے، اخلاص وللّٰہیت کے پیکر تھے، خاص اور سب سے خاص بات یہ تھی آپ بہت سچے پکے حافظ قرآنِ عظیم اور ماہر تجوید وقرأت تھے، آپ کے والد ماجد استاذ الحفاظ حافظ غلام نور علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔ وہ صرف حفظ وقرأت کے استاذ ہی نہیں تھے بلکہ اپنے عہد کے عارف باللہ اور عاملِ قرآن بھی تھے۔

حضور حافظِ ملت ۱۹۳۴ء میں مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور تشریف لائے۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ پہلے صدر المدرسین اور بعد میں سربراہِ اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں، آپ نے درس نظامی کو ہندوستان بھر میں انفرادی حیثیت عطا فرمائی، اسی کے ساتھ شعبۂ تجوید وقرأت پر بھی بھرپور توجہ فرمائی، دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کسی بھی دور میں اچھے اور باصلاحیت قاری سے محروم نہیں رہا۔ یکے بعد دیگرے جن قرائے کرام نے زریں خدمات انجام دیں ہم ذیل میں ان کے اسمائے گرامی پیش کرتے ہیں۔ اگر کسی کا نام ترک ہو جائے تو وہ ہماری لاعلمی ہوگی باخبر ہونے پر بعد میں اضافہ کر لیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱)- عمدۃ القرا حضرت مولانا قاری محمد عثمان اعظمی گھوسوی علیہ الرحمۃ مصنف ”مصباح التجوید“، اہلِ سنت کے بزرگ قاری تھے۔ آپ کی تحریر کردہ کتاب ”مصباح التجوید“ ہم نے اپنے استاذ گرامی استاذ القرا حضرت قاری علی حسین اشرفی دام ظلہ العالی سے سبقاً سبقاً پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضرت قاری محمد عثمان اعظمی استاذ القرا حضرت قاری محب الدین الہ آبادی علیہ الرحمۃ کے خاص تلامذہ میں تھے، آپ نے قرأتِ سبعہ وعشرہ دونوں کو باضابطہ محنت سے پڑھا اور پڑھایا تھا، آپ نے اپنی کتاب کا نام ”مصباح التجوید“ بھی ”مصباح العلوم“ کی مناسبت سے رکھا ہے۔ جس ادارہ کی نسبت سے ہزاروں افراد اپنے نام کے ساتھ ”مصباحی“ لکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ تعالیٰ آج بھی مصباحی علما دنیا بھر کے مختلف شعبوں میں اپنی ایک منفرد شناخت رکھتے ہیں۔

(۲)- دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے سابق ناظمِ اعلیٰ **فخر القرا حضرت علامہ قاری محمد یحییٰ مبارکپوری** علیہ الرحمۃ [م:۱۹۹۶ء] بھی شعبۂ تجوید وقرأت میں انفرادی حیثیت رکھتے تھے، آپ درس نظامی کے ساتھ باضابطہ شعبہ تجوید وقرأت بھی دیکھتے تھے۔ آپ نے بھی عمدۃ القرا حضرت قاری ومقری محب الدین الہ آبادی علیہ الرحمۃ سے قرأت سبعہ وعشرہ کی تکمیل فرمائی تھی، ہم نے آپ کی زیارت متعدد بار کی ہے۔ ان کے مخصوص لب ولہجے میں قرأت سننے، نمازِ جمعہ میں خطبہ سننے اور ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اور دو چار میلاد النبی ﷺ کی محفلوں میں ان کے دلکش انداز میں نعت شریف سننے اور وعظ ونصیحت سے مستفید ہونے کے مواقع بھی میسر آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جب آپ باضابطہ دارالعلوم اشرفیہ کے ناظمِ اعلیٰ ہو گئے تو شعبۂ تجوید کی تدریس سے انسلاک کم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے مغفرت فرمائے جامع الصفات اور بڑی خوبیوں کی شخصیت تھی۔ آپ کا وصال پرملال ۱۵؍ مئی ۱۹۹۶ء کو ہو گیا۔

(۳)- جب **عمدۃ القراء حضرت قاری محمد عثمان اعظمی** علیہ الرحمۃ کسی دوسرے ادارہ میں تشریف لے گئے اور استاذ القرا حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ مبارکپوری ناظمِ اعلیٰ ہو گئے تو حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے مرید صادق حضرت مولانا قاری محمد عبد الحکیم عزیزی گونڈوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا تقرر ہوا، آپ ماشاء اللہ تعالیٰ انتہائی صالح اور اپنے فن میں حیرت انگیز محنت فرمانے والے تھے، آپ کے تلامذہ بھی ماشاء اللہ تعالیٰ ملک اور بیرونِ ملک میں دین وسنیت کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ہوا یہ کہ اسی دوران آپ کے والد ماجد مرحوم شدید بیمار ہوئے، آپ نیک طینت ولدِ صالح تھے، مبارک پور گونڈہ سے دور پڑتا تھا، ہر روز جانا ناممکن تھا، اس لیے آپ نے حضور حافظِ ملت نور اللہ

مرقدہ سے مشورے کے بعد استعفا دیا مگر حضور حافظ ملت نے اس گنجائش کے ساتھ منظور فرمایا کہ قاری صاحب آپ دار العلوم اشرفیہ کی ضرورت تھے، ضرورت ہیں اور ضرورت رہیں گے، والد گرامی کی صحت یابی کے بعد آپ جب بھی تشریف لائیں گے آپ کی جگہ خالی رہے گی۔ آپ اپنے مکان تشریف لے گئے۔ اپنے مرشد گرامی حضور حافظِ ملت سے عقیدت کیشیوں کے ساتھ حد درجہ صالح اور محنتی تھے۔ خدائے بزرگ مغفرت فرمائے۔ آمین

(۴)- حضرت مولانا مفتی قاری محمد نور الحق مصباحی مبارکپوری علیہ الرحمۃ، آپ کا وصال پر ملال ۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳/ فروری ۲۰۱۸ء ۴/ بجے شام ہوا۔ آپ ایک باصلاحیت فاضلِ اشرفیہ تھے۔ آپ نے استاذ القرا حضرت مولانا قاری محب الدین الہ آبادی علیہ الرحمۃ سے لکھنؤ میں قراۃِ سبعہ وعشرہ کی تکمیل فرمائی، آپ کو حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ کے خصوصی اشارے پر جامعہ اشرفیہ کے شعبۂ تجوید وقرأت میں رکھا گیا، آپ ایک محنتی استاذ اور روحانی بزرگ تھے، آپ نے عرصۂ دراز تک اشرفیہ مبارکپور میں خدمات انجام دیں، بعد میں آپ بہ حیثیت نائب شیخ الحدیث دار العلوم محمدیہ ممبئی تشریف لے گئے، آپ نے وہاں شعبۂ تجوید کے ساتھ درس نظامی اور فتویٰ نویسی کی خدمات بھی انجام دیں، کرلا ریلوے اسٹیشن کے قریب مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ آپ کی ہر دل عزیزی اور فیاضی آج تک مختلف علاقوں میں مشہور ہے۔ آخر میں پھر آپ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور تشریف لائے اور بحیثیت صدر شعبۂ تجوید وقرأت ریٹائر ہوئے، حضور سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نے آپ سے فرمایا کہ آپ گورنمنٹ سے ریٹائر ہوئے ہیں، جامعہ اشرفیہ سے نہیں۔ جب تک صحت نے ساتھ دیا آپ بحیثیت مدرس اعلیٰ تشریف لاتے رہے، کبھی کبھی آپ عالم جذب میں بھی رہتے، ماشاء اللہ تعالیٰ ہم سے حد درجہ محبت فرماتے تھے، دور سے دیکھتے ہی دونوں ہاتھ پھیلا دیتے تھے، ہم نے ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور فروری ۲۰۱۸ء میں کسی قدر تفصیل سے آپ کی شخصیت پر لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، گوناگوں اوصاف وکمالات کی حامل شخصیت تھی۔

(۵)- حضرت حافظ وقاری جمیل احمد عزیزی صدر شعبۂ حفظ جامعہ اشرفیہ بڑے اوصاف کی حامل شخصیت ہیں۔ آپ نے حفظ کی تکمیل توجہانگیر گنج میں فرمائی۔ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور استاذ القرا حضرت قاری عبد الحکیم عزیزی علیہ الرحمۃ سے قراءۃ حفص کی تکمیل فرمائی اور انھیں مکمل ایک دور قرآن عظیم بھی سنایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے درس نظامی کی کافی تعلیم بھی حاصل کی۔ حضور حافظ قدس سرہ حج وزیارت کے لیے تشریف لے جارہے تھے تو آپ اور دیگر چند افراد ان سے بیعت ہوئے۔ آپ حضور حافظِ ملت کے مرید صادق اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے شیدائی ہیں۔ صالح، محنتی اور طلبہ سے بہت پیار فرماتے ہیں۔ چند سال پہلے ۲۰/ جون ۲۰۱۳ء میں ریٹائر ہوگئے۔ آپ نے مع اہل وعیال مبارک پور میں رہائش اختیار فرمالی ہے۔ اللہ تعالیٰ تادیر آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

(۶)- استاذ القرا حضرت قاری شبیر احمد علیہ الرحمۃ آپ کی بڑی شہرت و مقبولیت تھی آپ نے بڑی محنت ولگن کے ساتھ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں خدمات انجام دیں، شعبۂ تجوید وقرأت نے آپ کی وجہ سے بھی کافی شہرت حاصل کی، خدا مغفرت فرمائے۔ تجوید وقرأت کے فن میں یکتائے روزگار تھے حسنِ اخلاق اور اپنے کردار وعمل میں بھی بہت بلند تھے۔

(۷)- منفرد المثال **استاذ القرا حضرت قاری نور محمد نیپالی دام ظلہ العالی** آپ بھی چند برس تک جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تجوید وقرأت کے استاذ رہے۔ جب آپ تلاوت فرماتے تھے پوری فضا پر چھا جاتے تھے، انتہائی متواضع، بلند کردار اور با اخلاق شخصیت تھی، ہم نے بھی اپنے دورِ ملازمت میں ان سے چند روز مشق کرنے کا شرف حاصل کیا، آپ بعض اوقات ذہنی طور پر پریشان ہوجاتے تھے، اپنے گھر نیپال کا شاید کوئی معاملہ تھا، آپ بعد میں جامعہ اشرفیہ سے چلے گئے، ایک بار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث قدس سرہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے کے لیے ہم حاضر ہوئے، حسن اتفاق وہیں ایک گوشے میں آپ جلوہ گر تھے اور تسبیح وتہلیل میں ہمہ تن مصروف تھے۔ دیکھتے ہی لپٹ گئے، بڑے حسن اخلاق سے دیر تک ہم کلامی کا شرف بخشا، اس وقت معلوم نہیں حضرت کہاں ہیں؟ جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ انھیں صحت وسلامتی کے ساتھ شاد وآباد رکھے۔ آمین۔

(۸)- عظیم القرا قاری محمد عظیم مصباحی علیہ الرحمۃ کاندھرا پور سے متصل خنجر پور ضلع اعظم گڑھ کے باشندہ تھے، ماشاء اللہ تعالیٰ انتہائی دلکش آواز والے فن کار قاری تھے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بعد آپ ساؤتھ افریقہ تشریف لے گئے، وہاں کے معروف ادارہ دار العلوم قادریہ غریب نواز کے شعبۂ حفظ وقراءت میں تدریسی خدمات

انجام دے رہے تھے، صد افسوس! ہارٹ اٹیک سے وہیں آپ کا وصال پر ملال ہو گیا، آپ کے ایک صاحب زادے بھی وہیں دوسرے شعبے میں تھے۔ ادارے کے بانی حضرت علامہ سید علیم الدین مصباحی دامت برکاتہم العالیہ بھی تھے، ماشاء اللہ ان کے بھی بڑے اثرات ہیں۔ آپ کا جسد مبارک اپنے وطن لایا گیا اور اپنی آبادی سے متصل تدفین ہوئی۔ ہم نے حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ سے متعدد بار شرف نیاز حاصل کیا تھا، وہ ایک باوضع اور نستعلیق شخصیت تھے، خوش مزاج اور بلند اخلاق تھے، خدا مغفرت فرمائے بڑی خوبیوں کے جامع تھے۔

(۹) - استاذ القرا حضرت قاری جلال الدین دام ظلہ العالی، آپ نے برسوں تک شعبۂ تجوید و قرأت کو سنبھالا، قرآنِ عظیم کی تلاوت کرنے میں بڑا منفرد انداز رکھتے تھے، عزیز المساجد میں جب خطبہ پڑھتے تو مسجد کے ایک ایک رگ و ریشے پر چھا جاتے تھے، جذباتی اور سخی مزاج ہیں، اپنے اہل و عیال کے ساتھ برکاتی کالونی جامعہ اشرفیہ میں رہتے تھے، ہماری دو بچیوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھایا تھا، گورکھپور گورنمنٹ دار العلوم میں آپ کا تقرر ہو گیا، حضور حافظِ ملت کے سچے شیدائی اور جامعہ اشرفیہ سے حقیقی محبت فرمانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں اپنے حفظ و امان میں تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

عہدِ رواں میں

(۱۰) حضرت مولانا مفتی قاری محمد رضا مصباحی دام ظلہ العالی

(۱۱) حضرت قاری ابوذر مصباحی دام ظلہ العالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

حضرت قاری ابو الحسن مصباحی اور جامعہ اشرفیہ:

حضرت مولانا قاری ابو الحسن مصباحی علیہ الرحمہ نے جب قرأت سبعہ و عشرہ کی تکمیل فرمالی، بفضلہٖ تعالیٰ آپ ایک باصلاحیت فاضلِ اشرفیہ تھے لکھنؤ سے فراغت کے بعد حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ نے اشارہ دیا اور انتظامیہ نے آپ کا تقرر کر لیا۔

لگتا یہی ہے کہ ان دنوں سالِ اخیر میں بھی وقت ضرورت بعض طلبہ کو درسی و تدریسی یا امامت و خطابت پر لگا دیا جاتا تھا۔ یہی حال حضرت مولانا قاری ابو الحسن مصباحی علیہ الرحمہ کے ساتھ بھی ہوا ہوگا، یعنی آپ کو رتسر ضلع بلیا بھیج دیا گیا، بعد میں ۱۹۷۲ء میں آپ کی دستار فضیلت ہوئی ہوگی، اس کے بعد لکھنؤ بھیجا ہوگا اور اس کے بعد ۲۹؍ شوال المکرم ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۴؍ نومبر ۱۹۷۳ء میں دار العلوم اشرفیہ میں آپ نے تدریس شروع کی ہوگی۔

آپ نے بڑی محنت سے درس دینا شروع فرمایا، آپ کے تلامذہ ملک اور بیرونِ ملک کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ استاذ گرامی صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کی صدر المدرسینی کے دور سے شعبۂ تجوید و قراءت پر مزید خصوصی توجہ ہوئی، آپ نے درس نظامی کے ساتھ شعبۂ تجوید و قرأت میں پڑھنا بھی ضروری قرار دیا ہے، اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ بڑے بڑے علما، اکابر فضلا اور پیرانِ طریقت آپ کے شاگردوں میں ہیں۔ آپ کی باریک اور دلکش آواز اور پرکشش لہجہ تھا، ہم نے بارہا آپ کو درسگاہ میں قرأت فرماتے ہوئے سنا ہے اور ماشاء اللہ تعالیٰ حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کے قل شریف اور دیگر مجالس میں بھی آپ کی دل آویز قرأت سماعت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

مبلغِ اہلِ سنت حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری فرماتے ہیں:

”حضور حافظِ ملت نے آپ کو شعبۂ تجوید و قرأت کا استاذ بنا کر مسندِ تدریس پر بیٹھا دیا۔ پھر کیا تھا، آپ سکون و اطمینان کے ساتھ دنیا و مافیہا سے بے فکر ہو کر اپنے فرائض منصبی انجام دینے لگے اور کچھ دنوں کے بعد ایک ماہر استاذ تجوید کی حیثیت سے شہرت یافتہ بھی ہو گئے، آپ بڑے انہماک، لگن اور دلچسپی کے ساتھ تجوید کا درس دیتے، مشق و ترتیل میں بھی آپ کو درک تھا، آواز باریک اور حسین تھی، مخارج کی ادائیگی میں بے مثال قدرت رکھتے تھے ”ض“ کا مخرج بہت مشکل ہے، بہت سے اچھے اچھے قاری اس کی ادائیگی میں عاجز و ناکام ہو جاتے ہیں لیکن قاری ابو الحسن ”ض“ کو اس کے صحیح مخرج سے بڑی خوبی کے ساتھ ادا فرماتے۔“

آپ ماشاء اللہ تعالیٰ متوسط قد و قامت، گول رُخ زیبا اور داڑھی سے بھرا ہوا نورانی چہرہ، بلند پیشانی، بڑی بڑی آنکھیں، مسکراتے لب، سفید یا کسی ہلکے رنگ کا کرتا، اس پر صدری، بڑا رومال، مخصوص ٹوپی اور چوڑی موری کا پائجامہ چلتے تھے تو لگتا تھا کہ کوئی باوقار عالمِ ربانی ہیں، اگر کسی وقت شرفِ ملاقات حاصل ہوتا تو اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ استقبالیہ انداز سے نوازتے۔

یوں تو پورے جامعہ اشرفیہ میں آپ کے احباب تھے مگر چند سے بڑی بے تکلفی تھی، ہماری معلومات کے مطابق چند کے اسمائے گرامی حسب

ذیل ہیں:

(۱)- استاذنا المکرم حضرت مولانا اسرار احمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ سابق استاذ جامعہ اشرفیہ،

(۲)-استاذ گرامی عالی جناب ماسٹر آفتاب احمد خاں دام ظلہ العالی مبارکپوری سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور،

(۳)- محب مکرم حضرت مولانا محمد محبوب عزیزی دام ظلہ العالی منیجر ماہنامہ اشرفیہ، جامعہ اشرفیہ مبارکپور،

(۴)-استاذ الحفاظ حضرت حافظ و قاری جمیل احمد عزیزی دامت برکاتہم العالیہ سابق صدر شعبۂ حفظ جامعہ اشرفیہ

(۵)-استاذ الحفاظ شاعرِ اہلِ سنت حضرت حافظ محمد عمر مبارکپوری دامت برکاتہم العالیہ سابق استاذ جامعہ اشرفیہ۔

(۶)-استاذ الحفاظ حضرت حافظ و قاری محمد نسیم دام ظلہ العالی سابق استاذ مدرسہ اشرفیہ سراج العلوم، نوادہ، مبارکپور وغیرہ۔

خوش اخلاقی اور ملنساری آپ میں خوب تھی۔ عام طور پر سننے میں آتا ہے کہ فلاں مدرس نے فلاں مدرس کو یوں کہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے تعلق سے ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کبھی کسی استاد یا طالب علم نے آپ کے تعلق سے کوئی ادنیٰ سی بھی مخالفت یا غیبت کی ہو، اسی طرح نہ آپ کے تعلق سے کبھی سنا حضرت قاری صاحب نے کسی کے بارے میں کبھی کچھ کہا ہو۔ انسان جب کسی دوسرے کے بارے میں غلط نہیں سوچتا تو دوسرے لوگ بھی اس کے بارے میں غلط اور بے بنیاد تصور نہیں رکھتے۔ حضرت قاری صاحب بلا شبہ ایک نستعلیق اور شریف النفس استاد تھے، بدکلامی، چغلی یا کسی میں کسی بھی قسم کا نقص نکالنے وغیرہ کا آپ کا مزاج ہی نہیں تھا، سب سے مسکرا کر ملنا، مختصر گفتگو کرنا، گویا کہ کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا آپ کی عادت میں شامل تھا۔

آپ انتہائی خوش گوار ماحول میں بہ حیثیت صدر شعبۂ تجوید و قرأت ۲۰۱۵ء میں جامعہ اشرفیہ سے ریٹائر ہوئے۔

اخلاص و للّٰہیت کی ایک زندہ مثال:

چند روز قبل محب گرامی حضرت مولانا محمد محبوب عزیزی دام ظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ حضرت قاری ابوالحسن مصباحی علیہ الرحمۃ نے عرصہ تک دعوتِ اسلامی مبارکپور کے شبینہ مدرسہ میں درس دیا، اسی طرح اور بھی دو ایک جگہ یکے بعد دیگرے تجوید و قرأت کا درس دیا اور خاص بات یہ ہے کہ ان تمام جگہوں پر بلا معاوضہ درس دیا۔ یہ کوئی معمولی اجر و ثواب کا کام نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، ابو داؤد اور بیہقی کی روایت ہے:

”سَیَجِیْءُ اَقْوَامٌ یُقِیْمُوْنَہٗ کَمَا یُقَامُ الْقِدْحُ یَتَعَجَّلُوْنَہٗ فَلَا یَتَأَجَّلُوْنَہٗ“ (مشکوٰۃ، ص:۱۹۱)

بہت سے لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن کو اس طرح درست کریں گے جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے اس کا معاوضہ و اجرت دنیا کے اندر حاصل کرنے کی جلدی کریں گے وقتِ موعود آخرت کے لیے ثواب کی امید نہیں رکھیں گے۔

دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ یَتَاکَّلُ بِہِ النَّاسَ جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَوَجْھُہٗ عَظْمٌ لَیْسَ عَلَیْہِ لَحْمٌ“

جو قرآن پڑھے اور اس کا عوض لوگوں سے کھانا مانگے وہ قیامت کے دن اس طرح ہوگا کہ اس کا چہرہ ہڈی ہو کر رہ جائے گا اس پر گوشت نہ ہوگا۔

ان دونوں احادیث کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ تجوید کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا سب سے بڑی عبادت ہے، مگر قاریوں کو چاہیے کہ وہ اپنا مقصد رضائے الٰہی جانیں اور آخرت کے اجر و ثواب پر نگاہ رکھیں، دنیاوی منفعت پر توجہ نہ دیں، جو حضرات ریا، شہرت، فخر و مباہات اور دنیاوی مفاد کے لیے تلاوت کرتے ہیں یا اسی غرض سے درس دیتے اور محفلوں میں پڑھتے ہیں وہ رضائے الٰہی اور اخروی اجر و ثواب سے محروم رہیں گے، ہاں مگر اپنا محنتانہ لینا اور رزق حلال کے لیے حصول منفعت کچھ لینا بھی اجر و ثواب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ایک بندۂ مومن کی نیت اخروی اجر عظیم ہونا چاہیے، کوئی بھی دینی کام محض دنیا کے لیے اصل مقصد سے ہٹ جانا ہے۔

حاصل یہ کہ حضرت قاری ابوالحسن مصباحی نے قرآنِ عظیم کے تجوید کے ساتھ پڑھنے اور پڑھانے میں میں زندگی بھر محنت اور جاں فشانی فرمائی، مبارک پور کے متعدّد مقامات پر بلا اجرت بھی درس دیا اللہ تعالیٰ بلا شبہ قرآن عظیم کا فیضان عطا فرمائے گا۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

مبارک پور میں اپنی قیام گاہ پر رہائش:

عالی جناب ماسٹر آفتاب احمد خاں مبارکپوری قصبہ مبارکپور کی ایک شخصیت ہیں۔ آپ پہلے جامعہ ملیہ دہلی میں لکچرار تھے بعد میں حضور حافظ ملت قدس سرہٗ نے جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تدریس کے لیے مشورہ دیا، آپ اپنے وطن مبارکپور تشریف لے آئے۔ اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں شعبۂ انگریزی کے ہیڈ کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دینا شروع فرمادیں، ماشاء اللہ تعالیٰ حسنِ اخلاق اور کردار وعمل میں بہت بلند ہیں۔ ان کی درس گاہ میں ہم نے بھی انگریزی پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضرت مولانا قاری ابوالحسن مصباحی علیہ الرحمہ سے ان کے گہرے تعلقات ہوگئے تھے، قاری صاحب کو اپنا مکان بنانے کے لیے زمین کی ضرورت تھی تو جناب ماسٹر صاحب سے ذکر کیا، ماسٹر صاحب کی کافی زمینیں خالی پڑی ہوئی تھیں، ایک بڑی زمین علی نگر چوراہے کے قریب ہے، آپ دونوں حضرات نے باہم گفتگو فرماکر علی نگر چوراہے کے قریب ایک قطعہ زمین حضرت قاری صاحب کے ہاتھ فروخت کر دیا، قاری صاحب نے ایک اچھا دو منزلہ مکان بنواکر اس میں رہائش اختیار فرمالی۔

حضرت قاری صاحب بفضلہٖ تعالیٰ صاحبِ اولاد ہیں، اہلیہ محترمہ اور دو لڑکیاں ہیں، اور سات فرزند ہیں جن کے نام یہ ہیں (۱) جناب ماہتاب حسن (۲) جناب شبیہ الحسن (۳) ڈاکٹر شاہد حسن (۴) جناب فخر الحسن (۵) جناب شمس الحق (۶) جناب قمر الحسن (۷) رئیس الحسن، سب ماشاء اللہ بڑے سکون کی زندگی گزار رہے ہیں۔

احمد آباد کا سفر سفرِ آخرت:

آپ کی اہلیہ محترمہ کی طبیعت خراب تھی، زیرِ علاج تھیں، احمد آباد میں آپ کی ہمشیرہ اور ان کی اولاد امجاد رہتی ہیں، ان سے مشورہ کیا ، انھوں نے فرمایا کہ آپ اہلیہ محترمہ کو لے کر احمد آباد تشریف لے آئیے، یہاں اچھا علاج ہو جائے گا۔ انھیں ہمشیرہ کے فرزند کے ساتھ آپ کی بڑی بیٹی بیاہی ہیں، آپ کے داماد محترم اور دخترِ نیک اختر بھی احمد آباد میں مقیم ہیں۔ خیر آپ ۱۸؍ مارچ کو اپنی اہلیہ محترمہ اور تین بچوں کو لے کر احمد آباد تشریف لے گئے، حسبِ منشا اہلیہ کا علاج بھی ہو رہا تھا اور ۲۷؍ اپریل ۲۰۲۰ء کو واپسی کا ٹکٹ بھی تھا، مگر افسوس اسی دوران خود آپ کی طبیعت خراب ہوگئی اور ہزار علاج اور دعا کے باوجود ۱۴؍ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۸؍ مئی ۲۰۲۰ء کو نمازِ مغرب کے بعد ۷ ؍بج کر ۳۰؍ منٹ پر وصال پر ملال ہوگیا۔ احمد آباد کے شناسا حضرات اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں غم کی لہر دوڑ گئی، آپ کے تلامذہ ملک اور بیرون ملک پھیلے ہوئے ہیں، سب نے اپنے اپنے طور پر اظہارِ غم اور ایصالِ ثواب کیا۔

ہم بھی دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں مولا تعالیٰ آپ کی دینی اور علمی خدمات قبول فرمائے اور مغفرت فرماتے ہوئے آپ کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے۔ اہلیہ محترمہ، اولاد امجاد اور اہلِ تعلق اور تمام پس ماندگان کو صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

الٰہی خوب دے دے شوق قرآں کی تلاوت کا
شرف دے گنبدِ خضرا کے سائے میں شہادت کا

وصالِ پر ملال کے بعد اخباری بیانات:

آپ کا سانحۂ ارتحال ایک بڑا حادثہ ہے، جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں آپ نے پوری عمر پڑھنے اور پڑھانے میں صرف فرمادی، **جامعہ اشرفیہ کے سربراہِ اعلیٰ، جانشینِ حضور حافظِ ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی دامت برکاتہم العالیہ نے اظہارِ غم فرماتے ہوئے تعزیت فرمائی اور جامعہ کے موقر استاذ حضرت قاری ابوالحسن مصباحی علیہ الرحمۃ کے لیے ایصالِ ثواب فرمایا۔** جامعہ کے صدر المدرسین سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے تعزیت فرماتے ہوئے ایصالِ ثواب فرمایا۔ دیگر اساتذۂ کرام نے بھی ایصالِ ثواب کیا۔

آپ کے تلامذہ اور متعلقین جو ملک اور بیرون ملک پھیلے ہوئے ہیں انھوں نے بھی آپ کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا اور مغفرت کی دعائیں فرمائیں۔

اب ہم ذیل میں چند اخبارات کے اقتباسات معمولی ترمیم کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

الجامعۃ الاشرفیہ کے سابق استاذ مولانا قاری ابوالحسن مصباحی کا گجرات میں انتقال:

تدفین بھی گجرات میں ہوئی، لاک ڈاؤن سے قبل علاج کرانے

کے لیے گئے تھے، آپ کا شمار ہندوستان میں علمِ قرأت کے ماہرین کی صف اول میں ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد رحمت اللہ مصباحی

مبارکپور اعظم: سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مولانا قاری ابو الحسن مصباحی مبارکپوری معمولی علالت کے بعد گزشتہ شب بعد نمازِ مغرب داعیِ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ موت کی خبر ملتے ہی پورے قصبہ مبارک پور کی فضا سوگوار ہوگئی۔ آپ کا شمار ہندوستان میں علم قرأت کے ماہرین کی صف اول میں ہوتا تھا۔ روایت حفص اور قرأت سبعہ کے آپ ماہر تھے کئی لہجے پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ خاص طور پر ربی اور مایا اس انداز سے پڑھتے تھے کہ سامعین پر سکتہ طاری ہوجاتا تھا۔ آپ خوش الحان قاری ہونے کے ساتھ طویل سانس کے مالک تھے۔ ذرائع کے مطابق قاری موصوف اہلیہ اور تین بچوں کے ساتھ ۱۵/ مارچ کو شاہ عالم، احمد آباد اپنی بڑی بیٹی کے گھر بغرض علاج تشریف لے گئے تھے۔ ۲۷/ مارچ کو واپسی کا ٹکٹ تھا، لاک ڈاؤن کی وجہ سے سب لوگ وہیں پھنسے رہے اور مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ گزشتہ تقریباً ڈیڑھ ماہ سے پورے ملک میں نافذ لاک ڈاؤن کے سبب جسد خاکی کو اپنے وطن مبارکپور لانے کی ساری کوششیں ناکام رہیں۔ احمد آباد میں ہی صبح تقریباً ساڑھے نو بجے نم آنکھوں سے سپرد خاک کیا گیا۔ پسماندگان میں اہلیہ و سات لڑکے اور دو لڑکیوں سمیت پورا بھرا کنبہ ہے۔ واضح رہے کہ قاری ابوالحسن علیہ الرحمۃ قصبہ بڑہل گنج ضلع گورکھپور کے رہنے والے تھے لیکن عرصہ دراز سے قصبہ مبارکپور میں بود و باش اختیار کرلی تھی۔ ۱۵/ جنوری ۱۹۵۴ء کو اپنے آبائی وطن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں کے مکتب میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم میں بغرض حصولِ تعلیم داخلہ لیا اور مروجہ درس نظامی کی تعلیم مکمل کر کے ۱۹۷۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ قرأتِ حفص کی تعلیم دارالعلوم اشرفیہ کے سابق استاذ قاری عبدالحکیم عزیزی بلرامپوری سے حاصل کی۔ ۲۴/ نومبر ۱۹۷۳ء کو حضور حافظِ ملت علیہ الرحمۃ نے الجامعۃ الاشرفیہ کے شعبہ قرأت میں تدریسی خدمت پر مامور کرلیا جہاں ایک عرصہ تک اس شعبہ کے صدر کی حیثیت سے فن قرأت کے گوہر لٹاتے رہے، ۲۰۱۵ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوگئے۔ (روزنامہ انقلاب، بنارس، ۱۰/ مئی ۲۰۲۰ء)

قاری ابوالحسن مصباحی کی رحلت پر علماے ہبلی کا اظہارِ تعزیت:

ہبلی: ۱۱/ مئی (شعیب احمد مرزا) جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اتر پردیش کے سابق استاذ مولانا قاری ابوالحسن صاحب قبلہ کل بعد افطار اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ یہ افسوسناک اور رنجیدہ خبر موصول ہوتے ہی شہر کے علمائے کرام نے گہرے دکھ و افسوس کا اظہار کیا۔ مرحوم نے ۴۰/ سال تک اپنی خدمات انجام دیں، ہزاروں علمائے کرام نے ان سے فیض حاصل کیا۔ شہر کے مشہور و معروف علمائے کرام بھی ان کے تلامذہ رہے ہیں۔ ۶۰/ ایکڑ زمین پر مشتمل اس مدرسہ میں وہ شعبہ قرأت کے استاذ تھے۔ ۱۵/ جنوری ۱۹۵۴ء کو قصبہ بڑہل گنج، ضلع گورکھپور (یوپی) میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم اہلِ سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم، مبارکپور میں داخلہ لیا۔ ۱۹۷۲ء میں قرأت اور درسِ نظامی کی تعلیم مکمل کر کے فراغت حاصل کی۔ ۲۴/ نومبر ۱۹۷۳ء کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں شعبۂ قرأت میں تدریسی خدمات کے لیے مامور ہوئے۔ مرحوم نے ہزاروں علمائے کرام کو فنِ قرأت کے جوہر سے نوازا۔ خیال رہے شہر و ریاست کے کئی علمائے کرام نے ان سے علمی فیض حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ بہر حال کئی علمائے کرام بشمول مولانا سید شمس الدین قاضی مصباحی، نائب صدر جماعت اہلِ سنت کرناٹک نے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے استاذ محترم کی شخصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے خیر کی ہے۔ مولانا سید شمس الدین بھی انھیں کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ مرحوم بہت ساری خوبیوں کے مالک، متواضع و منکسر المزاج اور ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی اور شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ان کا مسکن علی نگر، اعظم گڑھ (یوپی) میں تھا لیکن ۱۸/ مارچ کو مرحوم اپنی اہلیہ اور تین بچوں کے ہمراہ بڑی بیٹی کے گھر شاہ عالم، احمد آباد، گجرات پہنچے تھے۔ ان کی واپسی کا ٹکٹ ۲۷/ اپریل کو تھا لیکن لاک ڈاؤن کی وجہ سے وہ اپنے گھر یوپی نہ جاسکے۔ مختصر علالت کے بعد اپنی بیٹی ہی کے گھر میں مشیت ایزدی کے سامنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ دن میں تقریباً ساڑھے نو بجے انھیں احمد آباد، گجرات میں سپرد خاک کیا گیا۔ (روزنامہ سالار، ہبلی، کرناٹک، ۱۲/ مارچ ۲۰۲۰ء)

☆☆☆☆

مجودِ عصر حضرت مولانا قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان

از: مبارک حسین مصباحی

محب گرامی وقارِ مجودِ عصر حضرت مولانا قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال پُرملال وطن ثانی لکھنؤ میں ۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ / مطابق ۱۸/ جولائی ۲۰۲۰ء کو ہو گیا۔ آپ کے وصال کی المناک خبر پڑھ کر حد درجہ غم ہوا۔ کلمات استرجاع پڑھ کر انھیں ایصال ثواب کیا، جن دنوں آپ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ متعدد بار آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ماشاء اللہ تعالیٰ دراز قد، پُرکشش چہرہ، دلکش پیشانی، آنکھوں میں جاذبیت تھی، جو ایک بار مل لیتا بار بار ملاقات کرنے کے لیے بے قرار رہتا۔ انتہائی صالح، بلند اخلاق اور با صلاحیت تھے۔ ابھی عمر ہی کیا تھی، یہ عمر تو دنیا کو الوداع کہنے کی نہیں ہوتی مگر سچ اور حق ہے ارشاد پروردگار:

{ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۴ }

(قرآن مجید، سورۃ الاعراف، آیت: ۳۴)

تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے نہ آگے۔

حضرت مولانا قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمۃ کی جدائی کا غم تمام شناسا حلقوں میں ہے۔ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ اور جامعہ ملک العلوم شادی آباد، غازی پور میں آپ نے برسوں تک تدریسی خدمات انجام دیں ہیں۔ دونوں مقامات پر کثیر تلامذہ نے آپ سے درسگاہوں میں فیض پایا ہے۔ ان کی رحلت سے صرف لکھنؤ اور غازی پور کے مخصوص علاقوں میں غم نہیں بلکہ ان کی درس گاہوں میں ملک بھر سے طالبان علوم نبویہ علم و فضل کے حصول کے لیے آتے تھے۔ اب وہ طلبہ اپنی اپنی مسندوں پر جلوہ گر ہو کر تشنگان علوم و فنون کو فیضیاب فرما رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ دیگر ممالک میں بھی امامت و خطابت اور دعوت و تبلیغ کی خدمات انجام دے رہے ہیں اس پس منظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی دائمی جدائی کا سلسلۂ غم دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔

اسی طرح آپ نے جن درس گاہوں میں اکتساب فیض کیا اور جن درسگاہوں میں آپ نے مسند تدریس سنبھالی ہر مقام پر علما، مشائخ، حفاظ اور قرا سے روابط رہے، جن مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے وہاں بھی اپنے مقتدیوں سے گہرے تعلقات رہے۔ گویا کہ آپ نے اپنے پیچھے غم و افسوس کرنے والوں کی ایک دنیا چھوڑی ہے۔ ایک تو حضرت کی اپنی دینی اور علمی خدمات اور پھر ان علما، فضلا، قرا اور عوام اہل سنت کی تلاوتیں کرنا، اوراد کا پڑھنا اور ان سب کا آپ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرنا، یہ سب مغفرت کے ذرائع ہیں، خیر یہ سب تو انسانی کاوشیں ہیں حق اور سچ تو یہی ہے کہ اس کی بارگاہ میں اصل نجات اسی کا فیض و کرم ہوگا اور رسول کریم شافع یوم النشور کی شفاعت ہی ہوگی، ہمیں امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ قبر و حشر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا خصوصی فیضان ہوگا اور ہمارے آقا مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کی رحمتوں کی چھتر چھایہ ہوگی۔

ولادت باسعادت اور خاندانی احوال:

حضرت کی ولادت باسعادت ۱۷/ اپریل ۱۹۶۹ء کو موضع اوئی پور، پوسٹ بدل پور ضلع بلرام پور میں ہوئی، آپ کے والد گرامی حاجی سمیع اللہ صاحب اپنے گاؤں کے بڑے کاشت کار ہیں، ماشاء اللہ تعالیٰ ابھی صحت مند ہیں، والدہ ماجدہ کی طبیعت کچھ خراب رہتی ہے، آپ کا گھرانہ نیک اور باعزت ہے، والدین کریمین مذہبی مزاج والے پابند صوم و صلاۃ ہیں۔ آپ کل پانچ بھائی ہیں۔ آپ اپنے برادران میں دوسرے نمبر کے تھے، سب برادران اچھی خصلت والے ہیں۔ آپ کے پانچویں برادر صغیر بھی عالم اشرفیہ ہیں ان کا اسم گرامی مولانا آفتاب الدین مصباحی ہے۔ حضرت مولانا مصباحی دام ظلہ العالی سے ہماری گفتگو ہوئی، انھوں نے فرمایا کہ حضرت ہم نے تو جماعت رابعہ میں آپ سے پڑھا ہے۔ مزید فرمایا کہ ہمارے برادرِ گرامی حضرت مولانا قاری

mubarakmisbahi@gmail.com

زین العابدین نعیمی علیہ الرحمہ ہمیں جامعہ اشرفیہ مبارک پور لے کر گئے تھے۔ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق ا قدس سرہ کے کمرے میں ہم رہتے تھے، حضرت کی اور آپ تمام اساتذہ کی ہم نے بہت خدمت کی ہے۔ دراصل عصر کی نماز کے بعد اساتذہ حضرت شارح بخاری کے روم کے سامنے بیٹھتے تھے اور ہر روز وہاں چائے پکوڑی وغیرہ چلتی تھیں۔ یہ مجلس حضرت شارح بخاری سے اکتساب فیض اور دیگر اساتذہ سے ملاقات کا ایک اچھا ذریعہ تھی، اس وقت کسی بھی طالب علم کو بلا لیا جاتا تھا اور اگر حضرت کے کمرے میں کوئی ہوتا تو وہ خدمت انجام دے دیتا تھا۔ مولانا آفتاب الدین مصباحی نے مزید فرمایا کہ حضرت ہمارا قیام جامعہ اشرفیہ میں رابعہ سے سادسہ تک یعنی تین برس رہا، باقی ہمارے تعلق سے جو عقیدت مندانہ باتیں ارشاد فرمائیں ان کا ذکر ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کی خدمت ہم بخوشی انجام دیتے تھے۔ فرمایا ۶/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ/ مطابق ۲۰۰۰ء کی نماز فجر کے بعد حضرت کا وصال پر ملال ہوا ہے، اس صبح کو بھی ہم نے حضور شارح بخاری کو چائے وغیرہ سے ناشتہ کرا دیا تھا حضرت نے کوئی کاغذ طلب فرمایا، شاید کوئی فتویٰ وغیرہ نوٹ کرنا تھا۔ ہم نے حضرت سے عرض کیا کہ ہم عزیز المساجد میں کچھ پڑھ کر آدھا گھنٹے میں آتے ہیں۔ ہم ابھی مسجد ہی میں تھے کہ حضرت صوفی صاحب نے مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے حضرت کے وصال پر ملال کا اعلان کر دیا اور ہم غم واندوہ میں ڈوب گئے۔ بڑی تیزی سے دوڑ کر آئے تو وہ دیکھا جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

مولانا نے فرمایا کہ باقی تفصیلات سے تو آپ بخوبی واقف ہیں، انھوں نے فرمایا کہ اس کے بعد اسی سال شعبان المعظم میں ہم لکھنؤ آگئے اور کمپیوٹر ڈیزائن کا کام شروع کر دیا۔ آج بھی مچھلی محال لکھنؤ میں عالی جناب کاتب عبد الرحمٰن صاحب کے ساتھ ہم ڈیزائننگ اور اشاعت وغیرہ کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور خوش ہیں۔

ہم نے کہا کہ آپ نے تو سادسہ تک پڑھا یعنی عالمیت کا کورس مکمل فرما لیا، اب تو ہم آپ کو "مصباحی" لکھ سکتے ہیں: مسکرا کر جواب دیا کہ ہم شاگرد ہیں۔ آپ جیسے چاہیں نوازیں۔ باقی ہم نے لکھنے لکھانے کے تعلق سے کہا تو کہنے لگے: ہاں حضرت! ہم لکھتے تھے، بریلی شریف کے ماہ ناموں میں کئی تحریریں شائع ہو چکی ہیں۔ ہم نے کہا، اب آپ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کے لیے بھیجیے، ہم ان شاء اللہ تعالیٰ شائع کریں گے۔

آپ کا پورا خاندان اہل سنت وجماعت ہے۔ بد مذہبوں اور صلح کلیوں سے نفرت رکھتا ہے۔ آپ کے خاندان کے حضرات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بر قدس سرہ کے افکار ومعمولات کے شیدائی اور فدائی ہیں۔

حضرت قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمہ کے اہل وعیال ابتدا ہی سے لکھنؤ میں آپ کے ساتھ مقیم ہیں۔ آپ کے چار فرزندان اور ایک دختر نیک اختر ہیں، ماشاء اللہ دو بیٹوں اور ایک بیٹی کا نکاح فرما چکے ہیں۔ سب اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور اقتصادی طور پر مطمئن ہیں۔ چند برس قبل حضرت قاری صاحب نے محلہ عزیز نگر مڑیاؤں میں اپنا ذاتی مکان بھی بنا لیا تھا۔ وصال سے کچھ دن پہلے آپ اپنی والدہ ماجدہ کی عیادت کرنے اپنے گاؤں گئے تھے مگر صحیح اور صحت مند تھے۔ بفضلہ تعالیٰ سب اطمینان وسکون کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

محب گرامی حضرت مولانا قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمہ کے چچا زاد بھائی گرامی وقار فاضلِ جلیل حضرت علامہ مولانا محمد رفیق قادری مصباحی، نام ور فاضلِ جامعہ اشرفیہ ہیں۔ آپ کی فراغت اعلیٰ امتیازی حیثیت سے ہوئی، آپ عرصۂ دراز سے دار العلوم اہلِ سنت فاروقیہ، مدھ نگر، بلرام پور میں نائب عالیہ کے استاذ ہیں۔ آپ کی علمی صلاحیت کا لوہا نہ صرف اپنی درس گاہ نہیں بلکہ علاقے بھر میں مانا جاتا ہے، آپ بلند اخلاق اور مقبول ترین خطیب ہیں، ماشاء اللہ باغ وبہار شخصیت ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں عمر خضر عطا فرمائے۔

تعلیم وتربیت:

حضرت قاری صاحب نے ابتدائی تعلیم کے بعد ضلع بلرام پور کے قدیم ادارے جامعہ انوار العلوم تلسی پور، بلرامپور میں داخلہ لیا، بڑی محنت اور جدوجہد سے وہاں اعلیٰ اساتذہ سے علوم وفنون میں کمال حاصل فرمایا۔ آپ اپنی محنت ومطالعہ کی وجہ سے اپنے اساتذہ کی نظر

میں کافی محبوب ہو گئے اور چند برس دار العلوم اہلِ سنت پچپڑوا، مدھ نگر، ضلع بلرام پور میں حصولِ علم میں مصروف رہے۔ ۱۹۸۴ء میں آپ کی دستارِ عالمیت ہوئی اور سندِ عالمیت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے درس نظامی کی کتب تو متعدّد باکمال اساتذہ سے پڑھیں مگر بعض اساتذہ اپنی انفرادیت رکھتے ہیں، دینی علوم و فنون کے ماہر استاذ العلما حضرت علامہ مفتی عبد الرحمٰن خاں نعیمی محدث تلسی پوری [م:۱۱/ اپریل ۲۰۲۰ء/۱۱/ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ] نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی۔ حضرت قاری موصوف علیہ الرحمۃ نے اپنے استاذ و مربی کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"فقیر زین العابدین نعیمی نے ۱۹۷۸ سے ۱۹۸۴ تک شمالی یوپی کے دو مشہور ادارے (جامعہ انوار العلوم تلسی پور اور دار العلوم فاروقیہ مدھ نگر) میں حضرت کے زیرِ سایہ رہ کر درجۂ عالمیت کی تکمیل کی۔ اس زمانے کے اکابر علما و مشائخ کو حضرت علامہ عبد الرحمٰن خاں صاحب نعیمی کی تعلیمی و تدریسی صلاحیتوں کا اعتراف تھا اور آپ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس شہرت کے پیچھے آپ کا علمی جذبہ اور دین کی بے لوث خدمت تھی جس کی بنیاد پر آپ عوام و خواص کے درمیان قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اوقات درس میں تو آپ بھرپور طریقے سے پڑھاتے ہی تھے خارجی وقتوں میں بھی اگر کوئی طالب علم آپ کے پاس پڑھنے کے لیے آتا تو اس کو بھی بخوشی پڑھاتے۔ حضرت والا کا معمول تھا کہ نماز عشا کے بعد کھانا تناول کرتے اور دیر رات تک درسی و غیر درسی کتب کا مطالعہ کرتے پھر سو جاتے۔ رات کے تیسرے پہر اٹھ کر نماز تہجد ادا کرتے کچھ اوراد و وظائف پڑھتے اور اس کے بعد طلبہ کو بیدار کرتے۔ بغیر کسی سختی اور ڈانٹ ڈپٹ کے سارے طلبہ اٹھ جاتے اور نماز فجر کے لیے تیار ہو جاتے۔ بیمار طلبہ کو رعایت دیتے۔ اسی محنت اور تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ جس ادارے میں ہوتے اس ادارے میں تشنگان علوم و فنون کا تانتا بندھا رہتا۔" (محدث تلسی پوری: حیات و خدمات، زیرِ ترتیب)

اس کے بعد آپ تجوید و قرأت میں مہارت حاصل کرنے کے لیے اتر پردیش کی راجدھانی دار العلوم وارثیہ لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں شعبہ تجوید و قرأت کے اعلیٰ مدرس قاری ابن قاری فخر القرا حضرت مولانا قاری احمد ضیا ا قدس سرہ کی بارگاہ میں پہنچے، وہاں تجوید و قرأت میں اعلیٰ کامیابیوں سے سرفراز ہوئے آپ نے قرأۃ سبعہ میں بلند مقام حاصل فرمایا۔ حضرت قاری احمد ضیا ازہری علیہ الرحمۃ کی شخصیت اپنے اندر انفرادیت رکھتی تھی، وہ تجوید و قرأت میں اپنا ممتاز مقام رکھتے تھے، آپ کے والد ماجد تجوید و قراءت کے علوم میں شہرۂ آفاق تھے اس کے باوجود آپ نے اس فن میں مزید مہارت حاصل فرمانے کے لیے جامع ازہر مصر کا سفر فرمایا اور تجوید و قرأت میں مہارت اور مشق و ممارست کی دولت لے کر اپنے وطن ہندوستان تشریف لائے۔ آپ سے ہماری متعدّد ملاقاتیں ہیں ماشاء اللہ تعالیٰ علوم و فنون میں یکتائے روزگار ہونے کے ساتھ مجلسی شخصیت بھی تھی۔ خدا مغفرت فرمائے بڑے ہی باکمال فرد فرید تھے۔

آپ کے دوسرے استاذ استاذ القرا حضرت قاری محمد یوسف عزیزی دام ظلہ العالی ہیں، ان سے بھی آپ نے قراءت و تجوید کا علم حاصل کیا۔ محب گرامی حضرت قاری محمد یوسف عزیزی اپنی منفرد وضع قطع رکھتے ہیں، رہن سہن کا انداز بھی ممتاز ہے۔ آپ نے کھدرا لکھنؤ میں جامعۃ القرا کے نام سے عظیم الشان ادارہ قائم کیا ہے۔ راقم سطور خادم کو متعدّد بار جلسوں میں حضرت نے مدعو فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں دینی مقاصد میں بھرپور کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

آخر میں فخر القرا حضرت قاری و مقری قاری ذاکر علی قادری دامت برکاتہم العالیہ نے تجوید و قراءت کی تکمیل فرمائی۔

مدرسانہ زندگی کے چند نقوش:

۱۹۹۱ء میں حضرت قاری ذاکر علی قادری نے مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن شاہی مسجد بڑا چاند گنج کا آغاز فرمایا، اسی سال چند دیگر فارغین قرا کے ساتھ حضرت قاری زین العابدین علیہ الرحمۃ کی بھی دستار بندی ہوئی۔ بانی ادارہ نے آپ کی صلاحیت کی وجہ سے آپ کا بحیثیت مدرس تقرر فرمایا۔ مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن کی تعمیر و ترقی میں حضرت مولانا قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمۃ کا بڑا اہم کردار ہے۔ عوامی سطح پر مدرسہ کے تعارف کے لیے آپ نے مولانا اشتیاق والی مسجد محلہ کھدرا لکھنؤ میں امامت و خطابت کا منصب سنبھالا، آپ فاضل ربانی اور اعلیٰ قاری قرآن تھے۔ حسن اخلاق کے پیکر تھے، مصلیان مسجد آپ سے خوب

خوش رہتے تھے۔ آپ وعظ و تقریر میں بھی درک رکھتے تھے۔ بچے، جوان اور بوڑھے عام طور پر آپ کے شیدائی تھے۔ کھدرا کی عید گاہ میں آپ نے عیدین کی امامت بھی شروع فرمائی، جس کا سلسلہ تادمِ حیات جاری رہا۔ آپ نے ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۲ء تک مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ میں تدریس اور تعمیر و ترقی کا سلسلہ جاری رکھا۔ بانی ادارہ آپ کے حسن کارکردگی کا اعتراف مسلسل فرماتے رہتے ہیں۔

تجوید و قرأت کی اس نامور درسگاہ میں صدر المدرسین اور بانی کی حیثیت سے استاذ القرا حضرت قاری و مقری ذاکر حسین قادری دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ حضرت قاری صاحب ماشاء اللہ تعالیٰ جامع صفات اور بلند کردار و اخلاق کے حامل ہیں۔ مہمان نوازی میں بھی دور دور تک ان کی مثال نظر نہیں آتی، جی ہاں! اسی ادارے میں ایک اور بلند کردار اور صاحب قلم شخصیت ہے جنھیں ہم بڑی محبت سے حضرت مولانا قاری محمد عرفان قادری دام ظلہ العالی استاذ و ترجمان مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن کہتے ہیں۔ اخبارات و رسائل میں آپ مسلسل دیکھنے میں آتے رہتے ہیں۔ آپ کی متعدّد علمی اور فکری کتابیں بھی منظر عام پر آچکی ہیں۔ آپ کی ایک اہم کتاب چار سو دو صفحات پر مشتمل "فکر و نظر" ہے۔ یہ دینی، اصلاحی، فکری اور تنقیدی مضامین اور مراسلات کا مجموعہ ہے۔ اشاعت سے قبل اس کی زیارت کرنے اور "تقدیم" نگاری کا ہم نے شرف بھی حاصل کیا ہے۔

مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ میں ایک سے ایک شخصیات ہیں اللہ تعالیٰ سب کو سلامت رکھے۔ آمین۔

محبِ گرامی حضرت مولانا قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمۃ سے ہماری اسی ادارے میں متعدّد بار ملاقاتیں ہوئیں، ہوسکتا ہے بعد میں بھی ہوئی ہوں مگر ہمیں یاد نہیں آرہا ہے۔ آپ انتہائی پر خلوص اور متواضع شخصیت تھے، لکھنؤ میں بھی آپ نے بڑے اچھے اثرات پیدا فرمائے، آپ کی نیک نامی کے چرچے آج بھی درس گاہوں میں موجود ہیں۔

آپ کے سامنے گورنمنٹ سروس کی ایک اہم جگہ غازی پور سے آئی اور آپ نے بہت سوچ سمجھ کر اس کا انتخاب فرمالیا یعنی ۲۰۰۲ء میں آپ جامعہ عربیہ ملک العلوم شادی آباد، ضلع غازی پور تشریف لے گئے، ادارہ کا نظام بہتر تھا، اسٹاف اور انتظامیہ کی کارکردگی بھی اطمینان بخش تھی، آپ نے وہاں بھی محنت اور لگن سے تدریسی امور انجام دینا شروع فرمادیے، اس طرح وہاں بھی آپ کے فیض یافتگان کی تعداد قابلِ ذکر ہے۔

اس ادارے میں آپ نے قریب ۱۸ر سال تدریس و تجوید کی خدمات انجام دیں۔ ادارہ کے پرنسپل حضرت مولانا مجیب اللہ خاں نعیمی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جو آپ کے کردار و اخلاق اور تعلیم و تربیت کے انداز سے حد درجہ متاثر ہیں۔

ترتیل کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت:

اب ہمیں عرض کرنا یہ ہے کہ قرآن عظیم ایک اہم آسمانی کتاب ہے۔ آسمان سے نازل ہونے والی دیگر کتب میں توریت، انجیل اور زبور ہیں۔ ان کے علاوہ کثیر صحائف بھی ہیں مگر ان کتب اور صحائف میں ان انبیا و رسل کی کی امتوں نے اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق تبدیلیاں کردیں۔ ان کے نسخے بھی کثیر ہوگئے، در اصل ان کی امتیں مختلف طبقات اور گروہوں میں تقسیم ہوگئیں اور تقریبًا ہر گروہ نے اپنے علاحدہ علاحدہ نسخے منتخب کرلیے، خیر یہ ایک تفصیل طلب موضوع ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔

روئے زمین پر اس وقت جو آسمانی کتاب اپنی اصلی حالت میں موجود ہے وہ صرف اور صرف قرآن عظیم ہے۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اس امت مسلمہ کے ذمہ نہیں رکھی بلکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود پروردگار عالم نے اپنے ذمۂ کرم میں لیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ }

(قرآن مجید، سورۃ الحجرات، آیت:۹)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے صحیح پڑھنے کا حکم بھی عطا فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ } (قرآن مجید، سورۃ المزمل، آیت:۴)

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

یعنی مخارج، صفاتِ لازمہ اور وقوف کی رعایت کرنا لازمی ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو مخارج کی صحیح ادائیگی تا بہ امکانِ نماز میں فرض ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی کثیر احادیث ہیں: ہم ذیل میں

صرف ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

"خَیْرُکُمْ مَنْ تُعَلَّمُ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"

(بخاری، کتاب: فضائل القران، ص: ۴۱۰، ج: ۳، حدیث: ۵۰۲۷)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور قرآن سکھائے۔

اسی طرح صحابیِ رسول ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے: "وَرُبَّ تَالٍ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُهُ"

(احیاء علوم الدین، الباب و ہی عشرہ، ج: ۱، ص: ۲۸۴)

بہت سے لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں حالاں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

یعنی یہ عام ہے غلط تلاوت کرنے والوں اور قرآن پر عمل نہ کرنے والوں وغیرہ کو۔

حضرت مولانا قاری زین العابدین نعیمی علیہ الرحمۃ زندگی بھر قرآن عظیم پڑھتے پڑھاتے رہے۔ خاص بات یہ تھی کہ فاضلِ ربانی بھی تھے اور قرأت سبعہ کے ایک عمدہ قاری بھی، اللہ تعالیٰ قرآنِ عظیم تجوید کے ساتھ پڑھنے پڑھانے پر اجر کثیر عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حج وزیارت کی سعادت:

ہمارے قاری صاحب نے ۲۰۱۸ء میں اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ حج وزیارت کی سعادت بھی حاصل فرمائی، اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ بہت بڑی دولت عطا فرمائی کہ مکہ مکرمہ میں خانۂ کعبہ کا طواف اور دیگر مراسمِ حج کی سرخروئی سے نوازا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اپنے حبیب ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت نصیب فرمائی آقائے کریم ﷺ کا مشہور ارشادِ گرامی ہے۔

"مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ"

جس نے میری قبر کی زیارت کا شرف حاصل کیا، میری شفاعت اس کے لیے لازمی ہوگئی، امام احمد رضا محدث ب[illegible] قدس سرہ نے کیا ہی عشق انگیز ترجمانی اپنے ان اشعار میں فرمائی ہے

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ
ان پر درود جن سے نوید ان بُشر کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

عشق ومحبت سے لبریز یہ شعر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

وصال پر ملال:

حضرت موصوف علیہ الرحمۃ شادی آباد غازی پور تشریف لے گئے مگر اپنے بچوں کی رہائش مڑیاؤں لکھنؤ میں اختیار فرمائی۔ کرونا وائرس اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے مدارس وغیرہ بند ہیں اس لیے آپ بھی اپنی قیام گاہ مڑیاؤں، لکھنؤ میں موجود تھے، وصال پر ملال سے تین روز قبل بخار آیا، محبِ گرامی حضرت مولانا آفتاب الدین مصباحی نے فرمایا: کہ بھائی جان وضو کرنے کے لیے بیٹھے مگر ہاتھوں میں ہلنے اور اٹھنے کی طاقت ختم ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں وضو کیسے کروں ہاتھ تو اٹھ ہی نہیں رہے ہیں۔ اہلِ خانہ دوڑے اور آپ کو اٹھا کر بستر پر لٹا دیا۔ اہلِ خانہ نے سوچا کہ یہ وقتی چیز ہے، کچھ دیر بعد صحیح ہو جائیں گے، مگر افسوس طبیعت مزید بگڑنے لگی۔ آپ کے لڑکوں نے قریبی ڈاکٹر کو دکھایا تو انھوں نے کہا کہ انھیں فالج کا اثر ہو گیا ہے۔ خیر آپ کو پرائیویٹ ہاسپیٹلوں میں دکھایا گیا۔ آخر میں آپ کو ہارٹ اٹیک ہوا اور ۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۸/ جولائی ۲۰۲۰ء کو شب ۱۰/ بجے آپ کا وصال پر ملال ہو گیا۔

تیرو تار ہے پہلے ہی یہاں شامِ حیات
دامنِ چرخ سے ایک اور ستارا ٹوٹا

۱۹/ جولائی ۲۰۲۰ء بروز اتوار صبح ۹/ بج کر ۳۰/ منٹ پر حضرت مولانا مجیب اللہ خاں نعیمی پرنسپل جامعہ عربیہ ملک العلوم، شادی آباد، غازی پور نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کی تدفین علی نگر محب اللہ پور غوثیہ مسجد سے متّصل قبرستان، مڑیاؤں، لکھنؤ میں ہوئی، اہلِ خانہ میں اہلیہ محترمہ اولاد امجاد، والدین کریمین برادران اور اعزہ واقارب ہیں، اہلِ تعلق بھی بڑی تعداد میں غم زدہ ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں بلند ترین مقام سے سرفراز فرمائے، پسماندگان، اہلِ خانہ اور متعلقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبك سید المرسلین علیه الصلوٰة والتسلیم.

☆☆☆☆

کورونا کا سنگین دور، عبادات اور دعائیں

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم ارباب قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

جولائی ۲۰۱۰ء کا عنوان	کورونا کی وبا اور طبیبِ کائنات کی ہدایات
اگست ۲۰۱۰ء کا عنوان	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ حکومت - ایک جائزہ

کووڈ — ۱۹ اور مسلمانوں کی دینی صورت حال

از: مولانا محمد عابد چشتی، جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

کووڈ — ۱۹ کی عالمی وبا اور مہلک بیماری کے نتیجہ میں زندگی کے تمام شعبے جس تعطل کا شکار ہوئے وہ تاریخ کا کوئی نیا واقعہ نہیں ہے، تاریخ میں اس سے زیادہ خطرناک، ہلاکت خیز اور پوری انسانی برادری کو لرزہ بر اندام کر دیے والی وباؤں کا ریکارڈ بھی موجود ہے جس کی تصوری کشی کرتے ہوئے مورخ لکھتا ہے:

”تعطلت المساجد و الجماعات و الجمعات مدة شهور ببغداد — ولما انقض الامر المقدر وانقضت الاربعون يوماً بقيت بغداد خاوية علىٰ عروشها ، ليس بها احد الا الشاذ من الناس و القتلىٰ فى الطرقات كانها التلول و قد سقط عليهم المطر فتغيرت صورهم و انتنت من جيفهم البلد و تغير الهواء فحصل بسببه الوباء الشديد حتىٰ تعدىٰ و سرىٰ فى الهواء الىٰ بلاد الشام فمات خلق كثير من تغير الجو و فساد الريح فاجتمع علىٰ الناس الغلاء و الوباء و الفناء و الطعن و الطاعون فانا لله و انا اليه راجعون (ابن کثیر)

ترجمہ: بغداد میں کئی مہینوں تک مساجد، جماعتیں اور جمعے سب تعطل کا شکار رہے —— اور جب اس وبا کو ختم ہوئے چالیس دن گذرے تو اس وقت تک پورا بغداد تباہ و برباد ہو چکا تھا، صرف چند لوگ ہی اس میں نظر آ رہے تھے، ٹیلے کی مانند ڈھیر کی صورت میں مرے ہوئے لوگ گلیوں میں پڑے ہوئے تھے اور جب ان پر بارش کا پانی پڑا تو ان کی صورتیں بدل گئیں اور ان کے مردہ جسموں کی بدبو سے پورے شہر میں تعفن پھیل گیا جس کی وجہ سے آب و ہوا میں خطرناک تبدیلی ہوئی اور اس کے نتیجہ میں ایک اور سخت وبا پیدا ہوگئی جو ہوا کے ذریعہ بلاد شام تک سرایت کر گئی اور ماحول کی تبدیلی اور فساد ہوا کے سبب کثیر تعداد میں موتیں واقع ہوئیں اور ایک وقت میں لوگوں کو مہنگائی، وبا، فنا، طعن اور طاعون سب کا سامنا کرنا پڑا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اہل دنیا ان وبائی امراض اور لرزہ خیز صورت حال کو مادیت کے عینک سے دیکھ کر ان کی جو بھی تفسیر کریں اس سے قطع نظر ایک ایمان والا ان وبائی حالات کو ایک آزمائش یا پھر گناہوں کی نحوست کے نتیجے میں دیکھتا ہے اور اس عقیدے کی بنیادیں قرآن و حدیث میں صراحت کے ساتھ ملتی ہیں چناں چہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے یہ تمھارے ہاتھوں کی ہی کمائی کا نتیجہ ہے اور اللہ زیادہ تر گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

یعنی جو مصیبت یا پریشانی خواہ وہ عمومی اسباب کے تحت ہوں یا پھر وبائی صورت میں وہ سب انسان کے گناہوں، کالے کرتوتوں، قانون قدرت کی خلاف ورزی، اپنے خالق کی ناشکری اور اس کے احکام کی بجا آوری سے سرتابی کا نتیجہ ہے، خدا اور رسول کے منکر اس راز کو سمجھیں یا نہ سمجھیں، اہل ایمان مصیبتوں اور بلاؤں پر خدائی وضاحت

کو ہر شک وشبہ سے بالاتر، حقیقت کے روپ میں دیکھتے اور بسر وچشم اسے قبول کرتے ہیں۔

اسی کے ساتھ ساتھ بلاؤں اور مصیبتوں کے سلسلہ میں اسلام کا ایک تصور یہ بھی کہ یہ بلائیں کبھی اللہ کی طرف سے آزمائش کے طور پر نازل ہوتی ہیں تاکہ بندوں کی ایمانی قوت، تعلق باللہ، اور خدا کی تقدیر پر ان کے بھروسے کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھا اور جانچا جا سکے، چناں چہ حدیث پاک میں ہے:

"عن انس بن مالك رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه و سلم انه قال : عظم الجزاء مع عظم البلاء و ان الله اذا احب قوماً ابتلاهم فمن رضى فله الرضا و من سخط فلهٔ السخط (ترمذى شريف)

ترجمہ: آزمائش جتنی بڑی ہوتی ہے اجر اتنا ہی بڑا ہوتا اور جب اللہ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں بلاؤں میں ڈال دیتا ہے جو اللہ کی رضا پر راضی رہا تو اسے خدا کی رضا ملتی ہے اور راضی نہ رہا تو اس کی قسمت میں خدا کی ناراضگی ہے۔

مذکورہ حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ انسانوں اور خاص طور سے مسلمانوں پر آنے والی بلائیں خواہ وہ وباؤں کی شکل میں ہوں یا پھر کسی اور صورت میں وہ آزمائش کے لیے بھی آتی ہیں۔ مگر خواہ بلاؤں کا نزول گناہوں کی نحوست کا نتیجہ ہو یا پھر آزمائش کا بندۂ مومن سے دونوں صورتوں میں صبر کے ساتھ ساتھ رجوع الی اللہ، اصلاح نفس اور گناہوں سے دور رہنے کا مطالبہ ہوتا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ کووڈ —— ۱۹ جیسی وبا کے پھیلنے کے بعد بجائے اس کے کہ مسلمان اپنے رب کی طرف رجوع کرتے، گناہوں سے توبہ اور اپنے خالق کو راضی کرنے کی فکر میں لگتے، انہوں نے اپنے اعمال اور شب وروز کی زندگی سے یہی تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اب ان کے ضمیر اس قدر مردہ ہو چکے ہیں اور گناہوں کی سیاہی سے دلوں پر تاریکی کی اتنی دبیز پرت چھا گئی ہے کہ وقت کا ہر ہنگامہ اب انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کی صلاحیت کھو چکا ہے۔ مہاماری کی موجودہ صورت حال میں مسلمان اپنے دین کو لے کر جس بے نیازی کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ بہت مایوس کن اور افسوس ناک ہے۔ معاشرے میں ارد گرد نظر دوڑایئے تو پتہ چلتا ہے کہ موت کی انجانی آہٹ سے ڈر تو سبھی رہے ہیں مگر ڈر کے اس عالم میں بھی وہ اپنے رحیم خالق کے حضور جھکنا نہیں چاہتے، اس وقت مسلم معاشرے کی اکثریت اپنا سارا وقت فضول کی گپ شپ، فلموں، ڈراموں، موبائل اور سوسو کر گذار رہی ہے۔ جو اپنے دینی فرائض کاروبار اور دنیوی کاموں کا عذر پیش کر کے چھوڑ دیا کرتے تھے آج بستروں پر پڑے پڑے ان کی کمر درد کر رہی ہے مگر اللہ رے نفس کی سرکشی! کہ پانچ وقت کی نماز کے لیے ابھی ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ مسلمانوں کی اپنی دین کے تئیں یہ بے رغبتی ان کے اندر سے مذہبی لگاؤ کی کمزور ہوتی روایت کی چغلی کھا رہی ہے۔

کیا کریں مسلمان؟:

کورونا وائرس کی یہ انجانی اور نہ دکھائی دینے والی وبا کب موت کا پیغام لے کر آجائے کچھ نہیں کہا جا سکتا، سرکاری آنکڑوں کے مطابق اب یہ وبا دن بدن خطرناک صوت اختیار کرتی جا رہی ہے جیسے جیسے دن گذر رہے ہیں ویسے ویسے چونکا دینے والے واقعات اور حادثات رونما ہو رہے ہیں ایسے حالات میں مسلمانوں کو چاہیے کہ سب سے پہلے تو وہ یہ عقیدہ مضبوط کرلیں کہ جو بھی ہوتا ہے تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے، موت وحیات کا مالک اللہ ہے، تقدیر الٰہی میں جو لکھا جا چکا وہی ہوگا کوئی اسے ٹال نہیں سکتا ہے۔ اسی کے ساتھ تمام تر احتیاطی تدابیر کو بروے کار لائیں کہ یہ عقیدۂ تقدیر سے متصادم نہیں ہے بلکہ اس کا حکم خود قرآن میں دیا گیا ہے چناں چہ ارشاد ربانی ہے:

(ترجمہ) اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو (البقرہ)۔

گناہوں سے توبہ کریں اور اپنے رب سے تضرع انکساری کے ساتھ دعا کریں کہ:

مولیٰ! اپنے رحم وکرم سے اس وبا سے پوری انسانیت کی حفاظت فرما، جس کی وجہ سے امت کا غریب طبقہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہا ہے، بھوک وپیاس کی شدت نے نوبت عزتوں کی نیلامی تک پہنچا دی ہے اور مسجدیں ویران اور مدارس سنسان ہو چکے ہیں۔

مومن کے لیے نا امیدیوں کی تاریک فضا میں امید کی ایک آخری کرن دعا ہی ہے اسی لیے نبی رحمت ﷺ نے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

"ان الدعاء ينفع مما نزل و مما لم ينزل فعليكم عباد الله ! بالدعاء (ترمذى)

ترجمہ: بیشک دعا، جو بلائیں نازل ہو چکیں اور جو ابھی تک نہیں

ہوئیں دونوں میں راحت پہنچاتی ہے تو اے اللہ کے بندو! تم ضرور دعائیں کیا کرو۔

اس حدیث پاک کو سامنے رکھ کر دعا کی اہمیت اور موجودہ حالات کے تناظر میں اس کی افادیت کا اندازہ لگانا بہت آسان ہے لہٰذا اپنے رب کے حضور سر جھکائیں، پیارے نبی کی بارگاہ میں درود و سلام کے ساتھ عرضی لگائیں، اپنے لیے اور ساری امت کے لیے دعا کا اہتمام کریں۔

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا

کورونا وائرس اور حکومت و انتظامیہ کی ناکامی

از: مولانا محسن رضا ضیائی، پونہ، mohsinrazaziyai@gmail.com

نومبر ۲۰۱۹ء کو چین کے صوبۂ ہوبئی کے شہر ووہان سے ایک مہلک وائرس کا جنم ہوا، جس نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ہزاروں لوگوں کو اپنے تباہ کن وائرس سے موت کے گھاٹ اتار دیا، یہ وائرس دیکھتے ہی دیکھتے شہر سے ریاست، ریاست سے ملک اور ایک ملک سے پوری دنیا میں بہت ہی تیزی کے ساتھ پھیل گیا اور پوری دنیا کو سنبھلنے کا ذرا سا بھی موقع نہیں دیا، جس سے پوری دنیائے انسانیت تار و پود کی طرح بکھر کر رہ گئی اور پھر جو ہوا وہ اب ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں کہ اس وائرس نے پوری دنیا کو اپنے وجود سے ایسا دہلا کر رکھ دیا کہ بڑے بڑے اور ترقی یافتہ ممالک بھی سنبھل نہ پائیں، اور اس سے بچاؤ کے لیے مختلف حفاظتی اقدامات اور احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہوئے۔

متاثرین اور ہلاک شدگان کی تعداد سے بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ وائرس کس قدر خطرناک اور جان لیوا ہے، جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور یہ موذی وائرس آج پورے دنیا کے لیے کس قدر دردِ سر بنا ہوا ہے، جس کا نہ اب تک کوئی خاطر خواہ علاج دریافت ہوا ہے اور نہ ہی کوئی دوا بنی ہے۔ حال آں کہ بہت سارے ممالک ایسے ہیں، جو کورونا کی ویکسن (Vaccine) بنانے کا دعوی کر رہے ہیں، اور ایسے ہی کریڈٹ لینے کی ایک ہوڑ سی لگی ہوئی ہے۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ اس محیرّ العقول بیماری کا علاج کون دریافت کرتا ہے اور اس کا علاج دریافت کرنے میں کسے کامیابی ملتی ہے۔ تاہم پوری دنیا کے سائنس دان اس کا تدارک اور حل دریافت کرنے میں جٹے ہوئے ہیں، لیکن اب تک ان کے ہاتھ کوئی کامیابی نہیں لگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وبا کی خطرناکی اور ہولناکی کو دیکھتے ہوئے ڈبلیو ایچ او نے ۱۲/ مارچ کو اسے عالمی وبا قرار دے دیا اور ۳۱/ مارچ کو پوری دنیا کو اس کی تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے عالمی ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان کر دیا۔

مارچ کے مہینے سے تقریباً سبھی ممالک میں لاک ڈاؤن (Lock Down) اور کرفیو (Curfew) جیسے حالات ہیں، جہاں معمولاتِ زندگی مکمل طور پر درہم برہم ہیں۔ یہاں تک کہ تعلیمی اداروں، عبادت خانوں، سیاحتی مقاموں اور سبھی طرح کے بازاروں کو مقفل کر دیا گیا ہے۔ حالاں کہ ان سب سے ممالک کا بے تحاشہ نقصان ہوا ہے، جہاں ہزاروں کی تعداد میں قیمتی جانیں تلف ہوئی ہیں، وہیں ممالک کو معیشت کی صورت میں بہت بڑا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔

اگر حقیقت و واقعیت کی رو سے دیکھا جائے تو دنیائے انسانیت کے لیے یہ ایسا بحران ثابت ہوا ہے، جس نے بہ یک وقت پوری دنیائے انسانیت پر لرزاں طاری کر دیا اور جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ موت کی آغوش میں سو گئے۔ یقیناً یہ تاریخ کا ایک بہت بڑا بحران اور ہلاکت کا باعث ثابت ہوا ہے، جسے رہتی دنیا تک لوگ بھلا نہ پائیں گے۔

آئیے اب اِس مہلک وائرس کے پھیلاؤ اور بڑھنے کے اسباب و علل پر قدرے روشنی ڈالتے ہیں۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ عالمی ادارۂ صحت (World Health Organization) پوری دنیا کا واحد ایسا ادارہ ہے، جو طب و صحت سے متعلق دنیا بھر کے حالات پر گہری نگاہ رکھتا ہے اور لوگوں کی ذہنی و جسمانی حالت کو برقرار رکھنے نیز بیماری و معذوری کو دور کرنے کے لیے معقول علاج و حل پیش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بیماریوں اور وباؤں کے آنے والے خدشات و خطرات سے بھی دنیا کو باخبر رکھتا ہے۔

آگے بڑھنے سے قبل اس ادارے کے متعلق چند بنیادی باتوں کی جانب آپ کی توجہ درکار ہوگی۔

یہ اقوامِ متحدہ کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جس کا قیام ۱۹۴۵ء کو عالمی صحت کے تناظر میں اقوامِ متحدہ کے سفارت کاروں کی سفارشات پر عمل میں آیا تھا۔ ۷/ اپریل ۱۹۴۸ء کو اس کا نفاذ ہوا، اسی وجہ سے اس

دن کو ہر سال عالمی یومِ صحت کے طور پر منایا جاتا ہے۔
اس کا مرکزی دفتر سوئزر لینڈ کے شہر جینوا میں واقع ہے، لیکن تمام ممالک میں اس کی دفاتر موجود ہیں، جو وہاں کے وزارتِ صحت کے تحت مشترکہ تعاون کر کے طب و صحت اور وہاں کے باشندوں کو صحت مند ماحول اور خوشگوار زندگی فراہم کرنے کے لیے کام کرتے ہیں اور عوام کو مہلک اور تباہ کن بیماریوں اور وباؤں سے بچانے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔

ہمارے ملک ہندوستان میں بھی اس کی شاخ قائم ہے۔ بھارت کے لئے ڈبلیو ایچ او کنٹری آفس کا صدر دفتر دہلی میں ہے۔ ہندوستان ۱۲ر جنوری ۱۹۴۸ء کو ڈبلیو ایچ او کے آئین کا فریق بنا تھا۔ جنوب مشرقی ایشیا کے لئے ڈبلیو ایچ او کی علاقائی کمیٹی کا پہلا اجلاس ۵-۴ر اکتوبر ۱۹۴۸ء کو ہندوستان کے وزیر صحت کے دفتر میں ہوا تھا، جس کا افتتاح ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کیا تھا اور ڈبلیو ایچ او کے ڈائریکٹر جنرل، ڈاکٹر بروک چشلم نے خطاب کیا تھا۔ بھارت ڈبلیو ایچ او کے جنوب مشرقی ایشیائی خطے کا اسٹیٹ ممبر ہے۔

اس ادارہ کے تحت صحت و امراض کے بہت سارے شعبے اور محکمے آتے ہیں، جو دنیا بھر میں صحت و امراض کے سلسلے میں ہونے والی تمام سرگرمیوں اور پیش قدمیوں پر گہری نظر رکھتے ہیں اور پھر بروقت مناسب اقدامات کرتے ہیں۔ اگر دنیا میں کہیں بھی صحت و امراض اور اموات کے تعلق سے کوئی سنگین صورتِ حال بنتی ہے تو اس کے لیے اس ملک کے وزارتِ صحت کے ساتھ ساتھ ڈبلیو ایچ او بھی برابر کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

یقیناً اب یہ کھلے دل سے تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس عالمی وبا کورونا وائرس کے پھیلاؤ اور بڑھنے کا سب سے بڑا سبب عالمی ادارۂ صحت کی نا اہلی، عدمِ توجہی اور غیر ذمہ داری ہے، جس کی وجہ سے یہ وائرس ایک شہر سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گیا اور لاکھوں لوگوں کو اپنا شکار بنا لیا۔ نہایت ہی یہ قابل افسوس اور باعثِ تشویش ناک بات ہے کہ ڈبلیو ایچ او جیسا متحرک اور ذمہ دار ادارہ جس کے پاس وسائل و ذرائع کی کوئی کمی نہیں ہے، جس کے افراد اور دفاتر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں، ان سب کے باوجود ڈبلیو ایچ او نے دنیا کو اس وبا کے خطرات و خدشات سے آگاہ نہیں کیا، جس کے نتیجے میں پوری دنیا اس وبائی مرض سے جاں بلب ہو چکی ہے۔ انسانیت کراہ رہی ہے۔ معیشت تباہ و برباد ہو چکی ہے اور کتنے ہی غربا و فقرا جن کا عام حالتوں میں گزر بسر بمشکل چلتا تھا، وہ بھوک مری کی تاب نہ لا کر موت کو گلے لگا چکے ہیں، یہ بہت بڑی شرم ناک بات ہے۔ اگر ڈبلیو ایچ او قبل از وقت یا بروقت دنیا کو اس سے آگاہ کر دیتا تو ممکن تھا کہ اس پر قدرے قابو پایا جا سکتا تھا اور آج جو جان و مال کی صورت میں تباہیاں و بربادیاں ہوئی ہیں، اس سے بچا جا سکتا تھا۔

ڈبلیو ایچ او کو اپنی اسی ناکامی اور غیر ذمہ داری کی وجہ سے عالمی سطح پر جارحانہ تنقیدوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بہت سے ممالک نے تو کورونا کے پھیلاؤ اور بڑھنے کا سبب بھی اسی کو قرار دیا اور یہ الزام عائد کیا کہ ادارہ نے کورونا وبا کے دوران موثر اور ذمہ دارانہ کردار ادا نہیں کیا، جس کے باعث دنیا کو سنگین نتائج اور صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا، جن میں امریکہ سرِ فہرست ہے۔ مزید بر آں یہ کہ امریکہ کے صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ایک سرکاری اعلامیہ جاری کیا کہ وہ اب ڈبلیو ایچ او کے ممبر نہیں ہوں گے۔ اس سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ اب امریکہ ڈبلیو ایچ او کی فنڈنگ (Funding) نہیں کرے گا اور امریکہ واحد ایسا ملک ہے، جو ڈبلیو ایچ کو سب سے زیادہ فنڈنگ کرتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی ڈبلیو ایچ او کو عالمی سطح پر کئی طرح کے نقصانات اور تنقیدات کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر ڈبلیو ایچ او کے ڈائریکٹر جنرل ٹیڈروس گیبریاسس (Director-General Tedros Ghebreyesus) نے ۱۸ر مئی کو اپنے سالانہ اجلاس کے دوران مختلف ممالک کے سربراہان اور وزرائے صحت کے سامنے یہ تسلیم کر ہی لیا کہ کرونا وائرس سے متعلق ہم سے بعض کوتاہیاں ہوئی ہیں۔

ڈبلیو ایچ او کی کوتاہیوں اور غیر ذمہ داریوں کی وجہ سے پوری دنیا کو بھاری تعداد میں نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ کاش ادارہ اپنی ذمہ داریاں ایمان داری اور دیانت داری سے سر انجام دیا ہوتا تو آج دنیا کے یہ حالات نہ بنتے اور عالمی منظر نامہ کچھ اور ہوتا!

اب تک تو بات عالمی ادارۂ صحت کی ناکامی اور غیر ذمہ داری کے حوالے سے تھی۔ لیکن حقیقت کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ اس کے لیے جہاں ادارہ ذمہ دار ہے وہیں پر کچھ ممالک کے وزرائے صحت بھی برابر کے ذمہ دار ہیں، جو اپنے ممالک کے حالات پر قابو پانے اور ان انہیں بہتر بنانے میں پوری طرح ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ کچھ ممالک ایسے ہیں، جنہوں نے اپنے یہاں کے نازک حالات کا فوری جائزہ لیا، انہیں سمجھا اور پھر ضروری اقدامات کر کے حالات کو قدرے بہتر کیا، جہاں اب حالات قدرے بہتر ہیں اور پہلے کی طرح معمول

پر آچکے ہیں۔ لیکن جن ممالک میں وزارتِ صحت نے موثر اور ذمہ دارانہ کردار ادا نہیں کیا، آج وہاں کے حالات دگر گوں ہیں۔ ان ممالک میں ایک ہمارا ملکِ ہندوستان بھی ہے، جو سب سے زیادہ متاثرین ممالک کی فہرست میں تیسرے نمبر پر ہے۔

اگر بات کی جائے ہندوستان کی تو یہاں اس وائرس کی ابتدا جنوبی ریاست کیرلا سے ہوئی، جہاں ۳۰/ جنوری کو پہلا کیس رپورٹ کیا گیا اور اس خطرناک بیماری سے ۱۲/ مارچ کو ایک ۷۶/ سالہ شخص کی پہلی موت گلبرگہ، کرناٹک میں ہوئی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہاں کورونا وائرس بہت سے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے قدرے تاخیر سے پہنچا اور بہت ہی جلدی اپنے بال و پر پھیلانا شروع کر دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جنگل کے آگ کی طرح ملک کے کونے کونے میں پھیل گیا۔

اگر یہاں بھی عالمی ادارۂ صحت اور ملک کی وزارت صحت ابتدائی کیس ہی میں حالات پر کنٹرول پالیتی اور اس کے پھیلاو کے روک تھام کے لیے ممکنہ وسائل و ذرائع استعمال کرتیں تو آج ملک کی تصویر کچھ مختلف ہوتی، ہزاروں جانیں نہ جاتیں، معیشت تباہ و برباد نہ ہوتی، لاک ڈاون اور کرفیو جیسے حالات سے ملک کو دو چار نہ ہونا پڑتا۔

حکومتِ ہند کی ناکامی اس طور پر بھی سامنے آتی ہے کہ ڈاکٹر ہرش وردھن جہاں اس ملک کے وزیرِ صحت ہیں وہیں عالمی ادارہ صحت کے ایگزکیٹو بورڈ کے چیئرمین (Chairman) بھی ہیں، جن کی بہت زیادہ ذمہ داری بنتی تھی کہ اپنے ملک میں پھیل رہے کورونا وائرس پر ممکنہ حد تک قابو پاتے اور ملک کو اس بحرانی حالات سے نکالنے میں اپنا کلیدی رول ادا کرتے، لیکن ایسا کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ بلکہ جب اس وائرس نے پورے ملک میں اپنے پیر پسار لیا تو اس کی روک تھام کے لیے بہت کچھ کیا گیا، یہاں تک کہ اسفار پر پابندی، قرنطینہ، کرفیو، تالابندی، اجتماعات اور تقریبوں کا التوا یا منسوخی، عبادت گاہوں اور سیاحتی مقامات کو مقفل کر دینے جیسے اقدامات بھی کیے گئے، لیکن یہ سب لاحاصل ثابت ہوئے، جن کا کوئی نتیجہ خیز اثر دکھائی نہیں دیا، بلکہ اس سے انسانوں کا شدید ترین نقصان ہوا، جن کی معمولاتِ زندگی ٹھپ ہو گئیں، رشتوں میں دوریاں پیدا ہو گئیں اور عبادت خانوں سے نزدیکیاں ختم ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو اس بد ترین وبا سے محفوظ فرمائے۔ آمین

کورونا وائرس اور دعائیں

از: مولانا محمد ابوہریرہ رضوی مصباحی، رام گڑھ

پوری دنیا اس وقت کرونا وائرس کے زد میں ہے، اس نے اب تک بے شمار لوگوں کو لقمۂ اجل بنا ڈالا۔ بہت سارے افراد اب بھی اس سے متاثر ہیں۔ وطن عزیز ہندوستان بھی اس کی لپیٹ میں ہے اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے یہ بہت زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم ڈاکٹروں کی بتائی ہوئی احتیاطی تدابیر پر عمل کریں اور بلا وجہ ادھر ادھر کی سیر و تفریح سے بچیں، ضرورت کے وقت ہی گھروں سے نکلیں اور اگر باہر جانے کی ضرورت پڑے تو حکومت کی گائیڈ لائن کے مطابق عمل کریں، ماسک لگا کر ہی باہر نکلیں۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیں۔

شریعت مطہرہ نے بھی ہمیں ایسے خاص مواقع پر احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ۔ (سورہ بقرہ: آیت:۱۹۵)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (کنز الایمان)

ان حالات میں احتیاط کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیے کہ بلاؤں کے دفع کے لیے یہ اہم ترین ذرائع ہیں۔ نمازوں کی پابندی کریں۔ پاک و صاف رہیں کہ صفائی و ستھرائی نصف ایمان ہے۔ باوضو رہیں۔ نمازوں کو ان کے وقتوں پر ادا کریں۔ مصیبتوں میں بھی صبر و رضا کا مظاہرہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط (بقرہ۔ آیت:۴۵)

ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ (کنز الایمان)

دعاؤں کا خوب اہتمام کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ، ثُمَّ قَرَأَ: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔

(ترمذی شریف۔ حدیث نمبر: ۳۳۷۲)

ترجمہ: نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا: دعا ہی عبادت ہے، پھر آپ نے آیت: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ (مومن۔ آیت: ۶۰) پڑھی۔

ترجمہ: اور تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا، بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔ (کنزالایمان - المؤمن ۶۰) پڑھی۔

(دیکھیے: الترمذی، حدیث نمبر ۳۳۷۲)

ترمذی شریف کی ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ۔"

(سنن الترمذي أَبْوَابُ الْقَدَرِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ۔ | بَابٌ : مَا جَاءَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ)

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قضاو قدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی، ہاں! اللہ سے دعا مانگنا۔ اس وقت بھی کام آجاتا ہے۔

اسی ترمذی شریف کی روایت ہے:

وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : "إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ"۔

(سنن الترمذي | أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ)

یعنی: دعا نفع بخش ہوتی ہے اس آفت و مصیبت میں بھی جو نازل ہو چکی ہے اور اس میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی۔ تو اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

ایک حدیث میں وارد ہوا کہ خدا کے نزدیک دعا سے زیادہ باعزت کوئی چیز نہیں، جو خدا سے دعا نہیں کرتا اللہ اس پر غصہ فرماتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ۔

(ترمذی شریف: حدیث نمبر ۳۳۷۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز و مکرم کوئی چیز نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض اور ناخوش ہوتا ہے۔ (ابن ماجة (۳۸۲۷) سنن الترمذي: حديث نمبر ۳۳۷۳)

ایک حدیث روایت میں فرمایا گیا:

الدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ و عماد الدين ونور السموات والأرض۔ (المستدرک للحاکم رقم ۱۸۱۲)

یعنی: دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے، آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے۔

کرونا وائرس اور دیگر وبائی امراض سے حفاظت کی دعائیں:

اب آنے والی سطور میں شافع الامراض اور دافع البلاء دعائیں نقل کی جارہی ہیں۔

قارئین! ان کا اہتمام کریں ان شاء اللہ عزوجل ان کی برکتوں سے ہزاروں آفات سماوی وارضی سے محفوظ و مامون رہیں گے۔

سیدنا ابان ابن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص صبح و شام تین تین بار یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس دن بلائے ناگہانی سے محفوظ رکھتا ہے۔

وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

ترجمہ: اس اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز ہے جس کے اسم گرامی کے ساتھ کوئی چیز نہ زمین پر نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ آسمان سے کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (ترمذی: ۳۳۸۸)

حدیث شریف میں اس دعا کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ پڑھ لینے والا آفت ناگہانی اور بھیانک بیماریوں سے بچا رہے گا۔ صبح و شام یہ دعا تین مرتبہ پڑھنے سے ہر آفت وبلا سے بچائے گی۔ نیز کھانے پینے کی چیزوں پر یہ دعا پڑھ کر دم کر لیں تو پھر سینکڑوں بیماریوں سے محفوظ رکھے گی۔ ان شاء اللہ

یوں تو بار بار تاکید کی گئی ہے کہ اپنے گھروں سے بلا ضرورت باہر نہ نکلیں، بازار نیز بھیڑ بھاڑ والی جگہوں پر جانے سے حتی الامکان گریز کریں اور اگر نکلنے کی ضرورت پڑ ہی جائے تو نکلتے وقت یہ دعا ضرور پڑھ لیں۔ اللہ کی پناہ میں رہیں گے۔

بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

ترجمہ: اللہ کے نام سے آغاز سفر ہے۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا، گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ (ترمذی: ۳۴۲۶)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حدیث پاک جس کو امام ترمذی نے نقل فرمایا ہے، اس میں وارد ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے گا تو جب تک زندہ رہے گا اس بلا میں مبتلا نہ ہوگا۔ دعا یہ ہے:

الحَمْدُ لِلهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلاً. (سنن الترمذی: ۳۴۳۲)

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے کہ جس نے مجھے اس بلا و مصیبت سے بچایا، جس سے تجھے دوچار کیا، اور مجھے فضیلت دی، اپنی بہت سی مخلوقات پر۔

(کرونا وائرس سے متاثر کوئی مریض دیکھیں تو یہ مذکورہ دعا پڑھیں ان شاء اللہ آپ اس مرض سے محفوظ رہیں گے)

یہ دعا جس مصیبت زدہ کو دیکھ کر ایک بار پڑھ لیں تو اس مرض یا مصیبت سے عمر بھر محفوظ رہیں گے مگر آشوب چشم، بخار اور خارش والوں کو دیکھ کر یہ دعا نہ پڑھیں کہ ان امراض کی حدیث میں تعریف آئی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے نے اس دعا کے تجربات کو تذکرہ ملفوظات میں فرمایا ہے جو اہل ایمان کے لیے ایک نعمت ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ:

اس دعا کے بارے اعتقاد کیسا ہونا چاہیے؟

اس پر اعلی حضرت احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مجھے بخار بہت شدید تھا، اور گلے کے پیچھے گلٹیاں بھی تھیں۔ میرے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خان مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا، ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے۔ وہی ہے۔ وہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا۔ حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے۔ اور نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہوگا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے؛ جسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھ لے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ (الملفوظ: ص ۶۹)

کرونا اور دیگر وبائی امراض سے حفاظت کے لیے مزید چند دعائیں:

صبح وشام پڑھنے کی دعا: تین مرتبہ اسے پڑھیں:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ ایک شخص نے آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آج رات بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے بہت تکلیف ہوئی، آپ نے فرمایا! یاد رکھو اگر تم أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کہہ لیتے تو تم کو کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ (مسلم شریف ۲۷۰۹/ترمذی ۳۶۰۴)

حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (سورہ: آل عمران۔ آیت: ۱۷۴)

ترجمہ: اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔ (کنزالایمان)

اللہ ہمارے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

اتنا اور اضافہ کرلیں۔۔۔ علی اللہ توکلنا.

حضرت عبیداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو آپ نے یہ دعا پڑھی تھی اور اس کی برکت سے آپ آگ سے محفوظ رہے۔

چناں چہ اس دعا کو ہر مصیبت، غم اور تکلیف میں زیادہ سے زیادہ پڑھنا چاہیے۔

عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال : حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ : قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حِينَ أُلْقِي فِي النَّارِ ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ قَالُوا : (إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَاناً وَقَالُوا حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. (بخاری/ترمذی ۲۴۳۱)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۞

(سورۃ الانبیاء۔ آیت: ۸۷)

ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہو گیا۔

انھیں آفات و مصائب کے وقت پڑھنے میں بہت فائدے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: "ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتلاؤں کہ جب تم میں سے کوئی مصیبت میں مبتلا ہو جائے، یا دنیاوی کوئی آزمائش آجائے تو اس دعا کے کرنے سے اس کی مشکل کشائی ہو جائے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا: "کیوں نہیں؟" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذوالنون کی دعا:

"لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ"۔

(باقی، ص: ۵۰ رپر)

مناقب

استاذِ گرامی

ملت کے نگہبان تھے استاذ گرامی
اسلاف کی پہچان تھے استاذ گرامی
تحریر ہے یہ مادر علمی کی جبیں پر
افتا کے دل و جان تھے استاذ گرامی
ان سے طلبہ کو ملی معراج ترقی
تسکین کا سامان تھے استاذ گرامی
ہوتی تھی ہر اک بات دلائل سے مزین
یوں مفتیِ ذیشان تھے استاذ گرامی
وابستہ رہی ان سے عزائم کی بلندی
اخلاص کے عنوان تھے استاذ گرامی
ہے حل مسائل میں گواہ ان کی بصیرت
تحقیق کی میزان تھے استاذ گرامی
شیدائے رضا مسلکِ حق کے تھے مبلغ
اسلام پہ قربان تھے استاذ گرامی
تاریکی ضلالت کی چھٹی ان کے بیاں سے
نورِ رہِ ایمان تھے استاذ گرامی
ملتی تھی ہمیں ان کے جوابوں سے تشفی
سرمایۂ ایقان تھے استاذ گرامی
معیار بلند ان سے تھا تعلیم کا قدسیؔ
تدریس کے سلطان تھے استاذ گرامی

—*—*—*—*—

از: سید اولاد رسول قدسیؔ مصباحی
نیوپارک۔ امریکہ

غم ناک لکیریں

سونی سونی ہے فضا اور چمن افسردہ
شاخ ٹوٹی تو ہوئے برگ و ثمر پژمردہ

گلشن حافظ ملت میں ہے غم کا موسم
ہر کلی موت کی آہٹ سے ہوئی رنجیدہ

اٹھتے جاتے ہیں جہاں سے یہ چمن کے والی
موت کے آہنی پنجے ہیں سبھی نادیدہ

مشکلیں شور مچاتی ہیں مرے باطن میں
آنکھ نم ناک ہے اور ہونٹ سبھی لرزیدہ

کتنے ارباب خرد چھوڑ کے دنیا کو گئے
غم کے اس سال پہ ہر سال ہوا شرمندہ

”موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس“
کس قدر آج ہیں یہ لوح و قلم نمدیدہ

آہ! استاذ مرا چھوڑ کے ہم سب کو گیا
جنت الماوی میں اللہ رکھے رخشندہ

—*—*—*—*—

از: توفیق احسن برکاتی
جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

حضرتِ معراج کا

کر گیا بیتاب جانا حضرت معراج کا
باغ جنت ہو ٹھکانہ حضرت معراج کا
قبر کی تاریکیوں میں فضل رب کا نور ہو
جگمگائے آشیانہ حضرتِ معراج کا
یاد کے اشکوں سے تر ہے چاہنے والوں کی آنکھ
رنگ تھا کیا مشفقانہ حضرتِ معراج کا
اشرفیہ ان کی رحلت سے بڑا غمگین ہے
جس میں تھا پڑھنا پڑھانا حضرتِ معراج کا
فقہ و افتا، درس اور تدریس کے روشن قمر
جلوۂ فن ماہرانہ حضرتِ معراج کا
الفتِ سرکار سے لبریز ساری زندگی
عشق تھا ایسا توانا حضرت معراج کا
چھپ گیا پھر بھی عیاں ہے علم کا وہ آفتاب
نورِ فن ہے جاودانہ حضرتِ معراج کا
جرأت و ہمت کے جوہر سے منور زندگی
ہر قدم تھا قائدانہ حضرتِ معراج کا
ان پہ برسیں حشر تک فضلِ الٰہی کے گہر
چمکے دائم آستانہ حضرتِ معراج کا
فضلِ رب سے ان کی نسلوں کا چمن تازہ رہے
علم سے مہکے گھرانہ حضرتِ معراج کا
ہیں تصور میں فریدیؔ ان کی ہستی کے نقوش
یاد آتا ہے زمانہ حضرتِ معراج کا

—*—*—*—*—

از: فریدیؔ صدیقی مصباحی
مسقط، عمان

یا خدا ساجد علی کو صبر کی توفیق دے

از: مولانا ازہر القادری

یقیناً یہ بہت ہی بری خبر ہے کہ عالم باعمل، نازش علم وفن ادیب شہیر حضرت علامہ ساجد علی مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (متوطن مہندوپار سنت کبیر نگر) کی اہلیہ محترمہ کا ۱۳؍ اگست ۲۰۲۰ء میں وصال پرملال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت آج ہی اپنے اہل وعیال کے ساتھ مبارک پور سے اپنے گاؤں آرہے تھے۔ تو سڑک پہنچے ہی تھے کہ طبیعت بگڑی اور آناً فاناً اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ ویسے توشریک حیات یا کسی بھی عزیز کی کسی بھی وقت ایسی جدائی ناقابل برداشت ہوتی ہے مگر اس عمر میں رفیقۂ حیات کا داغ مفارقت دینا بلاشبہ بہت ہی رنج وغم کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مشکل گھڑی میں حضرت مولانا ساجد علی مصباحی اور آپ کی اولاد اور تمام پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل مرحمت فرمائے، اور مرحومہ کے جملہ صغائر وکبائر کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے! آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ حضرت مولانا ساجد علی مصباحی کی اقتدا میں نماز جنازہ بعد نماز عشا ٹھیک نو بج کر چالیس منٹ پر مدرسہ عزیزیہ شمس العلوم مہندوپار کے گراؤنڈ میں ہوئی۔ بعدہ تدفین عمل میں آئی۔ ابھی تک صبر جمیل سنتے اور بولتے چلے آئے مگر آج مہندوپار کی سرزمین پر مولانا ساجد علی مصباحی کی صورت میں سراپا "صبر جمیل" کی زیارت بھی ہوگئی۔ اللہ جل مجدہ الکریم حضرت موصوف کے صبر کا عظیم صلہ عطا فرمائے۔ یقیناً یہ بزرگان دین بالخصوص حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کا خاص فیضان ہے جس نے چہرے پر شکن تک نہیں آنے دیا۔ ہوش وحواس بھی سلامت اذان ہو رہی ہے نماز کے لیے فوراً کھڑے ہو رہے ہیں۔ سامنے کم سن لاڈلا ابا ابا کر رہا ہے مگر مجال کیا ہے کہ ضبط کا دامن ہاتھوں سے چھوٹے! بلاشبہ یہ علم دین کی برکت اور اسلاف کے نقوش قدم کو سینے سے چمٹائے رہنے کا بہترین صلہ ہے۔

سننے میں یہ بھی آیا کہ موصوف کی اہلیہ مرحومہ بھی بہت بڑی صابرہ تھیں۔ گاؤں والوں کے بیان کے مطابق ۱۳ سالہ بیٹے کے انتقال پر ممتا کا رونا تو یقینی ہے پر کسی نے آنکھیں اشک بار نہیں دیکھیں (خاص کر عورتیں)۔ بہر کیف یہ انعام خداوندی ہے جو ہر کس وناکس کو میسر نہیں۔ ہر حال میں شریعت کی پاس داری از حد ضروری ہے۔ جسے دونوں میاں بیوی نے ثابت کر کے دکھا دیا۔ بلاشبہ یہ ہمارے لیے درس عبرت ہے کہ ہم ایسے مواقع پر آہ وفغاں اور گریہ وزاری کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ مولا تمام مسلمانوں کو تقاضائے شرع کا پاس دار بنا۔

حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی نے فرمایا: اللہ رب العزت مولانا ساجد علی مصباحی کو ان کی اہلیہ کے انتقال پر صبر جمیل عطا فرما۔

مرحومہ نیک طینت، بلند اخلاق اور صوم وصلاۃ کی سخت پابند تھیں، اعزہ واقارب اور پڑوس کی خواتین سے ان کے روابط ہمیشہ خوشگوار رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور بچوں کو صبر وشکر کی توفیق عطا فرمائے اور غیب سے اپنی شان کریمانہ کے مطابق مدد فرمائے۔

اس موقع پر مولانا علی احمد بسمل عزیزی، مولانا صدر الوریٰ مصباحی مٹھنا، مولانا محمد طارق مصباحی، قاری اخلاق احمد نظامی کے علاوہ بھی سیکڑوں علما نے اظہار تعزیت کیا۔ مہندوپار گاؤں ہی نہیں بلکہ پورا علاقہ سوگ وار نظر آیا۔

ادھر سوشل میڈیا پر تعزیتی تحریروں کا انبار، مولانا نور الھدیٰ مصباحی گورکھ پوری، مولانا محمد شمیم راجستھان، مولانا محمد شاہ عالم مصباحی گونڈہ، مولانا فیاض احمد مصباحی شراوستی، مولانا شبیر نظامی مہراج گنج، مولانا کمال احمد علیمی جمداشاہی، مولانا سلمان رضای روناہی، مولانا عارف رضا نعمانی علی گڑھ کے علاوہ بھی بہت سارے علما نے تعزیتی کلمات پیش کر مولانا موصوف کو صبر کی تلقین کیا اور ان کی اہلیہ مرحومہ کے لیے بخشش کی دعائیں کیں۔ روزنامہ شان سدھارتھ کے ایڈیٹر ابرار احمد اور ان کی پوری ٹیم حضرت موصوف کے اس غم میں برابر کی شریک ہے۔

☆☆☆☆☆

استاذ جامعہ اشرفیہ

حضرت مولانا ساجد علی مصباحی کی اہلیہ محترمہ کا وصال پر ملال

از: مبارک حسین مصباحی

محب گرامی وقار ادیبِ شہیر حضرت مولانا ساجد علی مصباحی دام ظلہ العالی صوفی صفت، باصلاحیت فاضلِ جلیل ہیں۔ دسمبر ۲۰۰۱ء میں آپ بحیثیت مدرس جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں آئے اور ایک ذمہ دار استاذ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ موضع کسیا پوسٹ مہندوپار ضلع سنت کبیر نگر کے باشندے ہیں۔ آپ کا نکاح مسنون محسنِ ملت حضرت علامہ محمد محسن نظامی مصباحی علیہ الرحمہ کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا، حضرت محسنِ ملت مہنداول، سنت کبیر نگر کے باشندے ہیں۔ حضرت مولانا ساجد علی مصباحی، برکاتی کالونی جامعہ اشرفیہ میں اپنی فیملی کے ساتھ رہتے ہیں۔ ۱۷/ اگست ۲۰۲۰ء/۱۶/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ آئے تھے مگر اس بار آپ کی اہلیہ محترمہ پر بخار کا اثر تھا، یہ شوگر کی مریضہ تو پہلے ہی سے تھیں، کھانسی بھی تھی اور سانس لینے میں کافی دقت ہو رہی تھی، بات کرنا بھی انھیں مشکل ہو رہا تھا، ڈاکٹر سید منصور کے زیرِ علاج تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مشورہ دیا کہ آپ کسی ہارٹ والے ڈاکٹر کو دکھا دیجیے۔ آپ کے والد ماجد علیل چل رہے تھے، حضرت مولانا ساجد علی مصباحی کو اپنے والد ماجد کی عیادت کے لیے جانا ہی تھا، سوچا کہ کسی ہارٹ والے کو دکھانا ہے، اس لیے آپ اپنی اہلیہ محترمہ کو لے کر گورکھپور تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں اہلیہ محترمہ نے اپنی الجھن اور بے چینی کا ذکر کیا تو حضرت مولانا نے فرمایا ابھی گورکھپور چل رہے ہیں ڈاکٹر سے بتا دیں گے۔ ابھی آپ بڑہل گنج سے کچھ آگے پہنچے کہ آپ کی اہلیہ پر دل کا دورہ پڑا اور وہ صالحہ خاتون چند ہچکیوں کے بعد بے قابو ہو گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں ۲۲/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ/۱۳/ اگست ۲۰۲۰ء کو وصال فرما گئیں، حضرت مولانا ساجد علی مصباحی کے برادر خورد گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے، دو لڑکیاں اور قریب تین برس کا سب سے چھوٹا فرزند ارجمند عزیز القدر محمد حسان سلمہ بھی شریک سفر تھے، ایسے عالم میں گاڑی میں موجود افراد غم و اندوہ سے چور ہو گئے ہوں گے، اس المناک منظر کی تعبیر کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

حضرت کی اہلیہ محترمہ مرحومہ بلند اخلاق، صالحہ اور پابند صوم و صلات تھیں۔ ظاہری اور باطنی خوبیوں سے آراستہ تھیں۔ ۲۰۱۴ء میں حضرت مولانا ساجد علی مصباحی کے ساتھ حج و زیارت سے بھی شرف یاب ہوئیں، خاندانی خواتین اور پڑوسی خواتین سے بڑی محبت سے ملتیں۔

شب ۹/ بجے کے بعد ان کی تجہیز و تکفین ہوئی، حضرت مولانا ساجد علی مصباحی دام ظلہ العالی نے ۹/ بج کر چالیس منٹ پر جنازہ کی امامت فرمائی۔ مرحومہ مغفورہ کی الم ناک خبر بڑی تیزی سے عام ہو گئی تھی، بڑی تعداد میں مقامی اور بیرونی حضرات پہنچ گئے تھے، علما اور طلبہ کی تعداد بھی کثیر تھی، بصد حسرت و غم انھیں سپردِ خاک کیا گیا، سب نے مٹی دی اور ان کے لیے مغفرت کی دعائیں ہوئیں۔ مرحومہ کا وصال ایک بڑا سانحۂ غم ہے، ابھی عمر ہی کیا تھی وہ برکاتی کالونی جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے جب گئیں تو سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا، مگر ہر انسان کی موت کا وقت متعیّن ہے، وقت اجل آ گیا اور وہ دو تین ہچکیوں کے بعد اس دنیا کو چھوڑ گئیں۔ ہماری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ توان کے صغائر و کبائر معاف فرما دے اور جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطا فرمائے۔

ہم حضرت مولانا ساجد علی مصباحی دام ظلہ العالی، ان کے بچوں اور اہلِ خانہ کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ تو سب کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرما۔ آمین ☆☆☆☆☆

فاضلِ جلیل حضرت مولانا بدر الحق مصباحی علیہ الرحمہ

از: مبارک حسین مصباحی

فاضلِ جلیل حضرت مولانا بدر الحق مصباحی علیہ الرحمہ کے تعلق سے ۲/ جولائی ۲۰۲۰ء/۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ کی افسوس ناک خبر ہے کہ آپ کا بنگلور، کرناٹک میں شام قریب ۵/ بج کر ۳۰/ منٹ پر وصال پر ملال ہو گیا۔ ہم نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، خدا مغفرت فرمائے موصوف بڑی خوبیوں کے حامل تھے۔ آپ کی ولادت ۱۹۷۱ء میں اسلام پور سب ڈویژن کے معروف علاقہ آگ ڈھی میں ہوئی، اس طرح آپ کی عمر قریب ۴۹/ برس ہوئی۔ ماشاء اللہ تعالیٰ آپ نیک سیرت، بلند اخلاق اور باصلاحیت تھے۔ فاضلِ اشرفیہ ہونا بجائے خود اس دور میں اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فراغت کے بعد مختلف صوبوں اور شہروں میں

استاذ جامعہ اہلِ سنت امداد العلوم، مٹھنا، سدھارتھ نگر

دینی اور علمی خدمات انجام دیتے رہے، جیسے حیدر آباد، لاتور، مہاراشٹر وغیرہ میں۔ آخر میں آپ بنگلور کی سرزمین پر درس و تدریس اور امامت و خطابت کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ علمی اور معاشی اعتبار سے بنگلور کی اہمیت پورے ملک میں تسلیم کی جاتی ہے۔ ہم نے بنگلور کا متعدّد بار سفر کیا ہے، وہاں کے بعض مدارس، مساجد اور خانقاہوں کی زیارت کی ہے۔ وہاں اس وقت مفتی اور قاضی کی حیثیت سے محب گرامی وقار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم مصباحی دام ظلہ العالی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ چند سال پہلے کے فاضلِ اشرفیہ ہیں مگر مسلسل محنت اور جدوجہد سے اللہ تعالیٰ نے عظیم مقام عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں تادیر سلامت رکھے۔ اس طرح اور بھی قابلِ ذکر علماے کرام اور مفتیانِ عظام ہیں۔

محب گرامی وقار حضرت مولانا بدر الحق مصباحی علیہ الرحمہ نے مسجد البدر جکور لے آوٹ بنگلور میں مسلسل ۱۶؍ برس خدمات انجام دیں۔ مسجد اشرفیہ، ہیگڑے نگر، بنگلور میں اب خدمات انجام دے رہے تھے۔ کچھ دنوں سے بیمار چل رہے تھے، ہارٹ، شوگر اور بلڈ پریشر کے امراض میں مبتلا تھے۔ بنگلور میڈیکل سائنس میں بھی شہرہ آفاق ہے۔ آپ بنگلور میں ہی زیرِ علاج تھے، وصال سے چند ہفتہ قبل طبیعت زیادہ خراب ہوئی، احباب اور مقتدیوں نے ہاسپیٹل میں ایڈمٹ کرادیا تھا۔ ڈاکٹروں نے وسعت بھر کوششیں فرمائیں علماے کرام اور احباب نے دعائیں فرمائیں مگر موت برحق ہے، جب کسی انسان کا وقت مکمل ہوجاتا ہے تو ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہوتا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک یہی صحیح اور حق ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ }

(قرآن مجید، سورۃ الاعراف، آیت: ۳۴)

توجب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے نہ آگے۔

وقتِ اجل آیا اور اپنے وقت کا محبوب ترین فاضلِ جلیل اور عالمِ ربانی حضرت مولانا بدر الحق مصباحی نے جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔ تمام شناسا حلقوں میں غم و افسوس کی لہر دوڑ گئی۔ کرونا وائرس کا دور ہے، مختلف صوبوں میں مختلف قسم کے لاک ڈاؤن ہیں مگر مسلسل مریضوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور ہندوستان میں صحت و عافیت عام فرمائے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ا قدس سرہ سے بیعت ہیں۔ شجرہ شریف پڑھنے اور دیگر اوراد و وظائف کے پابند تھے۔ اپنے مرشدِ گرامی اور دیگر مشائخ کے شیدائی اور فدائی تھے۔ ابو الفیض جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد قدس سرہ اور ان کی علمی تحریک جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے دیوانے تھے۔ جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ کا بے پناہ ادب و احترام فرماتے تھے، باعمل عالمِ ربانی تھے، خطابت کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ مولانا کا آبائی وطن آگ ڈمٹھی اسلام پور ہے۔ آگ ڈمٹھی میں لمبا چوڑا خاندان ہے۔ افسوس کہ مولانا کا وصال پر ملال بنگلور میں ہوا، وہ بھی اس لاک ڈاؤن کے پیریڈ میں۔ آپ کے جسدِ مبارک کو بذریعہ ایمبولنس آپ کے آبائی وطن آگ ڈمٹھی اسلام پور لے جایا گیا اور بڑے حسرت و غم کے ساتھ آپ علیہ الرحمہ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

پس ماندگان میں آپ کی اہلیہ محترمہ ہیں جو انتہائی نیک، صالحہ اور پابند صوم و صلاۃ ہیں، مذہبی فکر و مزاج کے دو فرزند ہیں، ایک انجینئرنگ فائنل میں ہیں اور دوسرے انٹر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

حضرت مولانا بدر الحق مصباحی علیہ الرحمہ بڑی خوبیوں کے حامل تھے، متواضع منکسر المزاج اور اخلاق و مروت کے پیکر تھے، ملنے ملانے اور رہنے سہنے میں بڑی نفاست اور پاکیزگی کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں، مولا تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہے، حضرت کی خوب مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرما، ان کے اہلِ خانہ، اہلِ تعلق اور تمام شناسا حضرات کو ہم تعزیت پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

فروغ شمع تو باقی رہے گا صبحِ محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

اگست/ستمبر ۲۰۲۰ء میں رحلت فرمانے والی چند شخصیات

از: مبارک حسین مصباحی

محترم قارئین! در اصل گذشتہ چند ماہ میں عالمی اور ملکی سطح پر کورونا وائرس کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے وہ زمینی حقائق ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اسی دوران علما اور مشائخ کے وصال بھی بہت تیزی سے ہوئے ہیں۔ ماہ نامہ جامعہ اشرفیہ کا ترجمان ہے، اس لیے ہماری کوشش ہوتی ہے

کہ دنیائے فانی سے رحلت فرمانے والی شخصیات پر کچھ نہ کچھ لکھا جائے، چند شخصیات پر لکھا ہوا موجود ہے مگر تنگیِ صفحات کے پیشِ نظر سب کی اشاعت ممکن نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ سرِ دست چند شخصیات کے مختصر رحلت نامے ذیل میں پیش کرتے ہیں:

(۱)- ۲؍ستمبر ۲۰۲۰ء ۱۱؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ قریب ۳؍بجے دن حضرت مولانا امام الدین مصباحی علیہ الرحمہ کا وصال پر ملال ہو گیا، آپ کی نمازِ جنازہ ۳؍ستمبر ۲۰۲۰ء کو دن ۱۰؍بجے ادا کی گئی، اپنے آبائی وطن بسکھاری ضلع مبیڈ کر نگر میں تدفین ہوئی، موصوف صالح بزرگ اور نام ور فاضلِ اشرفیہ تھے، آپ مجلس شوریٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے رکن اور ذمہ دار معاون اشرفیہ تھے۔

(۲)- معروف خطیب حضرت علامہ مولانا اسماعیل حسینی علیہ الرحمہ ۱۷؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ، مطابق ۶؍ستمبر ۲۰۲۰ء کھردہ کولکاتا کی سر زمین پر وصال فرما گئے۔ آپ کے جنازہ کو آبائی وطن نیپال لے جایا گیا اور بصد حسرت وغم تدفین ہوئی۔

(۳)- جامعہ حبیبیہ الہ آباد کے قدیم استاذ حضرت علامہ مولانا محمد علی جناح حبیبی علیہ الرحمہ ۱۶؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ/۵؍ستمبر ۲۰۲۰ء قریب ۱۱؍بجے وصال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، پس ماندگان کو صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ ۶؍ستمبر ۲۰۲۰ء کو بھدرک ضلع بالیسر اڑیسہ میں تدفین ہوئی۔

(۴)- حضرت مولانا شاہ عبد القادر کھتری علیہ الرحمہ کے شہزادے حضرت مولانا فاروق کھتری مصباحی علیہ الرحمہ وصال فرما گئے۔ وصال کی تاریخ کا صحیح علم نہیں ہو سکا، مگر اندازہ یہی ہے کہ ستمبر ۲۰۲۰ء کی ۲؍یا ۳؍تاریخ رہی ہوگی۔ آپ کی دائمی جدائی سے سخت صدمہ ہوا، مولا تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان اور اہالیان مسجد ممبئی کو صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

(۵)- فجر کی اذان دیتے ہوئے کرنٹ کی زد میں آنے سے معروف عالمِ دین حضرت مولانا مفتی نوشاد عالم غازی پوری ۱۱؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ/۲؍ستمبر ۲۰۲۰ء وصال فرما گئے۔ آپ دار العلوم غریب نواز رچادلدا نگر کے روح رواں تھے۔ آپ کی الم ناک شہادت سے سخت غم ہوا۔ مولا تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۶)- علم و تصوف کی معروف شخصیت حضرت بلال احمد قادری مجیبی وصال فرما گئے، آپ خانقاہ قادریہ مجیبیہ پھلواری شریف کے روح رواں تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر و شکر کی دولت سے نوازے۔ آمین۔

(۷)- حضرت شیخ طریقت سید شاہ ہلال اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ کا ۱۱؍ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ/۲؍اگست ۲۰۲۰ء کو لکھنؤ ہاسپیٹل میں وصال پر ملال ہو گیا، بڑی خوبیوں کی حامل شخصیت تھی، آپ کی رحلت کی اندوہناک خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سرکار غوث العالم سید شاہ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے طفیل مغفرت فرمائے، اہل خانہ اور مریدین و متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(۸)- جامعہ فیضان فاروق اعظم ساہو کی لاہور کے درجہ خامسہ کے طالب علم جمعہ مبارک کا خطبہ پڑھنے سے قبل بجلی کا تار لگنے سے حافظ مولوی احمد رضا قادری وصال فرما گئے۔ شدید افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ شہادت قبول فرمائے، جنت عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر و شکر کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔

(۹)- شہزادۂ غوثِ اعظم شیخ طریقت خطیب دکن حضرت علامہ سید کاظم پاشا قادری الموسوی الجیلانی سجادہ نشیں خانقاہ قادریہ موسویہ حیدر آباد کا مختصر علالت کے بعد کیر بنجارہ ہاسپیٹل میں وصال پر ملال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ رحمت و غفران کی بارش فرمائے، آپ بڑی خوبیوں کی حامل شخصیت تھے۔ پس ماندگان اور مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱۰)- سلسلۂ فردوسیہ کے معمر شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ احمد علی عثمانی سملوی فردوسی بانی خانقاہ شرف ذاکر نگر جمشید پور رحلت فرما گئے۔ بہت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، پس ماندگان، اولاد اور مریدین کو صبر جمیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

(۱۱)- جناب حافظ شاداب قادری صدر مدرس دار العلوم اہلِ سنت فیضان غوثیہ الاس مہاراشٹر وصال فرما گئے۔ مرحوم کی تین چھوٹی بیٹیاں ہیں۔ مولا تعالیٰ اس نوجوان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱۲)- معتمدِ حضور خطیب البراہین حضرت مولانا محمد عالمگیر نظامی استاذ دار العلوم اہلِ سنت تنویر الاسلام امرڈوبھا وصال فرما گئے۔ مولا تعالیٰ مغفرت فرمائے اور پس ماندگان، تلامذہ اور اہلِ خانہ کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

(۱۳)- مومن پورہ مسلم مرکزی قبرستان کے احاطے میں موجود

اولیا مسجد بروز جمعہ نمازیوں سے بھری ہے، نوجوان عالم مولانا ایاز الحق اسماعیلی تقریری فرما رہے ہیں، اچانک مذکورہ خطیب نے فرمایا کہ اب میں چاہوں گا کہ بزرگ فاضلِ جلیل حضرت مولانا عبد اللطیف انصاری اشرفی تشریف لائیں اور اشرف الفقہا حضرت مفتی مجیب اشرف علیہ الرحمۃ کے تعلق سے اظہارِ خیال فرمائیں۔ آپ نے آیتِ مبارکہ {وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ} کو موضوع منتخب فرمایا۔ آپ نے مرض، وبا اور صحت وعلاج کا اسلامی بیان شروع فرمایا، جیسے ہی آپ نے حضرت اشرف الفقہا کے لیے دعاے مغفرت شروع فرمائی کہ آپ مائک لے کر دھڑام سے گر پڑے اور ”یا اللہ“ کہتے ہوئے ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ۱۶/ر ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ /۷/ر اگست ۲۰۲۰ء عین نماز کا وقت اور جمعہ کا مبارک دن تھا۔

نمازِ عشا کے بعد ان کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور اولیا مسجد سے متصل ان کی تدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، شہادت کا اعلیٰ مقام عطا فرما کر جنت الفردوس میں بلند ترین مقام سے سرفراز فرمائے، پسماندگان، اہلِ خانہ اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

(۱۴)- ۱۷/ر ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ /۸/ر اگست ۲۰۲۰ء کو بروز ہفتہ حضرت حافظ اسرار احمد جمشید پوری کا وصال پر ملال ہو گیا۔ موصوف مدرسہ فیض العلوم جمشید پور، تنظیم اہلِ سنت وجماعت اور مرکزی دار القراءت جمشید پور تینوں اداروں کے نائب صدر تھے، دیگر متعدّد تنظیموں سے بھی وابستہ تھے، نیک سیرت، بلند اخلاق اور صوم وصلاۃ کے سخت پابند تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

(۱۵)- دار العلوم مسکینیہ دھوراجی، گجرات کے نام ور فاضل حضرت مولانا سید فیض الرحمٰن کا وصال ہو گیا۔ آپ علیہ الرحمۃ نیک، بلند اخلاق اور پورے علاقے میں مشہور اور مقبول تھے، ہم نے سنا، کلماتِ استرجاع کہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھرپور مغفرت فرمائے اور پس ماندگان، اہلِ خانہ اور متعلقین کو صبر وشکر کی توفیق ارزاں فرمائے آمین۔

(۱۶)- خلیفۂ شیخ اعظم حضرت مولانا راشد القادری اشرفی (منورہ، کانکی، اتر دیناج پور، بنگال) لمبی علالت کے بعد وصال فرما گئے، اس الم ناک خبر پر غم ہوا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرو اجر سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆☆☆

(ص:۴۵/ر کا بقیہ)... یہ امام حاکم نیشاپوری کی روایت کے مطابق ہے۔ اسی روایت کو امام ترمذی نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

(ذو النون کی مچھلی کے پیٹ میں کی ہوئی دعا: ” لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ “ کے ذریعے کوئی بھی مسلمان شخص کسی بھی وقت دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

دونوں حدیثیں صحت کے درجے پر فائز ہیں۔

بدنی عافیت کی دعا:

تین مرتبہ اسے پڑھیں: اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. (ابوداؤد: ۵۰۹۰)

ترجمہ: اے اللہ! میرے جسم میں عافیت نصیب فرما۔ اے اللہ! میرے کانوں میں عافیت نصیب فرما۔ اے اللہ! میری آنکھ میں عافیت نصیب فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ صبح شام اِس دُعاء کو پڑھا کرتے تھے۔

صبح وشام گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھنے پر بہت ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور صحت کے لیے بہت فائدہ مند بھی۔

ہر چیز سے کفایت:

آپ ﷺ نے فرمایا: تم سورہ اخلاص، سورہ الفلق اور سورہ الناس صبح اور شام تین، تین بار پڑھو، یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہو جائیں گیں۔ (ابوداود: (۵۰۸۲) ترمذی: (۳۵۷۵))

قرآن کریم کی یہ آخری تین سورتیں جن کو معوّذات بھی کہا جاتا ہے، یعنی ”سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس“ ان کی فضیلت کے بارے میں حدیث میں یہ مذکور ہے:

”تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ“ یعنی تمھارے لئے ہر قسم کی چیزوں سے کفایت ہو جائے گی۔ (ابوداؤد: ۵۰۸۲)

سورہ یٰسٓ شریف پڑھنے کی بہت فضیلتیں ہیں۔ ان میں ایک یہ کہ جو شخص اس کو صبح کے وقت پڑھے گا شام تک اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا۔ اور جو رات کو پڑھے گا صبح تک مع اہل وعیال کے خدا کے حفظ میں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس وبائی ماحول اور کرونا وائرس سے جلد از نجات عطا فرمائے۔ بالخصوص عالم اسلام کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ☆☆☆

مکتوبات

الخاتم انٹرنیشنل کا اجرا

محترم المقام حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ، فقیر کی سرپرستی میں ختم نبوت، ناموسِ رسالت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں انٹرنیشنل سطح پر ماہ نامہ مجلہ "الخاتم ﷺ" کا اجرا عمل میں لایا ہے۔ اس کے پہلے شمارے کی پی ڈی ایف فائل آپ کی نذر کی ہے۔ خط کی صورت میں اپنے تاثرات سے نوازیں تاکہ آئندہ شمارے میں زینت بنا سکیں۔ نیز مقالات ومضامین بھی ضرور بھیجیں۔ اپنی دعاؤں میں اس فقیر کو یاد رکھیں۔

والسلام مع الاکرام:

دعاگو و دعاجو: احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

بخدمت اقدس دامت برکاتہم القدسیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مزاج وہاج!

فقیر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ نے آپ کا ارسال کردہ ماہ نامہ انٹرنیشنل الخاتم ﷺ کا دیدار کیا، آنکھیں پرنور اور دل مسرور ہوا۔ آپ حضرات فکر وفن کے تاج دار ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ آپ خاندانِ نبوت کے چشم وچراغ ہیں، ہم تو حضور خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ان کے اہل بیت پر بھی درود وسلام پیش کرکے اپنے جذبۂ شوق کو تسکین پہنچاتے ہیں۔ ہم نے چند صفحات میں ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تاثرات بھیج دیے ہیں۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

از: ناچیز مبارک حسین مصباحی غفرلہ

حضور حافظِ ملت کے فیضان کا ایک فرحت بخش جھونکا

بملاحظہ گرامی استاذ العلما محقق زماں حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محبتوں اور عقیدتوں سے لبریز پیغام اشرفیہ سماعت ہوا۔ آپ کی پیاری آواز سنی تو ایسے محسوس ہوا کہ شیخ طریقت جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیضان کا ایک فرحت بخش جھونکا آیا اور قلب وجگر کو حلاوت بخشش گیا۔ اللہ اللہ یہ ہیں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی تصرفات جہاں زمین وزماں کے فاصلے بھی سمٹ کر رہ گئے۔ برہان شریف سے مبارک پور کا روحانی سفر ایک آن میں طے ہو گیا۔ فکری ونظریاتی ہم آہنگی ہو تو پھر یہ فاصلے کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ آپ نے فقیر کے بارے میں اپنی جن نیک خواہشات کا اظہار فرمایا ہے۔ اس پر سراپا سپاس ہوں۔ اللہ کرے ہماری یہ خدمات بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بھی مقبول ہو جائیں۔ ان شاءاللہ مضامین ومقالات کا تبادلہ رہے گا۔ ماشاء اللہ، آپ خود بھی "مبارک" ہیں اور پھر ماہ بھی "مبارک" ہے۔ امید ہے کہ آپ ان مبارک ساعتوں میں اس ناچیز ہیچ مدان کو اپنی دعاؤں نگاہوں اور عطاؤں میں یاد رکھیں گے۔ ہاں حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں بھی جاکر فقیر کا نیاز مندانہ سلام پہنچا دیں اور میری طرف سے فاتحہ بھی پیش فرما دیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کی علمی وتحقیقی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کو ہمیشہ شاد وآباد رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیا امتہ وعلما ملتہ اجمعین۔

والسلام مع الاکرام:

دعاگو و دعاجو: احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ "خلیفۂ مجاز بریلی شریف" سرپرست اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل، سرپرست اعلیٰ "ہماری آواز" مدیر اعلیٰ الحقیقہ۔ ادارہ فروغ افکار رضا وختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشیں کا تعزیت نامہ

نبیرۂ حضور حافظ ملت حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین عزیزی مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم عالی جناب محمد ناظم مرحوم کے اچانک انتقال پر ملال سے آپ اور آپ کے تمام اہل خانہ کس قدر نڈھال ہوں گے اس کا اندازہ

لگانا مشکل نہیں۔ مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ رب قدیر صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام سے سرفراز فرمائے آمین۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت حضرت علامہ محمد سبحان رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ ومہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام اوراساتذہ، طلبۂ منظر اسلام نے مرحوم کے لیے دعاے مغفرت فرمائی اور سب تعزیت پیش کرتے ہیں! میں تو گھر دولپوری میں ہی تھا! مرحوم کے دوران علالت محترم طاہر بھائی سے رابطہ رہا انتقال کی شب مولانا محمد غیاث الدین مصباحی کے ساتھ تقریبًا گیارہ بجے گھر پر تعزیت کے لیے حاضر ہوا سب غم سے نڈھال تھے۔ مولاے کریم سب کو صبر وہمت عطا فرمائے۔ مخدوم گرامی حضور عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں سلام وتعزیت پیش کر دیں۔

از: **محمد عاقل رضوی مصباحی**

صدر المدرسین دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف

تعزیت نامہ برائے اشرف الفقہا علیہ الرحمہ

گرامی وقار عالی مرتبت حضرت صدر المدرسین صاحب قبلہ،

ارکان واساتذۂ کرام جامعہ امجدیہ ناگپور

وجملہ پسماندگان حضرت اشرف الفقہا نور اللہ مرقدہ.... سلام مسنون

یہ جان کر بے حد صدمہ اور حزن و ملال ہوا کہ جماعت اہل سنت کی عبقری شخصیت اشرف الفقہا حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ نوری بانی ومہتمم جامعہ امجدیہ ناگ پور کا مختصر علالت کے بعد انتقال پر ملال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف کی پوری زندگی دین وسنیت کی ترویج اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ واشاعت میں گزری۔ وہ بیک وقت بہترین مدرس اور عمدۃ البیان خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ علما ومشائخ کی انجمن میں مقام امتیاز رکھتے تھے۔ **مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ کے زیر اہتمام ہونے والے فقہی سیمیناروں میں متعدد بار میں نے منصب صدارت پر ان کو فائز پایا۔** ان کا خطبۂ صدارت مختصر مگر بہت جامع ہوتا جس سے اہل تحقیق علماے بے حد محظوظ اور متاثر ہوتے۔ علمی جاہ وجلال کے باوجود انتہائی منکسر المزاج، مہمان نواز، عمدہ اخلاق کے جامع تھے۔ ان کی رحلت سے جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہوا۔ وعظ وارشاد کی مجلسیں بے رونق ہو گئیں۔ علما ومشائخ کی محفلیں سوگوار ہو گئیں۔ وہ اگرچہ ہم میں نہیں لیکن ان کی خدمات دینیہ کی وجہ سے ان کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

موصوف کے انتقال کی خبر سے جامعہ کا ماحول سوگوار ہو گیا تعزیتی میٹنگ کر کے ان کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ حضرت موصوف کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

از: **محمد مسیح احمد قادری مصباحی**

پرنسپل وشیخ الحدیث، جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور

تعزیت نامہ برائے حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ

مخدوم گرامی وقار حضور عزیز ملت صاحب قبلہ مد ظلہ العالی

سربراہ اعلیٰ وجملہ ارکان، اساتذۂ کرام جامعہ اشرفیہ

پسماندگان ولواحقین حضرت مولانا مفتی محمد معراج القادری صاحب علیہ الرحمہ.................. سلام مسنون

یہ جان کر بے حد صدمہ ہوا کہ رفیق درس حضرت علامہ مولانا مفتی معراج القادری صاحب علیہ الرحمہ کا مختصر علالت کے بعد انتقال پر ملال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف میرے بہترین ساتھی تھے۔ جامعہ اشرفیہ کے مؤقر استاذ، بلند پایہ مدرس اور مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ ضلع فیض آباد کے قاضی شرع، جامعہ اسلامیہ روناہی کے نائب سربراہ اعلیٰ تھے۔ گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے۔ مقام تحقیق میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ علمی وجاہت، عمدہ اخلاق وکمالات کے جامع تھے۔ خوش طبعی اور ظرافت علمی ان کی شناخت تھی۔ احباب واکابر سے محبت اور اصاغر پر شفقت ان کی پہچان تھی۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی اور عالم باعمل تھے۔ ان کی رحلت سے جامعہ اشرفیہ اور جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ ہوا۔ جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مرحوم کی، مغفرت فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے۔ اور جامعہ اشرفیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ ارکان ادارہ، پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

مرحوم کے سانحۂ ارتحال کی خبر سے جامعہ عربیہ انوار القرآن کا پورا ماحول سوگوار ہو گیا۔ تعزیتی نشست اور قرآن خوانی کی محفل منعقد کی گئی اور ان کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

از: **محمد مسیح احمد قادری مصباحی**

پرنسپل وشیخ الحدیث، جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور

تعزیت نامہ برائے حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسول الکریم

ہم سب کو یہ جان کر دلی رنج ہوا کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے معروف استاذ و مفتی محمد معراج القادری مصباحی صاحب انتقال فرما گئے۔ یہ سال جماعت اہل سنت کے لیے غم واندوح کا سال ہوتا جا رہا ہے۔ یکے بعد دیگرے ہماری جماعت کے باوقار علمائے دین ہم سے رخصت ہو رہے ہیں، حکم ربی کے آگے سر خم ہے، ہم صرف نعم البدل کی دعا کر سکتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ ایک سنجیدہ عالم دین، ماہر منتظم، ممتاز درسگاہی استاذ اور فقہی مہارتوں کے حامل مفتی تھے۔ اپنی مخصوص فکر کے ساتھ تادم آخیر دینی و ملی خدمات انجام دیتے رہے۔ وہ اپنی گوناگوں خصوصیات کے سبب طلبا، اساتذہ علما و مشائخ کے درمیان ایک مخصوص مقام رکھتے تھے، مذہب و مسلک کے معاملات میں بے حد متصلّب تھے اور اپنے احباب و متعلقین کو بھی تصلب فی الدین کی تا زندگی وہ نصیحت فرماتے رہے۔ ان کے انتقال پر ملال سے یقینی طور پر ایک ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ رب تبارک و تعالیٰ مفتی صاحب موصوف کی مغفرت فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کامل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خانقاہ برکاتیہ کے تمام اراکین ان کے اہل و عیال و اراکین جامعہ اشرفیہ کو مفتی صاحب کے سانحہ ارتحال پر تعزیت پیش کرتے ہیں اور ان کے غم میں شریک وسہیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے علمائے کرام کی عمر و صحت و جمال و کمال میں برکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

از: **سید نجیب حیدر نوری**

سجادہ نشین، خانقاہِ برکاتیہ، مارہرہ شریف، ضلع: ایٹہ (یوپی)

حضرت مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ کی رحلت جماعت اہلِ سنت کا عظیم خسارہ

ادیب شہیر، رئیس التحریر حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی دام ظلہ العالی۔۔۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

استاذ العلما، فقیہ العصر، ماہر درسیات حضرت علامہ مولانا مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ کی اچانک رحلت صرف الجامعۃ الاشرفیہ ہی کا نہیں بلکہ تمام اہلِ سنت و جماعت کا عظیم دینی، علمی خسارہ ہے۔

حضرت فقہ وافتا میں زبردست مہارت وملکہ رکھنے کے ساتھ علوم متداولہ کی تدریس و تفہیم میں بھی منفرد المثال تھے، مشکل و مغلق عبارات و معانی کی تسہیل و توضیح خندہ پیشانی کے ساتھ آسان لب ولہجہ اس انداز سے فرماتے کہ آخری صف کا طالب علم بھی تشنۂ تفہیم نہ رہتا!

راقم الحروف کو الجامعۃ الاشرفیہ میں حضرت سے شرح جامی پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، حضرت کا اپنے سارے تلامذہ کے ساتھ نہایت مشفقانہ برتاؤ رہتا۔ حضرت جب بھی بریلی شریف حاضر ہوتے خادم کو ضرور یاد فرماتے، سال گزشتہ ماہ ربیع الاول شریف کے آغاز میں شہادت رویت ہلال کی کتاب القاضی کے بارے میں راقم الحروف کو فون کیا اور حکم فرمایا کہ بریلی شریف سے کتاب القاضی لے کر دو معتمد حضرات سے فیض آباد پہنچوا دو شہادت شرعی کے بعد انتیس کی رویت ہلال کا اعلان کرنا ہے۔ غالباً حضرت ضلع فیض آباد کے قاضی بھی تھے۔ خادم نے حسب الحکم حضرت مولانا محمد صدام حسین منظری استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اور ایک دوسرے صاحب کو بھیج دیا۔

ٹرین طلوع فجر کے وقت فیض آباد پہنچی تو دیکھا کہ حضرت چند احباب کے ساتھ خود اسٹیشن پر تشریف فرما ہیں، کتاب القاضی وصول کی، جانے والوں کے ساتھ ایسا مشفقانہ برتاؤ فرمایا کہ انہیں سفر کی ساری کلفتوں کا احساس جاتا رہا، ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ زاد سفر بلکہ زائد از سفر رقم عنایت فرمائی۔ مولانا محمد صدام حسین حضرت کے اخلاق سے اتنے متاثر ہوئے کہ بارہا حضرت کا تذکرہ کرتے رہتے شاید حضرت سے یہ میری آخری بات چیت ہوئی، اب اچانک حضرت کے انتقال پر ملال کی خبر ملی تو سکتہ طاری ہو گیا!

مولائے کریم جل جلالہ نے حضرت کو بے شمار خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا وہ ہزاروں علما کے استاذ، شہرت یافتہ فقیہ، الجامعۃ الاشرفیہ کے موقر استاذ، الجامعۃ الاسلامیہ روناہی کے ناظم تعلیمات ضلع فیض آباد کے قاضی شرع، بہت سارے دینی مدارس کے سرپرست تھے۔

خدا رکھے بہت ساری خوبیاں تھیں جانے والے میں!

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں قبلہ قادری سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف اور اساتذۂ منظر اسلام نے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ایصال ثواب کیا۔

مولائے کریم جل جلالہ حضرت کی تمام نیکیاں قبول فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان، تمام متعلقین و احباب کو صبر جمیل و اجر جزیل بخشے **آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین**

شریک غم

محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی

صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

خیر و خبر

حضرت سید منور علی بخاری کے لیے دعائے صحت کی اپیل

یہ خبر اہل سنت کے لئے باعث تشویش ہے کہ نارتھ کیرولینا امریکا میں اہل سنت کی کتاب شناس اور کتاب دوست شخصیت سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی صاحب زید مجدہ ان دنوں شدید علیل ہیں۔ آپ اہل سنت کا نہایت ہی قیمتی اثاثہ ہیں۔ آپ اپنی شخصیت میں ایک تحریک، ایک ادارہ اور ایک تنظیم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دنیا بھر کے اہل سنت کے اہل علم و قلم سے آپ کے روابط ہیں۔ اہل سنت کے نظریاتی اور اعتقادی محاذ پر آپ جس انداز میں پاسبانی فرمارہے ہیں اس کی مثال ملنا محال ہے۔ آپ ہمارے ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل کی مجلسِ مشاورت کے معزز اراکین میں سے ہیں۔ آپ کی علالت کا سن کر ہر سنی قلمکار غم فگار ہے۔ فقیر کی دنیائے اہل سنت کی خدمت میں دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ میرے اس ممدوح، مہربان اور قدردان کی صحت وسلامتی کے لیے خصوصی طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل آپ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلما ملتہ اجمعین۔ دعاگو ودعاجو: احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

مرآۃ التصانیف کے مرتب کے لیے دعائے صحت کی اپیل

مملکت خداداد پاکستان کے علمائے اہل سنت میں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ اہل سنت کی مرکزی درس گاہ دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی مسند تدریس کی آپ رونق ہیں۔ آپ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم قادری ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست راست رہے ہیں۔ آپ عالم باعمل اور درویش منش مصنف ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فقہی "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ" کی تخریج وترجمہ کے لیے رضا فاؤنڈیشن لاہور کا قیام عمل میں لایا اور اس کے تحت فتاویٰ رضویہ تیس سے زیادہ جلدوں میں شائع ہو کر سامنے آیا۔ رضا فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام فتاویٰ رضویہ کے ترجمہ و تخریج میں حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کا کردار نہایت نمایاں رہا۔ فتاویٰ رضویہ دنیاے فقاہت کا ایک بحر بے کنار ہے۔ اس میں آپ غوطہ زن ہوئے اور اس میں سے تحقیقات نادرہ اکٹھی کیں اور انہیں بھی تین جلدوں میں سامنے لائے۔ علماے اہل سنت کی قلمی خدمات کی تفصیل کو آپ نے "مرآۃ التصانیف" کے عنوان سے پیش کیا۔ اکابر کا احترام اور اصاغر نوازی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اولیاے کرام اور سادات کرام سے آپ کا حسنِ عقیدت دیدنی ہے۔ انڈیا میں سدھارتھ نگر یوپی سے جب فقیر کے ایک مہربان مولانا کلام احمد ازہر القادری زید مجدہ نے عالمی ناشر رضویات فخر السادات حضرت علامہ مولانا سید وجاہت رسول تاباں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے "آئینہ وجاہت" کے عنوان سے کتاب مرتب کرنے کا ارادہ کیا تو فقیر نے آپ سے تاثرات کے لئے عرض کیا تو آپ نے فوراً بھجوا دیے۔ اسی طرح انہوں ہی نے جب صاحب "قانون شریعت" شمس العلما علامہ مفتی قاضی شمس الدین احمد قادری رضوی جون پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد میں "جہان شمس العلما" مرتب کرنے کا اعلان کیا تو فقیر نے پھر آپ کی خدمت میں تاثرات کے لیے استدعا کی تو آپ نے علالت کے باوجود فوراً تاثرات بھیج دیے۔ اسی طرح جب فقیر کی کتاب "تقاریظ امام احمد رضا" شائع ہو کر سامنے آئی تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے تاثرات بھی بھجوائے۔ آپ کے دم قدم سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رونق ہے۔ دنیاے اہل سنت کے لیے یہ خبر انتہائی پریشان کن ہے کہ آپ ان دنوں شدید علیل ہیں۔ فقیر دنیاے اہل سنت کی خدمت میں اپیل کرتا ہے کہ آپ سب میرے اس ممدوح کی صحت وسلامتی کے لیے دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل آپ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور آپ کے علم و قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلما ملتہ اجمعین

دعاگو ودعاجو: احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ "خلیفۂ

مجاز بریلی شریف "سرپرست اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل، سرپرست اعلیٰ "ہماری آواز" مدیر اعلیٰ الحقیقہ۔ ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

درگاہ حضرت رحیم اللہ شاہ قادری علیہ الرحمۃ میں منایا گیا یوم شہادت

از: مولانا محمد ارشد رضا قادری نعیمی نلور

۹/ اگست ۲۰۲۰ء بروز اتوار بعد نماز عصر درگاہ شہنشاہ وقطب نلور حضرت سید رحیم اللہ شاہ قادری علیہ الرحمۃ میں جامع القرآن امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی یوم شہادت کے موقع پر فاتحہ خوانی اور شیرنی کا اہتمام کیا گیا اور ساتھ ساتھ صدر الافاضل فخر الاماثل خلیفہ اعلیٰ حضرت صاحب تفسیر خزائن العرفان حضرت علامہ مفتی حکیم سید محمد نعیم الدین قادری مرادآبادی علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس کے موقع پر عرس نعیمی بھی منایا گیا اور حضرت رحیم اللہ شاہ قادری ٹرسٹ و کنز الایمان فاؤنڈیشن برانچ نلور چنگیری کرناٹک کی جانب سے یہ سارے انتظام و انصرام کر کے دارین کی سعادتوں سے سرفراز ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا صدقہ عطا فرمائے اور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات سے مال مال فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسجد خضر بنگلور میں دونوں مفتیانِ کرام کے لیے تعزیتی اجلاس

از: شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم ابنائے اشرفیہ بنگلور

اشرف الفقہا و مفتی معراج القادری کی رحلت پر مسجد خضر، شانتی نگر، بنگلور، میں تنظیم ابنائے اشرفیہ بنگلور کی جانب سے ۱۱/ اگست ۲۰۲۰ کو بعد نماز عشا تعزیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کا اہتمام ہوا۔ اس موقع پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد اسلم چیف قاضی ادارہ شرعیہ مرکز اہلسنت جامعہ حضرت بلال نے فرمایا کہ اشرف الفقہا مفتی محمد مجیب اشرف اور مفتی معراج القادری کی جیسی شخصیات ہم چھوٹوں کے لیے نمونہ ہیں کہ زندگی کیسی گزاری جائے ، پریشانیوں سے کس طرح نپٹا جائے یہ ہم انہی حضرات کو دیکھ کر سیکھا کرتے ہیں، ان نفوس قدسیہ نے ساری زندگی خدمت دین میں گزار دی، اللہ تعالیٰ نے ان کو بے پناہ علمی و فکری صلاحیتوں سے نوازا تھا، آج ان کے ہزاروں شاگرد ملک و بیرون ملک میں دین و سنیت کی تبلیغ کر رہے ہیں یہ وقت ہمارے لیے انتہائی صدمہ کا وقت ہے یکے بعد دیگرے اکابر علمائے کرام ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ فقہ وافتا کے حوالے سے ان کی خدمات جلیلہ آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں ان حضرات کے وصال پر ایک عالم غمگین ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کے درجات بلند فرمائے اور اہلسنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اس موقع پر قاری محمد ذوالفقار رضا نوری خطیب و امام مرکز اہلسنت جامعہ حضرت بلال کرناٹک نے قل شریف کی تلاوت کی اور حضرت علامہ مولانا شبیر احمد رضوی مہتمم الجامعۃ النوریہ مڑیوال نے مرحومین کے لیے بلندی درجات اور سارے مومنوں کے لیے امن و امان کی دعا فرمائی، آخر میں حضرت مفتی فاضل مصباحی قاضی ادارہ شرعیہ ملیشورم نے صلاۃ وسلام پڑھا اس موقع پر حضرت مولانا محمد حسین مصباحی خطیب و امام مسجد خضر شانتی بنگلور، حضرت مولانا محمد امان اللہ مصباحی، مولانا اعجاز مصباحی، صوفی فیاض عالم مولانا فہیم خان، حافظ آصف، محمد منصور آمری اور ابراہیم بیگ بھائی و دیگر احباب اہل سنت موجود تھے۔

مفتی معراج القادری کا وصال نہ صرف جامعہ اشرفیہ کا نقصان بلکہ پورے امتِ مسلمہ کا عظیم خسارہ

از: ورلڈ اسلامک مشن، لندن

ممبئی۔ مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں خاں اعظمی سیکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن نے اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا: الجامعۃ الاشرفیہ کے مفتی علامہ معراج القادری کا شدت علالت کے بعد لکھنؤ کے ایک اسپتال میں انتقال ہو گیا۔ یقینی طور پر ان کا اٹھ جانا اہلِ سنت کے افق پر ایک بہت بڑا علمی نقصان ہے، وہ اپنے معاصر علما میں بہت ہی ممتاز تھے اور مسائل فقہ پر انھیں استحضار ذہنی حاصل تھا۔ نوجوان علما میں جو اس وقت باصلاحیت علما ہیں ان میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل تھے رب قدیر ان کے اماثل ہم میں پیدا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ بلاشبہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے اساتذہ میں ان کی حیثیت یقیناً بہت منفرد تھی وہ خطیب تھے، ادیب تھے، فلسفی تھے، منطقی تھے اور علوم دینیہ کے ماہر بھی تھے۔ ان تمام صلاحیتوں کا یکجا ہونا ایک بہت بڑی بات تھی، یقیناً الجامعۃ الاشرفیہ کا بہت بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اشرفیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ علامہ ڈاکٹر شاہد رضا نعیمی لندن، علامہ مولانا شفیق الرحمٰن مفتیِ یورپ، علامہ مولانا فروغ القادری سیکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن، علامہ مولانا قمر الحسن مصباحی امریکہ نے علامہ مفتی محمد معراج القادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر اپنا تعزیتی پیغام ارسال فرمایا۔ ☆☆☆☆☆